غیر مسلم تہوار

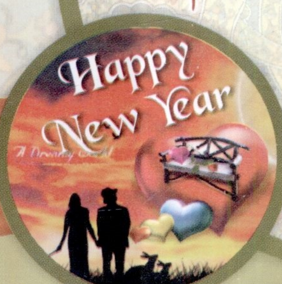
اسلامی تہذیب کے سینے پر خنجر





مؤلفہ

تفضیل احمد ضیغم





طیبہ قرآن محل

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

مسلم تہذیب کے سینے پر خنجر

غیر مسلم تہوار

تالیف:
تفضیل احمد ضیغم

ناشر
مکتبہ اہلِ حدیث
امین پور بازار
فیصل آباد
041-2624007,2629292

نام کتاب غیر مسلم تہوار

باہتمام ---------------- حافظ ابوبکر
طبع اول ---------------- مئی 2010ء
تعداد ---------------- 1100
قیمت ----------------

طیبہ قرآن محل
مکہ سنٹر منشی محلہ گلی 5 امین پور بازار فیصل آباد
041-2629292,2624007

اسٹاکسٹ

مکتبہ محمدیہ قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300-4826023
E:mail;maktabah_muhammadia@yahoo.com
&maktabah_m@hotmail.com

غیر مسلم تہوار

بسنت بہار بے حیائی کا بلزار

ویلنٹائن ڈے

خواتین کا عالمی دن

اپریل فول

یوم مئی اور مزدور دن

مدرز ڈے

آبادی کا عالمی دن

سالگرہ

کرسمس ڈے

ہیپی نیو ایئر

چنددنوں کے متعلق مختصر معلومات

مسنون خطبہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْ

فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔

”بلاشبہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں، اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے برے اعمال سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ دھتکار دے اسے کوئی راہِ راست پر نہیں لاسکتا ۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

”حمد وصلوٰۃ کے بعد! یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ کی کتاب اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام امور میں سے برے کام (دین میں) خود ساختہ (بدعت والے) کام ہیں، ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا انجام جہنم ہے۔“

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ

مُّسْلِمُوْنَ ○ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ○ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ○ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ○

''اے اہل ایمان ! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں اس حال میں موت آئے کہ تم مسلمان ہو۔لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، (پھر) اس سے اس کی بیوی کو بنایا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں اور انہیں (زمین پر) پھیلا دیا۔ اللہ سے ڈرتے رہو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے (بچو) یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔ اے اہل ایمان ! اللہ سے ڈرو اور سیدھی (سچی اور کھری) بات کہو۔ اللہ تمہارے اعمال سنوار دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، یقیناً اس نے عظیم کامیابی حاصل کر لی۔''

---

❶ (مسلم الجمعة، باب تخفیف الصلوٰة والخطبة، حدیث 868و 867 والسنائی، 3278)

❷ (رواه الاربعة واحمد والدارمی و روی البغوی فی شرح السنة مشکوٰة مع تعلیقات الالبانی، النکاح، باب اعلان النکاح...... وقال الالبانی حدیث صحیح)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اشکِ مؤلف

یہود و ہنود ازل سے ہی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے جال بُنتے رہے ہیں، ہر دور میں ان کی ریشہ دوانیاں معمول کے مطابق جاری رہیں کبھی انہوں نے علی الاعلان اسلام کو زک پہنچائی تو کبھی آستین کا سانپ بن کر، وقت آنے پر یہ نہ صرف دوستانہ تعلقات توڑ لیتے ہیں بلکہ دشمن کی پیٹھ بھی ٹھونکتے ہیں، یہود و ہنود ہوں یا عیسائی اسلام کو مٹانے کے لیے ایک ہو جاتے ہیں، لیکن مسلمانوں کے ساتھ یہ المیہ کہیے کہ ان کی نظریں مغربی تہذیب وتمدن کی جانب بڑے مرغوبانہ انداز میں اٹھتی ہیں اور وہ مغربی گندگی اور بے حیائی سے اپنے دامن کو داغدار کرتے رہتے ہیں، پھر اس گندگی سے اڑنے والے چھینٹے معاشرہ کے دیگر افراد کو بھی اپنے حصار میں لینے کی کوشش کرتے ہیں اس طرح گھر کے افراد ہی اغیار کے اشاروں پر رقص کرتے ہوئے معاشرے کو متعفن بنانے میں خوب کردار ادا کرتے ہیں، جس کا اجتماعی نظارہ مغربی تہواروں پر دیکھنے میں آتا ہے حالانکہ ماضی قریب میں مسلم افراد نے جن لوگوں کو قوم کا مفکر اور لیڈر ہونے کے خطاب سے نوازا انہوں نے زندگی بھر کے حاصل سے یہ نچوڑ نکالا کہ غیر مسلم قومیں مسلمانوں کے حق میں کبھی بہتر نہیں سوچ سکتیں، جیسے سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

> ''میں نے پوری دنیا کی تاریخ پر غور کیا مجھے تاریخ انسانیت میں اللہ رسول ﷺ اور امتِ رسول اور پوری دنیا کے سچے مسلمانوں کا فرنگی سے بڑھ کر اور اس سے بدتر کوئی اور دشمن نظر نہیں آیا یہ یا اس کا کوئی دوست غلاف کعبہ کا لباس پہن کر، یا آبِ زمزم سے وضو یا چوبیس

گھنٹے غسل کر کے بھی تمہارے سامنے آئے اگر تم میرے بیٹے ہو تو قیامت تک اس کا اعتبار نہ کرنا۔''

اور شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک انٹرویو میں کہا تھا:

''میں سمجھتا ہوں کہ بچھو اور سانپ سے دوستی قائم کی جا سکتی ہے لیکن انگریز کے ساتھ دوستی کا تصور بھی میرے لیے نا قابل برداشت ہے میں انگریز کو ہر محاذ پر شکست دینے کا متمنی رہتا ہوں اگر کوئی بین الاقوامی تحریک انگریز کے خلاف چلے تو میں اس میں تن من دھن سے شریک ہوں گا یہ ٹھیک ہے کہ یہ جذبہ انتہاء پسندانہ ہے لیکن میں ایسا کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔''

اور اپنے ایک خطاب میں انہوں نے انگریز سے نفرت کا اظہار ان الفاظ میں کیا تھا:

''میں ان علماء حق کا پرچم لیے پھرتا ہوں جو 1857ء میں فرنگیوں کی تیغ بے نیام کا شکار ہوئے تھے۔ رب ذوالجلال کی قسم، مجھے اس کی کچھ پروانہیں کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ وہ شروع سے تماشائی ہیں اور تماشا دیکھنے کے عادی ہیں۔ اس سرزمین میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا سپاہی ہوں۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خاندان کا متبع ہوں۔ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی غیرت کا نام لیوا ہوں اور شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت کا داعی ہوں۔ میں ان پانچ مقدمہ ہائے سازش کے پابہ زنجیر صلحاء امت کے لشکر کا ایک خدمت گزار ہوں۔ جنہیں حق کی پاداش میں عمر قید اور موت کی سزائیں دی گئیں۔ ہاں، ہاں، میں انہی کی نشانی ہوں۔ انہی کی صدائے بازگشت ہوں۔ مری رگوں میں خون نہیں آگ دوڑتی ہے۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں میرا ایک ہی نصب العین ہے اور وہ ہے برطانوی سامراج کی لاش کو کفنانا یا دفنانا۔ مجھے ایک ہی چیز سے محبت ہے، وہ ہے قرآن اور ایک ہی چیز سے نفرت ہے وہ ہے انگریز۔ ہر شخص اپنا شجرۂ نسب رکھتا ہے، میرا یہی شجرۂ نسب ہے اور میں سر اونچا کر کے فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں اسی خاندان کا ایک فرد ہوں۔'' [1]

---

[1] مضامین شورش از پروفیسر اقبال جاوید ص 69

ذرا ایک لمحہ سوچئے! کیا یہ یہودی وہی نہیں جنہوں نے پیغمبر کائنات ﷺ کو زہر دے کر ہلاک کرنے کی ناپاک کوشش کی جو آخر وقت تک مدینہ میں غیر مسلم قوتوں سے گٹھ جوڑ کرتے رہے جن کی دشمنیوں، نفرتوں، گندی سوچ اور منفی جذبات سے تنگ آ کے آنحضرت ﷺ نے انہیں خیبر سے جلاوطن کر دیا تھا، جنہوں نے عبداللہ بن سبا کا روپ بھر کے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالی آپس میں ہی تلواروں کو بے نیام کروایا اور مسلمانوں کی شیرازہ بندی کو بکھیر کے رکھ دیا، جس سے کھلنے والا فتنوں کا دروازہ آج تک بند نہیں ہوا۔

اور سوچئے! کیا یہ عیسائی وہی نہیں جنہوں نے اندلس سے مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت کا خاتمہ کر کے ان کی عزت وعظمت کو چھین لیا اور ان سے جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا، جنہوں نے مساجد کو گھوڑے باندھنے کے لیے استعمال کیا اور غرناطہ کے بازاروں میں قرآن پاک کے ڈھیروں کو آگ لگائی، غرناطہ کی مساجد آج تک عیسائیوں کی عبادت گاہیں بنی اپنے ماضی پر نوحہ کناں ہیں، مولانا تقی نے اپنے غرناطہ کے سفرنامہ میں ایسی ہی ایک مسجد کا اشکبار قلم سے یوں ذکر کیا ہے:

''اندازِ تعمیر سے کچھ ایسا لگتا تھا جیسے یہ کوئی عالیشان مسجد ہو، ہم بڑے اشتیاق سے اس کی طرف بڑھے، اس کے دروازے پر دو تین سائل بیٹھے ہوئے بھیک مانگ رہے تھے اور عمارت کا مرکزی دروازہ جو کتھئی رنگ کی مضبوط لکڑی کا بنا ہوا تھا بند نظر آ رہا تھا، لیکن کواڑوں کے بیچ میں ایک چھوٹا سا دروازہ کھلا ہوا تھا، جس میں سر جھکا کر اندر جا سکتے تھے، ہم اندر داخل ہوئے تو ایک تاریک برآمدہ نظر آیا جس کے دائیں اور بائیں عمارت میں جانے کے بڑے دروازے تھے، بایاں دروازہ بند تھا لیکن دائیں دروازے سے اندر داخل ہونا ممکن تھا، ہم نے اسی دروازے سے اندر جھانکا تو دیکھا کہ وہ ایک کلیسا ہے اور عیسائیوں کا ایک مجمع وہاں اپنی مذہبی رسوم ادا کر رہا ہے۔

ہم عمارت سے باہر آ گئے، لیکن دل یہ گواہی دے رہا تھا کہ یہ عمارت کسی مسجد کی رہی ہوگی، جسے بعد میں کلیسا بنا دیا گیا۔ یہ قیاس درست ثابت ہوا۔ تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ

درحقیقت یہ عمارت ''جامع غرناطہ'' کی تھی۔ یہ کبھی غرناطہ جیسے شہر کی سب سے بڑی جامع مسجد تھی۔ دل پر ایک چوٹ سی لگی۔ جس عظیم مسجد میں توحید کے متوالوں نے صدیوں اپنے رب کے حضور سجدہ ہائے نیاز گزارے تھے، جہاں سے پانچ وقت اذان کی صدا بلند ہو کر پوری فضاء کو پرنور بناتی تھی، آج وہاں کفر و شرک کے تاریک سائے منڈلا رہے تھے۔

پوشیدہ تری خاک میں سجدوں کے نشاں ہیں
خاموش اذانیں ہیں تری باد سحر میں

جن عیسائیوں نے اندلس کی سلطنت مسلمانوں سے چھینی تھی، وہ انتہائی متعصب تنگ نظر اور تاریک خیال عیسائی تھے، انہوں نے یہاں برسر اقتدار آنے کے کچھ ہی عرصے کے بعد یہ حکم جاری کر دیا تھا کہ ملک کی ہر مسجد کو کلیسا میں تبدیل کر دیا جائے۔ چنانچہ اندلس کی تمام پرشکوہ مساجد کو کلیسا بنا دیا گیا تھا، چنانچہ یہ عظیم الشان مسجد بھی اسی ظالمانہ حکم کا نشانہ بنی اور صرف یہی نہیں، غرناطہ کے عیسائی فاتح فرڈی ننڈ اور ازابیلا کی قبریں بھی اسی مسجد میں بنائی گئیں۔ اسی متعصب طرز فکر کا یہ شاخسانہ ہے۔ اب اس زمین پر کوئی ایک مسجد بھی باقی نہیں رہی۔''

اور عظمتِ رفتہ کے امین قصر الحمراء کے متعلق لکھتے ہیں:

''تھوڑی دیر کے بعد قلعے کا دروازہ کھلا تو اس میں داخل ہونے والے سب سے پہلے ہم تھے۔ قدم قدم پر شکستہ عمارتیں عہد ماضی کی داستانیں سنا رہی تھیں، دروازے سے قریب ترین تاریخی جگہ ''برج الحراسہ'' ہے جو ''الحمراء'' کا سب سے بلند برج ہے اور جسے ''القصبہ'' بھی کہا جاتا ہے، اسی برج پر کبھی مسلمانوں کا پرچم لہرایا کرتا تھا لیکن جب غرناطہ کے آخری حکمران ابوعبداللہ نے فرڈی ننڈ کو الحمراء کی چابی کا ''تحفہ'' چاندی کی طشتری میں رکھ کر پیش کر دیا تو فرڈی ننڈ نے سب سے پہلے فاتحانہ قدم یہ اٹھایا کہ اس برج سے مسلمانوں کا پرچم اتروا کر پادریوں کے ہاتھوں یہاں ایک لکڑی کی صلیب نصب کی۔ وہ دن اور آج کا دن یہ صلیب یہاں نصب چلی آ رہی ہے اور الحمراء میں داخل ہونے والے کسی مسلمان سیاح کا

دل چھلنی کرنے کے لیے کافی ہے۔" [1]

یہ وہی اندلس ہے جہاں سے عیسائیوں نے مسلمان دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے اسلامی تہذیب کو مٹانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جب ملک پر قبضہ ہوگیا تو دفاعی جنگ شروع ہوگئی، سب سے پہلے انہوں نے قرآن حکیم پر حملہ کیا۔ مسلمان گھرانوں سے قرآن حکیم کے نسخے چُن چُن چھکڑوں پر لادے گئے پھر اُن نسخوں کا غرناطہ کے بازاروں میں ردی کی طرح ڈھیر لگا دیا گیا، اس کے علاوہ پبلک لائبریریوں سے وہ تمام کتابیں جو عربی زبان میں تھیں وہ چھین کر اس ڈھیر میں شامل کر دی گئیں اور آسمان نے شاید اس سے زیادہ دلدوز منظر کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ جب قرآن پاک کے نسخوں کو لگی ہوئی آگ کے شعلے آسمان کی جانب اٹھ رہے تھے، آٹھ صدیوں کے تہذیب و تمدن کی چتا جل رہی تھی اور مسلمانوں کو گھروں سے نکلنے کی اجازت نہ تھی وہ اپنے مکانوں کی چھتوں پر کھڑے بے بسی سے آنسو بہا رہے تھے، سینکڑوں مساجد کو گرجا گھروں میں بدلا اور منبر کی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کے بت نصب کر دیئے یہ تہذیبی جنگ تھی کہ مسلمانوں سے مسلمانیت کو چھین لیا جائے، ان کی نسلوں کو عیسائی رنگ میں رنگ دیا جائے اور تہذیبی جنگ کے اثرات کیا ہوتے ہیں، اندلس موجودہ دور کا اسپین جہاں مسلمانوں نے آٹھ سو سال حکومت کی، آج وہاں کوئی مسلمان نہیں ملتا، مسلمانوں کی کروڑوں کی تعداد میں آبادی کہاں چلی گئی۔ صرف غرناطہ شہر کی ایک کروڑ آبادی تھی۔ عیسائی اقلیت میں تھے پھر غرناطہ کا شہر مکمل عیسائی ہوگیا یہ تہذیبی جنگ کے اثرات تھے کس طرح......؟ اندلس کی فتح کے بعد عیسائیوں نے سرکاری طور پر اعلان کر دیا کہ تمام مسلمان عیسائیت کو اختیار کر لیں۔ جان کے خوف سے اُن بدنصیب مسلمانوں نے بظاہر عیسائیت کو اختیار کر لیا اور دلی طور پر مسلمان رہے ان کے گرجوں میں جاتے لیکن گھر آ کر چھپ کر نماز پڑھتے اگرچہ وہ دلی طور پر پکے مسلمان تھے، چھپ کر عبادت کرتے تھے لیکن ظاہراً عیسائی تہذیب اختیار کرنے کے اثرات یہ ہوئے کہ

---

[1] "دنیا میرے آگے" از محمد تقی عثمانی، صفحہ 24-23، 29

اُن کی اولاد جو عیسائی تہذیب میں پلی بڑھی تھی وہ مکمل طور پر عیسائیت کے رنگ میں رنگی گئی اور یوں ایک تہذیب کا خاتمہ ہو گیا اور تاریخ دان لکھتے ہیں کہ تقریباً سو سال کے بعد جب ان خفیہ ایمان رکھنے والے مسلمانوں کی ایک بڑھی تعداد کو ہسپانیہ سے جلاوطن کیا گیا اور یہ لوگ تیونس اور دیگر ممالک میں پہنچے تو ان پر قدرتی طور پر عیسائیت کے اتنے اثرات چھا چکے تھے کہ وہاں کے لوگ انہیں یورپی اور عیسائی جاسوس سمجھ کے شک کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے اس لیے کہ ان کے انداز واطوار عیسائیوں جیسے ہو چکے تھے، حتیٰ کہ وہ رہنے کے لیے عمارتیں بھی عیسائی طرز پر بنانے لگے تھے، اس تہذیبی شکست کو دیکھ کر اقبال نے تڑپ کے کہا تھا۔

قبر اس تہذیب کی یہ سر زمین پاک ہے
جس سے تاکِ گلشن یورپ کی رگ غمناک ہے

جنہوں نے ہندوستان سے مسلمانوں کی ساڑھے تین سو سالہ حکومت کو ختم کیا اور بہادر شاہ ظفر کے بیٹوں کو قتل کر کے ان کے خون سے چلو بھر کے پیا کہ ان کا انتقام ٹھنڈا ہو جائے جنہوں نے 1857ء میں جنگ آزادی کے الزام میں عام بے گناہ مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکال کر درختوں پر سرعام پھانسی دی جنہوں نے علماء کو جلاوطن کیا اور ہندوستان میں سلطان ٹیپو شہید کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگا، جنہوں نے جلیانوالہ باغ میں مسلمانوں پر فائرنگ کر کے انہیں ناحق قتل کیا اور جاتے ہوئے مسلم اکثریت کا علاقہ کشمیر بھی ہندوؤں کی جھولی میں ڈال گئے، جو آج تک مسلمانوں کے سینے کا زخم بنا ہوا ہے۔

ذرا سوچئے! کیا یہ ہندو وہی نہیں جو مسلمان کو ملیچھ اور ناپاک کہتے ہوئے اس کے سائے سے بھی بچتا ہے جس کے نزدیک مسلمان کا جھوٹا ناپاک ہے، جنہوں نے پاکستان کی جانب ہجرت کرتے وقت مسلمانوں کی املاک پر قبضہ کیا اور مسلمان عورتوں کی چھاتیوں سے دودھ پیتے بچے چھین کر نیزوں کی انیوں پر رکھے اور عورتوں کی عزتوں سے کھیلا جنہوں نے مہاجر کیمپوں میں پینے کے پانی میں زہر ملا کر اپنی نفرت کا اظہار کیا، جنہوں نے پاکستان بننے

کے بعد دریاؤں کا پانی بند کر کے زمینوں کو بنجر کرنا چاہا اور پاکستان کو ختم کرنے کے لیے رات کی تاریکی میں اس پر حملے کا منصوبہ تیار کیا وہ ہندو جو آج کشمیری بہن کے سر سے دوپٹہ کھینچ کر یوں نعرہ زن ہوتا ہے بلاؤ محمد بن قاسم کو آج کہاں ہے......؟

گویا کہ کفر کی تاریخ ہی اسلام دشمنی کی داستان ہے اور کفر کا منشور ہی اسلام کو مٹانا ہے خواہ اسے طاقت وقوت سے مٹایا جائے یا اسلامی روایات واقدار کو ختم کر کے سینوں میں مغربی انداز واطوار کو بھرا جائے بالفاظ دیگر اس وقت اسلام اور کفر میں دو طرح کی جنگ جاری ہے ایک قوت واسلحہ کی جنگ اور دوسری نظریاتی جنگ اور نظریاتی جنگ یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنی رسومات اور تماش بینیوں کا اس قدر دلدادہ بنا دو کہ ان کا نام تو مسلمان رہے لیکن شکل وصورت طرزِ زندگی اور طرزِ فکر مغربانہ ہو جائے وہ مغربانہ انداز میں سوچیں، مغربانہ رنگ میں بولیں ان کی تقریبات ہماری ہی زندگی کی عکاس ہوں تاکہ ہمیں یہ کہنے میں آسانی ہو جائے۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں کہ جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

اور آج ڈش، کیبل، وی سی آر ہندووانہ رسومات، مغربی تہوار اور ذرائع ابلاغ کے مجموعی کردار کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ شاید ہم نظریاتی جنگ ہار رہے ہیں، اپنے ہاتھوں سے ہم اسلامی شعور کا گلا دبا رہے ہیں اور جدید سوسائٹی کا فرد کہلانے کے شوق میں مغربیت ہم میں پروان چڑھ رہی ہے، ذرا دیکھنا.......... یہ جدت پسندی کہیں ہمیں بے غیرتی کے گڑھے میں نہ گرا دے اور ہمارا رشتہ وتعلق اسلام سے منقطع نہ کر دے وائے ناکامی کہ ہم مغرب سے ان چیزوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اپنی حیات میں داخل کر رہے ہیں جن کا تعلق بے حیائی اور گندگی سے ہے اور ان آلائشوں سے دامن داغدار کر کے بجائے اس پہ نادم وشرمسار ہونے کے اسے روشن خیالی سمجھ رہے ہیں، ہاں آج بے غیرتی کا نام غیرت مندی رکھ دیا گیا، ذلت ورسوائی کو عزت ووقار سمجھا جانے لگا غلاظت کی پوٹ کو روشن طرز حیات کے اصولوں کا نام دیا

گیا حالانکہ مسلمانوں کے پاس تہذیب وتمدن کے ایسے روشن اور درخشندہ نمونے موجود ہیں جن کی مثال پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے لیکن

مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پہ پھیلا دیئے سائے ہم نے

اور مغرب کی نقالی میں ان کے تہواروں کو بھی منانا شروع کر دیا حالانکہ جتنا بے حیائی کا مظاہرہ ان تہواروں میں ہوتا ہے مسلمان اگر گریبان میں منہ ڈال کر سوچے تو اس کی نگاہیں مارے شرمندگی کے زمین میں گڑھ جائیں لیکن شاید ضمیر سو چکے جبھی تو اس کا احساس نہیں ہوتا اگر یہی حالت رہی تو بجا طور پر کہا جا سکتا ہے۔

یہ کچھ دن کی بات ہے اے مردِ ہوش مند
غیرت نہ تجھ میں ہوگی نہ زن اوٹ چاہے گی

اگر ان مغربی اور ہندوانہ تہواروں کی تاریخ کو دیکھیں کہ ان کا آغاز کن حادثوں اور المیوں سے ہوتا ہے تو ایک مسلمان ذہن بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے آج ان مغربی تہواروں نے ہمارے ہاتھوں سے تلوار چھین کر ان میں ساز و مزامیر پکڑا دیئے مسلم نوجوانوں کے جسم جہادی ٹریننگ کی بجائے طبل کی آواز پر تھرکنے لگے انگلیاں رباب کی تاروں سے کھیلنے لگیں اور جب کسی قوم کی شامیں رنگین ہونے لگیں اور راتیں میخانوں میں بسر ہوں تو وہ قوم تباہی کے دھانے پر پہنچ جاتی ہے اور یہ مغربی اور ہندوانہ تہوار آہستہ آہستہ بھولے نوجوانوں کو اسی تباہی کی جانب لے جا رہے ہیں۔ اس دردناک صورتحال کو دیکھ کر میں نے مغربی اور ہندوانہ تہوار کا تاریک پس منظر آپ کے سامنے رکھ دیا ہے، اللہ رحیم و کریم سے دعا ہے کہ اس مختصری کتاب کو اصلاح معاشرہ میں مدد و معاون بنائے۔ آمین

تفضیل احمد ضیغم

غیر مسلم تہوار منانے کی ممانعت کیوں؟

غیر مسلم تہواروں کی تاریخی و شرعی حیثیت بیان کرنے سے پہلے ہم اس بات کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ آخران تہواروں کو منانے کی ممانعت کیوں ہے؟ اس ضمن میں پہلی بات تو یہ ہے کہ ان تہواروں میں شرکت سے اسلامی تشخص مجروح ہوتا ہے، اسلام کا اپنا ایک مزاج اور امتیاز ہے بقول اقبال رحمہ اللہ ۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

یہود وہنود کے تہواروں میں شرکت سے غیر اسلامی تہذیب دھیرے دھیرے دل میں جگہ بنالیتی ہے، جس سے غیر مسلموں سے ایک مرعوبیت کا احساس پیدا ہو جاتا ہے اور یہی احساسِ مرعوبیت اسلام سے برگشتہ کرنے کا باعث ہے، اس لیے کہ عموماً آدمی دوسرے کی مشابہت اس وقت اختیار کرتا ہے جب اس کے عمل کو اچھا سمجھے اور دل کو اس کی طرف مائل پائے یعنی مشابہت کرنے والا دوسرے کے عمل کی پیروی کرتا ہے جبکہ اسلام تمام نظاموں اور قوانین کا امام ہے، دوسروں کو اس کے پیچھے چلنا چاہیے نہ کہ مسلمان کافر کے پیچھے چل پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام پر قائم رہنے اور نادان لوگوں کی پیروی سے منع کیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ○ (الجاثیۃ: 19,18)

''اور ہم نے آپ کو دین کی صحیح راہ پر قائم کردیا، سو آپ اس پر لگے رہیں اور نادانوں کی خواہشوں کی پیروی میں نہ پڑیں۔ یاد رکھیں کہ یہ لوگ ہرگز اللہ کے

سامنے آپ کے کچھ کام نہیں آسکتے۔ سمجھ لیں کہ ظالم آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہوتے ہیں اور پرہیزگاروں کا کارساز اللہ تعالیٰ ہے۔“

ایک موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ اسلام تمام مذاہب سے بلند ہے اور کوئی دوسرا مذہب اس پر بلندی حاصل نہیں کرسکتا۔

سیدنا عائذ بن عمرو المزنی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر میں ابوسفیان کے ساتھ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا۔ ابھی تک ابوسفیان مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے گرد موجود صحابہ میں سے کسی نے کہا کہ ”ھذا ابوسفیان و عائذ بن عمرو“ یعنی یہ ابوسفیان اور عائذ بن عمرو آرہے ہیں، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

”هٰذَا عَائِذُ بْنُ عَمْرٍو وَأَبُوْ سُفْيَانَ، اَلْإِسْلَامُ أَعَزُّ مِنْ ذٰلِكَ اَلْإِسْلَامُ يَعْلُوْا وَلَا يُعْلٰى۔“ [1]

”یوں کہو کہ یہ عائذ اور ابوسفیان آرہے ہیں، اسلام اس سے قوی ہے۔ اسلام بلند ہے، اس پر کوئی دوسرا مذہب بلند نہیں ہوتا۔“

پھر غیر مسلم تہواروں میں شرکت درحقیقت کفار کی طرف دوستی کا ہاتھ ہے جبکہ رب تعالیٰ نے قرآن حکیم میں کتنے ہی مقامات پر کفار کے ساتھ ایسی دوستی سے روکا ہے جو مسلم معاشرہ کے لیے نقصان دہ ہو، چند مقامات ملاحظہ فرمائیے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ۔ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ۔ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ۝۔ (الممتحنة : 1)

---

[1] (حسن) ارواء الغلیل، رقم الحدیث 1268 جز 5 وقال الشیخ الالبانی حسن۔

''اے ایمان والو! میرے اور خود اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ، تم تو دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آ چکا ہے کفر کرتے ہیں، پیغمبر کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو۔ اگر تم میری راہ میں جہاد کے لیے اور میری رضا مندی کی طلب میں نکلتے ہو تو (ان سے دوستیاں نہ کرو) تم ان کے پاس محبت کا پیغام پوشیدہ پوشیدہ بھیجتے ہو، اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور وہ بھی جو تم نے ظاہر کیا۔ تم میں سے جو بھی اس کام کو کرے گا وہ راہِ راست سے بھٹک جائے گا۔''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ○ (النساء: 144)

''اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ، کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی صاف حجت قائم کر لو؟''

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ○ (المآئدہ: 52)

''آپ دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں بیماری (نفاق) ہے وہ دوڑ دوڑ کر اُن میں گھس رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی حادثہ ہم پر پڑ جائے۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح دے دے یا اپنے پاس سے کوئی چیز لائے تو پھر یہ اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں پر نادم ہونے لگیں گے۔''

سیدنا جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں ایمان لانے کے لیے

خدمتِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ میرے اوپر جو شرط لگانا چاہیں لگائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُصَلِّي الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَنْصَحُ الْمُسْلِمَ وَتَبَرَّأُ مِنَ الْكَافِرِ۔ ❶

''اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرو، فرض نماز پڑھو، فرض زکوۃ دو، مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرو اور کافر سے برأت کا اظہار کرو۔''

کفار سے مشابہت مسلم تہذیب کے لیے خنجر کی حیثیت رکھتی ہے، اس ضمن میں دکتور ناصر العقل کفار کی مشابہت سے جنم لینے والے نقصانات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

◎ کفار کے تمام اعمال کی بنیاد گمراہی اور فساد پر ہے: کفار کے اعمال کے متعلق ایک طے شدہ اصول ہے کہ ان کے اعمال آپ کو پسند آئیں یا آپ انہیں ناپسند کریں۔ وہ اعمال بظاہر فتنہ انگیز ہوں یا فساد ان کے باطن میں چھپا ہوا ہو۔ ان کے اعمال کی بنیاد بہرحال گمراہی، انحراف اور فساد پر ہی ہے۔ ان کے عقائد ہوں یا عادات وعبادات عام طور اطوار ہوں یا جشن وتہوار۔ یہ سب کے سب خیر و بھلائی سے یکسر خالی ہیں۔ فرض کریں ان میں کوئی اچھی بات ہو بھی تو ان کے لیے سود مند نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ وہ اس پر اجر وثواب نہ پاسکیں گے۔ جیسا کہ فرمان ربانی ہے:

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا۔ (الفرقان 23)

''اور ہم ان کے اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے جو انہوں نے کیے پس ہم انہیں اڑتی ہوئی خاک کی مانند بنادیں گے۔''

◎ کفار سے مشابہت: یہ چیز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا سبب بننے

❶ (صحیح) الجامع الصغیر للالبانی، رقم الحدیث 25، ارواء الغلیل 1207

کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو صراط مستقیم سے ہٹا کر گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔ جس کے متعلق شدید وعید آئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔ (النساء: 115)

''جو شخص رسول ﷺ کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کی راہ چھوڑ کر کسی اور راہ پر چلے جبکہ اس پر ہدایت کی راہ واضح ہو چکی ہے۔ تو ہم اس کو اس طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔''

◎ مشابہت اختیار کرنے والا اور جس کی مشابہت اختیار کی جارہی ہے دونوں کے مابین اسی مشابہت کی بناء پر ایک ظاہری مناسبت اور ارادت مندی پیدا ہو جاتی ہے پھر اس سے قلبی میلان اور موافقت کے ساتھ ساتھ قول وعمل کی ہم آہنگی بھی جنم لیتی ہے۔ جبکہ یہ بات ایمان کے منافی ہے جو کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتی۔

◎ اکثر اوقات یہی مشابہت کفار سے دلبستگی کا سامان پیدا کر کے دل میں ان کے لیے پسندیدگی کا جذبہ ابھارتی ہے اور یوں ان کا مذہب، عادات واطوار، ان کی باطل پرستی اور شرانگیزی حتیٰ کہ ان کی ہر بری بات بھی بھلی لگنے لگتی ہے۔ اس قلبی میلان اور پسندیدگی کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سنت مطہرہ کی اہمیت کم ہو جاتی ہے اور وہ رشد و ہدایت جسے رسول مقبول ﷺ لے کر آئے اور جسے سلف صالحین نے اپنا منہج بنایا تحقیر، ناقدری اور بے توجہی کا شکار ہو جاتی ہے کیونکہ جس شخص نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی گویا اس نے ان سے موافقت کر لی اور ان کے طور واطوار اور افعال اسے بھا گئے جبکہ عام حالات میں انسان کو اپنے مخالفین کی کوئی بات یا کام بھی اچھا نہیں لگتا۔

◎ یہ مشابہت ہی ہے جو فریقین کے دل میں محبت و مودت، قلبی لگاؤ اور یگانگت کا سبب بنتی ہے۔ ایک مسلمان جب کسی کافر کی پیروی اور نقل کرتا ہے تو وہ یقیناً اپنے دل میں اس کے لیے نرم گوشہ رکھتا ہے۔ یوں ایک طرف اس کا دل غیر مسلموں کی محبت والفت کی

آماجگاہ بن جاتا ہے اور دوسری جانب اس کے دل میں پرہیزگار، متقی اور شرعی احکام کے پابند مسلمان کے لیے شدید نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

یہ ایک فطری بات ہے جسے ہر صاحب عقل اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ خاص طور پر جب مشابہت اختیار کرنے والا احساس کمتری کا شکار ہو تو یہ شخص جس کی پیروی کرنے کی کوشش کرتا ہے یقیناً اس کی عظمت کا قائل ہونے کے ساتھ ساتھ اس سے محبت والفت کا جذبہ بھی رکھتا ہے اور اگر ایسا نہ بھی ہو بلکہ صرف ظاہری شکل وصورت اور عادات واطوار تک ہی مشابہت وہم آہنگی محدود ہو تب بھی یہ ایک خطرناک صورتحال ہے۔ کیونکہ ظاہری شکل و صورت میں مشابہت باطنی موافقت کا سبب ضروری بنتی ہے۔ اس بات کو ہر وہ شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے جو اس قسم کے عادات واطوار پر تھوڑا سا غور وفکر کر لے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی کافر کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے تحت الشعور میں رضا ورغبت اور پسندیدگی کے عوامل ہی کارفرما ہوتے ہیں، پھر یہی نقل و مشابہت، مودت ومحبت کا ذریعہ بنتی ہے۔ جس کا مشاہدہ ہم اکثر مغرب زدہ اور مغربیت پسند مسلمانوں میں کرتے ہیں۔

◎ مشابہت سے ہمیں اس لیے بھی روکا گیا ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی کافر کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو یہ مشابہت اسے ذلت وپستی کے گڑھے میں گرا دیتی ہے۔ جہاں وہ احساس کمتری کے ساتھ ساتھ شکست خوردہ بھی دکھائی دیتا ہے۔ اس ذلت میں آج اکثر وہ لوگ مبتلا نظر آتے ہیں جو کفار کی تقلید اور نقالی میں لگے ہوئے ہیں۔ [1]

نبی کریم ﷺ نے اسلام کے جداگانہ امتیاز کو برقرار رکھنے کے لیے نئے نئے مقامات پر یہود ونصاریٰ کی مشابہت سے روکا ہے، اس ضمن میں چند احادیث درج کی جارہی ہیں جن سے عیاں ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کو تہذیب اسلامی کے چہرہ کو شفاف رکھنے کی فکر کس قدر دامن گیر تھی۔

☆ آفتاب کے طلوع وغروب کے وقت نبی ﷺ نے نماز پڑھنے سے اس لیے روکا کہ یہ

[1] مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ، از ناصر بن عبدالکریم العقل ﷾، صفحہ 13

دونوں وقت سورج پرستوں اور کفار کی عبادات کے وقت ہیں چنانچہ فرمایا:

صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِيْنَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ۔ ❶

''صبح کی نماز پڑھ لو پھر ہر قسم کی نماز سے رکے رہو یہاں تک کہ سورج طلوع ہو کر بلند ہو جائے پس جب یہ طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر اسے سجدہ کرتے ہیں۔''

☆ نبی ﷺ نے افطاری میں تاخیر سے اس لیے روکا کہ اس سے یہود و نصاریٰ کی مشابہت لازم آتی ہے اور فرمایا:

لَا يَزَالُ الدِّيْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ، لِأَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى يُؤَخِّرُوْنَهُ۔ ❷

''دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلد کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ اس میں تاخیر کرتے ہیں۔''

☆ ایک مخزومیہ عورت نے جب چوری کر لی تو اعلیٰ خاندان کی عورت ہونے کی وجہ سے لوگ پریشان ہوئے اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سفارش کی تو نبی ﷺ نے اسے یہودیوں کا طریقہ قرار دیتے ہوئے ان الفاظ میں تنبیہ فرمائی:

''يَا أُسَامَةُ أَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ إِنَّمَا هَلَكَ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔'' ❸

❶ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا باب اسلام عمرو بن عنسبه

❷ (حسن) أبو داؤد، کتاب الصوم باب یستحب من تعجیل الفطر و قال الشیخ الالبانی حسن

❸ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء باب حدیث الغار

''اے اُسامہ تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے متعلق مجھ سے سفارش کرتے ہو۔ بے شک بنی اسرائیل اسی لیے تباہ ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی بڑا عزت دار چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کا مرتکب ہوتا تو اس پر حد قائم کردی جاتی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

☆ کسی کے آنے پر احتراماً کھڑے ہونے سے نبی ﷺ نے اس لیے روکا کہ اس سے عجمیوں کی مشابہت لازم آتی ہے، چنانچہ فرمایا:

إِذَا صَلَّى الْإِمَامُ جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا، وَإِذَا صَلَّى الْإِمَامُ قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا، وَلَا تَفْعَلُوْا كَمَا يَفْعَلُ أَهْلُ فَارِسَ بِعُظَمَائِهَا۔ [1]

''جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو اور جب امام کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اس طرح مت کرو جس طرح اہل فارس اپنے عظماء واکابر کے ساتھ کرتے ہیں۔''

اس جیسے کئی فرامین کتب احادیث میں موجود ہیں جو مغربیت سے مرعوب ذہنوں کو جھنجوڑنے کے لیے کافی ہیں۔ یاد رکھیے! اگر مغربی روایات کو اپنانے اور مختصر لباس پہن کے مادر پدر آزاد ہونے کا نام روشن خیالی اور آزادی ہے تو ایسی آزادی میں مسلمان کا خسارہ ہے۔ بقول اقبال رحمہ اللہ

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارہ

اجتماعی خوشی منانے کے دو دن:

بعض حضرات غیر مسلم تہواروں کو خوشی منانے کا ایک ذریعہ سمجھتے ہوئے کہتے ہیں کہ

[1] (صحیح) سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ باب الامام یصلی من قعود

انسانی فطرت اجتماعی خوشی منانے کی طرف مائل ہے اور مغربی تہوار ہوں یا ہندو وانہ ہر دو میں خوشی کا ایک موقع فراہم کیا جاتا ہے ان میں شرکت سے بندہ انجوائے کرتا ہے اور بس ..... ان لوگوں کی یہ سوچ درست نہیں اس لیے کہ اسلام نے خوشی منانے سے یقیناً نہیں روکا لیکن جس خوشی میں اسلامی روایات واقدار کو پامال کیا جائے اور بندہ غیر مسلم تہذیب کے قریب اور مسلم تہذیب سے دور ہو ایسی خوشی اس کے دین وایمان کے لیے نقصان دہ ہوگی لہٰذا اسے اس فعل سے رک جانا چاہیے۔ ذرا سوچیے! کیا اسلام نے کسی ایسی خوشی کی اجازت دی ہے جس میں بندہ خوشی کے عالم میں غیر محرم خواتین کو دیکھنے لگ جائے اور انہیں پھولوں سے مزین عشقیہ کارڈ بھیجنے لگ جائے، جواب یقیناً نفی میں ہوگا پس جان لیجیے غیر مسلم تہواروں میں یہ سبھی کچھ ہوتا ہے، اسلام نے انسانی طبائع کا خیال رکھتے ہوئے ان کے لیے اجتماعی خوشی منانے کے مواقع فراہم کیے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ لِأَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَانِ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ قَالَ كَانَ لَكُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا وَقَدْ أَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحٰى۔ [1]

”زمانہ جاہلیت میں لوگوں نے سال میں دو دن کھیل کود کے لیے مقرر کر رکھے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگوں کے لیے کھیلنے کودنے کے دو دن مقرر تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں ان سے بہتر دنوں یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں تبدیل کر دیا۔“

اور چھوٹے پیمانے پر ہر جمعہ کا دن مسلمانوں کے لیے عبادت کرنے اور خوشی منانے کا دن ہے ان دنوں کی اجتماعی خوشی سے نہ صرف انسانی فطرت کو ایک تسکین ملتی ہے بلکہ اسلامی روایات کی پاسداری سے ایک پاکیزگی کا احساس بھی پیدا ہوتا ہے کسی بھی قوم کے تہوار اس

[1] (صحیح) سنن نسائی، کتاب صلوٰۃ العیدین

کے تہذیب وتمدن اور اس کی مذہبی اقدار کے آئینہ دار ہوتے ہیں ایسے ہی اسلامی تہوار دیگر قوموں کے تہواروں سے اخلاقی اور معاشرتی اعتبار سے بہت بلند ہیں اور یہ بلندی کس نوعیت سے ہے اس کی مختصر وضاحت کے لیے ہم مولانا مودودی رحمہ اللہ کی ایک تقریر سے چند اقتباس نقل کررہے ہیں جو انہوں نے 1941ء میں عید الاضحیٰ کے موقع پر کی، فرماتے ہیں

''تہوار اور انسان کی سماجی زندگی میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جب سے آدمی نے اس زمین پر سماجی زندگی بسر کرنی شروع کی ہے، غالباً اسی وقت سے تہوار منانے کا سلسلہ بھی چلا آرہا ہے۔ دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے، اور کبھی نہیں رہی جس نے سال میں دو چار یا دس پانچ دن اس غرض کے لئے مخصوص نہ کیے ہوں۔ یہ تہوار دراصل سماج کی جان ہیں۔ لوگوں کا ایک جگہ جمع ہونا، مشترک جذبات کا مظاہرہ کرنا، مل کر خوشیاں منانا، ایک ہی قسم کی مقرر رسمیں ادا کرنا، یہ اپنے اندر سریش کی سی خاصیت رکھتا ہے جس سے افراد آپس میں جڑ کر ایک مربوط سوسائٹی بنتے ہیں اور ان میں اجتماعی روح نہ صرف پیدا ہوتی ہے بلکہ تھوڑے تھوڑے وقفوں سے تازہ اور بیدار ہوتی رہتی ہے۔

عموماً جو تہوار دنیا کے مختلف ملکوں اور قوموں میں منائے جاتے ہیں اُن کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر تہوار یا تو کسی اہم تاریخی واقعہ کی یاد میں منایا جاتا ہے یا کسی بڑے شخص کی ذات سے منسوب ہوتا ہے یا کسی خاص مذہبی تقریب سے تعلق رکھتا ہے۔ بہر حال تہوار کے لیے کوئی نہ کوئی ایسی تقریب ضروری ہے جو ایک قوم کے افراد یا ایک ملک کے باشندوں کے لیے مشترک دلچسپی کی چیز ہو اور جس سے ان کے گہرے جذبات وابستہ ہوں۔ اسی وجہ سے ایک قوم یا ملک کے تہواروں میں دوسری قوم یا ملک کے لوگ دلچسپی نہیں لیتے اور کسی مصلحت سے بہ تکلف دلچسپی لینا چاہیں بھی تو نہیں لے سکتے کیونکہ ایک قوم کا تہوار جن روایات سے تعلق رکھتا ہے وہ دوسری قوم کے جذبات واحساسات میں وہ حرکت پیدا نہیں کرتیں جو خود اس قوم میں پیدا کرتی ہیں۔

تہوار منانے کے طریقے بھی دنیا کی مختلف قوموں میں بے شمار ہیں۔ کہیں صرف کھیل

کود اور راگ رنگ اور لطف و تفریح تک ہی تہوار محدود رہتا ہے کہیں تفریحات تہذیب کی حد سے گزر کر فسق و فجور اور ناشائستگی کی حد تک پہنچ جاتی ہیں۔ کہیں مہذب تفریحات کے ساتھ کچھ سنجیدہ مراسم بھی ادا کئے جاتے ہیں اور کہیں ان اجتماعی تقریبوں سے فائدہ اٹھا کر لوگوں میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی اقدار پھونکنے اور کسی بلند نصب العین کے ساتھ محبت اور گرویدگی پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ غرض ایک قوم کا تہوار منانے کا طریقہ گویا ایک پیمانہ ہے جس سے آپ اُس کے مزاج اور اس کے حوصلوں اور امنگوں کو اعلانیہ ناپ کر دیکھ سکتے ہیں۔ جتنی بلند اخلاقی روح کسی قوم میں ہوگی اتنے ہی اس کے تہوار مہذب اور پاکیزہ ہوں گے اور اسی طرح اخلاقی اعتبار سے کوئی قوم جتنی پست ہوگی وہ اپنے تہواروں میں اتنے ہی مکروہ مناظر پیش کرے گی۔

اسلام چونکہ ایک عالمگیر اصلاحی تحریک ہے جو کسی خاص ملک یا قوم سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ تمام دنیا کے انسانوں کو ایک الہامی تہذیب کا پیرو بنانا چاہتی ہے، اس لیے اس نے جہاں زندگی کے ہر شعبہ کو اپنے خاص ڈھنگ پر ڈھالا ہے، اسی طرح تہواروں کو بھی ایک نئی شکل دے دی ہے جو دنیا بھر کے تہواروں سے مختلف ہے، سماجی زندگی میں تہوار کی جو اہمیت ہے اور سماج میں اجتماعی تقریبات کے لیے جو ایک قدرتی پیاس پائی جاتی ہے، اس کو اسلام نے نظر انداز نہیں کیا بلکہ اس سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کی ہے، مگر تہوار کی تقریب اور تہوار منانے کے طریقے اور تہوار کی اخلاقی روح میں بنیادی تغیر کر دیا ہے جس کی تین اہم خصوصیات کی طرف توجہ دلاؤں گا۔

① ایک عالمگیر تحریک قومی تہواروں کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتی۔ جن تہواروں کی بنیاد الگ الگ قوموں کی روایات پر ہو جن کے ساتھ ایک ہی قوم کے جذبات اور دلچسپیاں وابستہ ہوں اور جن میں ایک قوم کے ساتھ دوسری قوم فطرتاً شریک نہ ہو سکتی ہو۔ وہ دراصل انسانیت کی قومی تقسیم و تفریق کو مضبوط کرنے والی طاقت ہیں۔ ایسے تہوار جس طرح ایک قوم کے منظم ہونے میں مدد دیتے ہیں اُسی طرح وہی ہر قوم کو دوسری قوم سے پھاڑنے اور

الگ کرنے کی خدمت بھی انجام دیتے ہیں لہٰذا کوئی ایسی تحریک جو قومیتوں سے بالاتر ہو کر انسانیت سے بحث کرتی ہو اور تمام دنیا کے انسانوں کو تہذیب کے رشتے میں پرونا چاہتی ہو۔ اس قسم کے تہواروں کو صرف یہی نہیں کہ قبول نہیں کر سکتی بلکہ گوارا بھی نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ اس مقصد کی راہ میں بالفعل ایک رکاوٹ ہوتے ہیں۔ اُس کے پیش نظر مقصد کا فطری اقتضا یہی ہے کہ جو قومیں اس کے زیر اثر آئیں ان سے وہ قومی تہوار چھڑوا دے اور ایسے تہوار مقرر کرے جن میں وہ سب شریک ہو سکتی ہوں، جو بیک وقت قومی بھی ہوں اور بین الاقوامی بھی، جن کی بنیاد قومی روایات وجذبات پر نہ ہو بلکہ انسانیت کے لیے مشترک اہمیت رکھنے والے جذبات وروایات پر ہو۔

② پھر جو تحریک عالمگیر ہونے کے ساتھ الہامی بھی ہو وہ ایسے تہواروں کو گوارا نہیں کر سکتی جن میں شرک اور مخلوق پرستی اور مشرکانہ توہمات کا کوئی ادنیٰ شائبہ بھی پایا جاتا ہو۔ وہ اپنے مشن کی فطرت کے لحاظ سے مجبور ہے کہ جن جن قوموں اور ملکوں میں اس کا اثر پھیلے ان کے پرانے مذہبی تہواروں کو اور ان سب تقریبات کو جو قدیم عقائد کی یاد تازہ کرنے والی ہوں بند کر دے اور ان کی جگہ ایسے تہوار مقرر کرے جو عبادتِ الٰہی کا گہرا رنگ لیے ہوئے ہوں۔

③ عبادتِ الٰہی کے ساتھ لازمی طور پر اخلاق کا بھی ایک بلند نصب العین پیدا ہوتا ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ تحریک اپنے پیروؤں کو ایسے تہوار دے جو فسق وفجور اور ناشائستگی سے بالکل خالی ہوں جن میں لطف وتفریح تہذیب کے ساتھ اور اظہارِ مسرت سنجیدگی کے ساتھ ہو، جو محض کھیل کود ہی پر ختم نہ ہو جائیں بلکہ جماعتی زندگی میں تہوار سے جو ایک حرکت پیدا ہو جاتی ہے اس کو اعلیٰ درجہ کے اخلاقی مقاصد کے لیے پوری طرح استعمال کیا جائے۔

اسلام نے اپنے پیروؤں کے لیے جو تہوار مقرر کیے ہیں ان میں یہ تینوں خصوصیتیں نمایاں نظر آتی ہیں۔ عرب، ایران، مصر، شام اور دوسرے ملکوں میں جن قوموں نے اسلام قبول کیا ان کے تمام مذہبی اور قومی تہوار اسلام نے چھڑوا دیئے اور ان کی جگہ دو تہوار رائج کیے جنہیں آپ عید الفطر اور بقر عید کے نام سے جانتے ہیں۔ ان میں سے پہلا تہوار تو اس

خوشی میں منایا جاتا ہے کہ اللہ کے نام پر رمضان کے تیس روزے رکھنے کا جو حکم ہم کو دیا گیا تھا اس کی تعمیل کرنے میں ہم کامیاب ہو گئے، لہٰذا اس تعمیل فرمان سے فارغ ہو کر ہم اپنے مالک کا شکر بجالاتے ہیں۔ رہا دوسرا تہوار تو وہ اس بے نظیر قربانی کی یادگار ہے جواب سے چار ہزار برس پہلے اللہ کے ایک سچے فرمانبردار بندے نے اپنے مالک کے حضور پیش کی تھی۔ ان دونوں تہواروں میں آپ صریحاً دیکھ سکتے ہیں کہ کسی مخصوص قومیت یا وطنیت کا لگاؤ بالکل نہیں ہے بلکہ ایسی چیزوں کو تہوار کی بنیاد بنایا گیا ہے جن سے دنیا کے سارے انسانوں کے جذبات یکساں وابستہ ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح دونوں تہواروں میں اللہ تعالیٰ کی خالص بندگی کا گہرا رنگ پایا جاتا ہے۔ کسی قسم کی اکابر پرستی (Hero Worship) کا یا کسی مخلوق کی پرستاری کا ادنیٰ شائبہ بھی آپ ان میں نہیں پا سکتے۔ پھر ان تہواروں کے منانے کا طریقہ جو مقرر کیا گیا ہے وہ بھی اتنا پاکیزہ ہے کہ اس سے زیادہ نفیس مہذب اور اخلاقی فائدوں سے لبریز طریقہ تصور میں نہیں آ سکتا۔ [1]

لیکن اپنی روشن روایات کو چھوڑ کر مغربی تہذیب کے پیچھے اندھا دھند بھاگنا احمقوں کے ساتھ احمق بن جانے کے مترادف ہے، اسلامی تہواروں کو میانہ روی کے ساتھ منانے سے پاکیزگی بھی حاصل ہوتی ہے اور مغربی تہواروں سے پاکیزگی تو بہت دور عفت وحیا شرم سے منہ چھپا لیتی ہے بقول اقبال رحمہ اللہ

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف
رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیرِ پاک و خیالِ بلند و ذوقِ لطیف

[1] نشری تقریریں، از سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ صفحہ 86 تا 90

بسنت بہار

بے حیائی کا بازار

بسنت بہار بے حیائی کا بازار

عقائد و نظریات کے علاوہ جس چیز سے کوئی قوم دوسری قوم سے جداگانہ حیثیت اور امتیازی شان کو برقرار رکھ سکتی ہے وہ اس کی تہذیب و ثقافت اور طرز تمدن ہے عقائد اور تہذیب کا آپس میں گہرا رشتہ ہے، ان میں سے کسی ایک سے قوم ہاتھ دھو بیٹھے تو اس کی امتیازی شان ختم ہو جاتی ہے، عقائد و نظریات کی بنیادوں پر تہذیب و ثقافت کی عمارت کھڑی ہوتی ہے، اگر کوئی قوم اپنی تہذیب کو چھوڑ کر دوسروں کے طرز حیات اور رہن سہن کے طریقوں کو اپنا لے تو کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس محض عقیدہ ہی ہے زبانی دعوے ہیں عمل کچھ نہیں لوگ اسے اسی قوم کا فرد سمجھیں گے جس کے طور طریقوں کو اس نے اختیار کر لیا ہے مثال کے طور پر اگر کوئی ہندو مسلمانوں کی مسجد میں نماز پڑھے روزے رکھے لباس مسلمانوں جیسا پہنے اس کے اٹھنے بیٹھنے کا انداز مسلمانوں جیسا ہو تو لوگ اسے مسلمان ہی سمجھیں گے بالکل اسی طرح اگر کوئی مسلمان ہندووانہ طرز حیات کو اختیار کر لے ان کی تقریبات منائے تو اسے بھی یہی سمجھا جائے گا کہ یہ عقیدۃً تو مسلمان ہے لیکن عملاً ہندو ہے اور تف ہے آج ہماری مذہبی غیرت پر کہ ہندو نے تو اسلام کے ساتھ اپنی نفرت کو برقرار رکھا انہوں نے مسلمانوں کو ناپاک قرار دیا کہ یہ ملیچھ ہے اس کا جھوٹا کھانا پینا حرام ہے اگر اس کا سایہ کسی ہندو پر پڑ جائے تو وہ پلید ہو جاتا ہے مگر کفر کے ساتھ اسلام کی جو عداوت ہونی چاہیے تھی مسلمان اسے قائم نہیں رکھ سکے چاہیے تو یہ تھا کہ وہ کفر کی رسوم سے دلی نفرت رکھتے اس سے بیزاری کا اظہار کرتے آج یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہی کہ بسنت ہندووانہ رسم ہے، لیکن

جب اس کے خلاف کچھ شرفاء نے زبان کھولی تو اخبارات پر دانشوروں نے بسنت رسم کے حق میں دلائل دینے شروع کر دیئے مثلاً اس سے سینکڑوں لوگوں کا کاروبار وابستہ ہے، وہ اس ذریعہ سے روزی حاصل کرتے ہیں ڈور لگانے والے، مانجھا لگانے اور ڈور کی پنی لگانے والے پتنگیں تیار کرنے والے غرضیکہ کتنے ہی لوگوں کا اس سے روزگار وابستہ ہے۔

ان عقل کے اندھوں سے کوئی ذرا سوال تو کرے اگر روزی بننے والی ہر چیز جائز ہے تو پھر چکلوں کو بری نظر سے کیوں دیکھا جاتا ہے، کیا ان سے لوگوں کا روزگار وابستہ نہیں ہے مثلاً دلال بے چارے محنت کرتے ہیں کتنے ہی لوگوں کا گاہک ڈھونڈ کر لانے میں روزگار ہے پھر ہیرا منڈی کی طوائفوں کا بناؤ سنگھار کرنے والے ان کے لیے پان سگریٹ لانے والے ان کو گاہکوں تک پہنچانے والے کیا روزی کی تلاش میں ان کوٹھوں کو مزید پھیلنا اور جاری رہنا چاہیے؟ پھر دیکھیے! کتنے ہی لوگوں کا روزگار شراب سے وابستہ ہے، بھٹی جلانے والے کشید کرنے والے بوتلوں میں بھر کے گاہکوں تک پہنچانے والے کیا اس طرح سے شراب اب جائز ہوگئی ہے؟

پھر کہتے ہیں بسنت ایک تفریح کا دن ہے تو کیا چکلوں میں جانا اور شراب پینا تفریح نہیں؟ ان کو بری نظر سے کیوں دیکھا جاتا ہے؟ پھر کھول لو گھروں میں چکلے اور شراب کی بھٹیاں...... جتنے نقصانات مالی، جانی اور اخلاقی اعتبار سے بسنت کے ہیں ایک پسماندہ اور مقروض قوم تو ان کا بوجھ اٹھانے کی ویسے ہی متحمل نہیں فضول خرچی اس میں سب سے زیادہ ہوتی ہے جبکہ ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ [بنی اسرائیل:27]

''فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔''

لاہور سے چھپنے والے ایک جریدہ نے اس فضول خرچی کا مختصر ذکر کیوں کیا ہے:

''بسنت نائٹ تو حد ہی ہوگئی سارا لاہور روشن تھا کوٹھے آباد اور مسجدیں ویران تھیں شہر میں اونچی چھتیں ایک رات کے لیے لاکھوں میں بکیں، گوالمنڈی میں ایک چھت تین لاکھ روپے

میں ایک رات کے لیے فروخت ہوئی، پاکستان کے قومی پریس نے بھی بے حیائی کے اس مظاہرے میں اپنا حصہ ڈالنا ضروری خیال کیا اور اگلے روز رنگین ایڈیشن شائع کیے گئے، جن میں خواتینِ پاکستان اور مردانِ پاکستان ہندووانہ رنگ کے لباس زیب تن کیے غیر ملکی مہمانوں کے ہمراہ چھتوں پر رقصاں اور شراب میں غلطاں پتنگیں اڑا رہے تھے، اس روز لاہور شہر میں شراب کے نرخ کئی گنا بڑھ گئے اور شراب کم یاب ہوگئی طوائفیں بک کر کے گھریلو خواتین کے ساتھ کوٹھوں پر کھڑی کردی گئیں اس روز ہندو جیت گئے مسلمان ہار گئے، اس روز بے حیائی اپنی فتح پر مسکرا رہی تھی۔" [الاخوہ مارچ 2001]

غور فرمائیے ایک غریب قوم کے افراد اپنی بربادی کا جشن یوں منا رہے ہیں کہ لاکھوں روپیہ کاغذی پتنگوں پر ضائع کیا اور لاکھوں روپے چھتوں کی خرید و فروخت میں ضائع کردیئے پھر بے شرمی اور بے حیائی کے وہ مظاہرے کیے کہ غیرت وحمیت سر پیٹ کے رہ گئی اور اس پر مستزاد یہ کہ ملک وملت کا کروڑوں روپے کا نقصان کیا۔

ایک ہندو کی زبان سے اس بربادی کا حال سنیے:

"میں لاہور کے جس علاقہ میں ٹھہرا ہوا تھا وہاں سارا سارا دن بجلی کی آنکھ مچولی جاری رہی بجلی کی تاروں کا بار بار آپس میں ٹکرانا وقفے وقفے سے دھماکوں کی آوازیں لائٹ بند، پانی بند، مسجدوں میں وضو کے لیے پانی نہیں، چھتوں پر عجیب قسم کا شور، بار بار بجلی کے جھٹکوں سے اکثر کے ٹی وی، فریج، موٹریں اور پنکھے وغیرہ جل گئے کوئی ایک بھی اس زیادتی کے خلاف آواز نہ اٹھا سکا ہر گھر خود اس جرم میں ملوث تھا، خود واپڈا والوں کا گزشتہ سال 3 گریڈ اسٹیشنوں میں آگ لگنے سے 11 کروڑ کا نقصان ہوا۔"

[واہ رے مسلمان، ص 3]

شاید احساس سود و زیاں ختم ہوگیا وگرنہ کیا ایسی قوم کو اپنی بربادی کا جشن منانا زیب دیتا ہے جس کا بال بال غیر ملکی قرضوں میں جکڑا ہوا ہو اور جنھیں صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے غیر مسلم قومیں بھی متحد ہو چکی ہوں ایسے میں ہم ہندووانہ رسوم سے اپنی مالی اور افرادی قوت کا

اپنے ہاتھوں گلا گھونٹ رہے ہیں کتنی ہی جانیں اس گندی رسم میں ضائع ہوجاتی ہیں، چند ایک مثالیں ملاحظہ کیجئے:

''اس سال لاہور میں یاسر نامی ایک بچے کے گلے میں پتنگ کی ڈور پھرنے سے شہ رگ کٹ گئی اور باپ کے ہاتھوں میں ہی وہ بچہ جاں بحق ہوگیا۔''

[نوائے وقت، فروری 2001ء]

''نوجوان میاں بیوی سڑک پہ موٹر سائیکل پر سوار جارہے تھے کہ ایک پتنگ کی ڈور گلے میں پھرنے سے بیوی کی شہ رگ کٹ گئی، جونہی موٹر سائیکل کنٹرول سے باہر ہوئی دونوں میاں بیوی سڑک کے درمیان میں گرے اور پیچھے سے آنے والی ایک تیز رفتار ویگن نے دونوں کا کام تمام کردیا۔'' [واہ رے مسلمان، ص4]

اس کے علاوہ چھتوں سے گرنے، فائرنگ سے ہلاک ہونے اور بھاگتے ہوئے گاڑیوں تلے کچل کر ہلاک ہونے کے بیسیوں واقعات ہمارے کانوں سے ٹکراتے اور ہماری آنکھوں کے سامنے رونما ہوتے ہیں اس کے باوجود ایک ایسی گندی رسم جس میں سوائے نقصان کے کچھ ہے ہی نہیں ہم نے اسے سینے سے لگا رکھا ہے۔

اور پھر اپنی دینی غیرت کا اندازہ کیجئے کہ بسنت کا میلہ جمعہ کے مبارک دن بپا ہوتا ہے اگر ایک علاقہ میں خرافات کا یہ بازار ختم ہوتا ہے تو دوسرے جمعہ کو دیگر شہروں میں شروع ہوتا ہے یوں ایک شہر کے پتنگ باز دوسرے علاقے میں جا گھستے ہیں اس طرح مہینہ بھر بے حیائی کا بازار گرم رہتا ہے، چھتوں پر باقاعدہ ڈانس اور شور وغل کے مناظر دکھائی دیتے ہیں، خطبہ جمعہ کے مقابل ڈیک کی پرشور آواز اور باجوں کی قبیح آوازیں سنائی دیتی ہیں اور یوں اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑاتے ہوئے اس بات کا ثبوت دیا جاتا ہے۔

چھتوں پر اس انداز سے چھنکی پائل
جس کی آواز میں آوازِ اذان ڈوب گئی
اور اس قدر شور مچاتی رہیں عشرت گاہیں
جس میں مظلوم کی آہ و فغان ڈوب گئی

اے کاش ڈیک کی آواز پر تھرکنے والے یہ جسم جان سکیں کہ ان کے پاؤں قومی غیرت کی مردہ لاش پر حرکت کر رہے ہیں اور ان کے ہاتھ فضاؤں میں پتنگوں کو بلند نہیں کر رہے بلکہ اسلام کے مقابلے میں ہندو تہذیب کو بلند کر رہے ہیں اور وہ بلند چھتوں پر کھڑے ہو کر دوسروں کے گھروں میں نہیں جھانک رہے بلکہ اپنی ماؤں، بہنوں کے دوپٹے چھین کے انہیں پاؤں تلے پامال کر رہے ہیں اور وہ بسنت کی رات کو قمقموں سے روشن نہیں کر رہے بلکہ اسلام کی چادر سے روشنیوں کو نوچ نوچ کر پھینک رہے ہیں اور وہ جمعہ کے دن مسجدوں سے گونجنے والی قال اللہ وقال الرسول ﷺ کی آوازوں کے مقابل باجوں کے شور میں پیچا نہیں لڑا رہے بلکہ مندروں کی گھنٹیاں بجا رہے ہیں یہ دیکھ کر رہ رہ کر دل میں یہ سوال اٹھتا ہے۔

کون ہے تارکِ آئین رسول ﷺ مختار
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار
ہو گئی کس کی نگاہ طرزِ سلف سے بیزار

بسنت کی تاریخی حیثیت:

ماضی میں سیالکوٹ شہر کے ایک مدرسہ میں زیر تعلیم ہندو طالب حقیقت رائے باکھل پوری نے مسلمان لڑکوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کیے اس جرم پر حقیقت رائے کو گرفتار کر کے عدالتی کارروائی کے لیے لاہور بھیجا گیا اس واقعہ سے پنجاب کی غیر مسلم آبادی کو شدید دھچکا لگا کچھ ہندو افسر گورنر پنجاب زکریا خان کے پاس گئے کہ حقیقت رائے کو معاف کر دیا جائے لیکن زکریا خان نے کوئی سفارش نہ سنی اور سزائے موت کے حکم پر نظر ثانی سے انکار کر دیا چنانچہ مجرم کو پہلے ایک ستون سے باندھ کر کوڑوں کی سزا دی گئی اور پھر اس کی گردن اڑا دی گئی اس واقعہ سے پنجاب کی غیر مسلم آبادی کو شدید رنج پہنچا حقیقت رائے کی یادگار مڑھی کوٹ خواجہ سعید لاہور میں ہے اب یہ

جگہ ''باوے دی مڑھی'' کے نام سے مشہور ہے۔ اسی جگہ سے ایک ہندو رئیس کالورام نے گستاخ رسول ﷺ حقیقت رائے کی یاد میں بسنت میلے کا آغاز کیا، راجہ رنجیت سنگھ کے بعد انگریز حکومت نے 1880ء میں حقیقت رائے کی سمادھی کو باغبانپورہ بھوگی وال میں ارائیوں سے زمین خرید کے مندر بنا دیا ہندو سکھ بسنتی کپڑے (شہیدی لباس) پہن کر یہ میلہ مناتے اور اسلام کو بدنام کرنے کی غرض سے بسنت کا تہوار مناتے تھے۔

[Punjab Under the later Mughals Page-No.279 از ڈاکٹر بی ایس نجار۔]

یہی واقعہ ''تاریخ لاہور'' از سید عبداللطیف صفحہ 324 پر درج ہے گویا بسنت کا تہوار منانا درحقیقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی توہین و تذلیل کی تقریب میں شامل ہونے کے مترادف ہے اور آج کوئی شخص اپنی ماں، بیٹی یا بہن کی توہین تو برداشت نہیں کرتا کیا رسول اللہ ﷺ کے گھرانے کی عزت و عصمت اتنی سستی ہے کہ مسلمان اپنے سامنے ایسی تقاریب کو برداشت کریں۔

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلمان نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود

قیام پاکستان سے قبل لاہور میں ہندو اور مسلمان اکٹھے آباد تھے اور بسنت کا آغاز بھی کوٹ خواجہ سعید لاہور سے ہی ہوا تھا، تاریخ لاہور پر لکھی جانے والی معتبر کتابوں سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ بسنت خالص ہندووانہ تہوار ہے۔ مثال کے طور پر یونس ادیب کی کتاب ''میرا شہر لاہور'' کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔

''لاہور شہر کی زندگی میں بسنت سے رنگینیاں بھر جاتی تھیں اس سے پندرہ یا بیس دن پہلے ہندو لوہڑی کا تہوار مناتے تھے جسے بسنت کی ریہرسل کا نام دیا جاسکتا ہے لوہڑی پر لاہور کے حلوائی اور دوسرے دکاندار خاص طور پر چڑوے، ریوڑیاں اور بتاشے تیار کرتے تھے سارا دن بازاروں میں چہل پہل ہوتی تھی، پتنگوں اور ڈور کی خرید و فروخت ہوتی اور رات کے آنگن میں جب

شام اپنے قدم رکھتی تو بازاروں، محلوں اور چوکوں میں لکڑی کے الاؤ روشن ہو جاتے ہندو عورتیں اور بچے لوہڑی کے روشن الاؤ دیکھنے کے لیے گھروں سے باہر آ جاتے یہ الاؤ صبح تک روشن رہتے اور صبح ہوتے ہی لاہور میں زبردست پتنگ بازی شروع ہو جاتی۔'' [میرا شہر لاہور، ص 127]

معلوم ہوا کہ لوہڑی کے میلہ سے متصل بعد بسنت کا آغاز ہوتا جس کا ساز و سامان لوہڑی میلہ سے ملتا تھا فروری کے آخر میں بسنت کا آغاز ہوتا تھا لوگ پیلے کپڑے پہنتے، گھروں میں پیلا حلوہ اور پیلے چاول پکاتے بچے اور نوجوان پتنگیں اڑاتے دہلی میں آج بھی برلا نامی ایک مندر ہے جس میں کالکا دیوی کی مورتی ہے بسنت کے روز ہندو، کالکا دیوی کے اس مندر میں گوئیے کے پیلے پھولوں کا ایک ڈھیر لگا دیتے ہیں اور خاص پوجا کرتے ہیں۔ بسنتی رنگ کے کپڑوں کے متعلق یونس ادیب رقمطراز ہیں:

''ہندو مکانوں کی چھتوں پر بسنتی اوڑھنیوں والی عورتیں اور لڑکیاں آ جاتیں اور شہر کی چھتوں پر محسوس ہوتا جیسے بسنت پھولوں کی کیاریاں اگ آئی ہوں اس روز سکھ لڑکے بھی بسنتی پگڑیاں باندھتے تھے اور نیلے آسمان کے سمندر میں رنگ برنگی پتنگیں کشتیوں کی طرح تیرتی ہوئی نظر آتی تھیں۔''

اور اس دن کی بے حیائی ملاحظہ کیجیے جو اس وقت بھی موجود تھی:

''کئی ہندو سکھ لڑکیاں سارا سارا دن کوٹھوں پر بسنت مناتی تھیں اس روز انہیں کوٹھوں پر آنے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا لیکن مسلمان گھروں کی مائیں اپنی بیٹیوں کو چھت پر سے اتار کر نیچے لے جاتی تھیں انہیں بسنت کے روز چھتوں پر آنے کی اجازت نہیں تھی۔'' [میرا شہر لاہور، ص 129،128]

ہندووانہ رسم و رواج پہ لکھی جانے والی قدیم کتاب جو محمود غزنوی کے دور میں لکھی گئی اس کا ایک اقتباس پڑھیے:

''اس مہینے میں استواء ربیعی ہوتا ہے جس کا نام بسنت ہے ہندو لوگ حساب

سے اس وقت کا پتہ لگا کر اس دن عید کرتے ہیں اور برہمنوں کو کھانا کھلاتے ہیں، جیٹھ کے پہلے دن جو اجتماع کا دن ہے عید کرتے ہیں اور نیا گلہ تبرکاً پانی میں ڈالتے ہیں۔'' [کتاب الہند البیرونی، ص 367]

استواء ربیع کا مطلب موسم بہار ہے ہندو لوگ بہار کی آمد پر جشن منایا کرتے تھے جو آہستہ آہستہ پتنگ بازی کو بھی اپنے ساتھ شامل کرتا چلا گیا۔ اس بسنت کی جھلک ذرا سکھ دور میں دیکھئے:

''لوگوں کو ابھی تک یاد ہے کہ اس جگہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں بسنت پر کس قدر جشن ہوتا تھا جب عیش پسند مہاراجہ اس کے سردار اور فوجی دستوں کے علاوہ ہر کوئی زرد پوشاک میں ملبوس ہوتا تھا اور مہاراجہ اس خانقاہ پر حاضری کے وقت 1100 روپے اور دو زرد شالوں کا جوڑا بطور نذرانہ پیش کرتا تھا''

[تاریخ لاہور، عبداللطیف، ص 260]

ایک انگریز مورخ الیگزینڈر بریز نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانے میں لاہور میں منائی جانے والی بسنت کا ذکر یوں کیا ہے:

''بسنت کا تہوار جو بہار کا تہوار تھا 6 فروری کو بڑی شان وشوکت سے منایا گیا رنجیت سنگھ نے ہمیں اس تقریب میں مدعو کیا اور ہم اس کے ساتھ ہاتھیوں پر سوار ہو کر اس میلہ کی بہار دیکھنے چلے جو بہار کا خیر مقدم کرنے کے لیے سجایا جاتا ہے لاہور سے میلہ تک مہاراجہ کی فوج دو رویہ کھڑی تھی۔ مہاراجہ کا شاہی خیمہ کے درمیان ایک شامیانہ تھا جس کی مالیت ایک لاکھ روپے تھی اور اس پر موتیوں اور جواہرات کی لڑیاں آویزاں تھیں اس شامیانہ سے شاندار چیز اور کوئی نہیں ہو سکتی مہاراجہ نے بیٹھ کر پہلے گرنتھ صاحب کا پٹھ سنا پھر گرنتھی کو تحائف دیئے اور مقدس کتاب کو دس جزدانوں میں بند کر دیا گیا سب سے اوپر جزدان بسنتی مخمل کا تھا اس کے بعد مہاراجہ کی خدمت میں پھل اور پھول پیش کئے گئے جن کا رنگ زرد تھا

بعدازاں امراء، وزراء افسران آئے جنہوں نے زرد رنگ کے لباس پہن رکھے تھے، انہوں نے نذریں پیش کیں اس کے بعد طوائفوں کے مجرے ہوئے۔"

[نقوش لاہور نمبر، ص 763]

معلوم ہوتا ہے کہ سکھ بھی بسنت کے دن کو اپنا مذہبی دن سمجھتے تھے اسی لیے رنجیت سنگھ نے اس دن گرنتھ صاحب کا پاٹھ سن کر مقدس کتاب کو جز دانوں میں بند کیا۔ دورِ حاضر کے نامور صحافی رانا شفیق خان پسروری اپنے حالیہ سفر نامہ بھارت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"گزشتہ سال جنوری میں الٰہ آباد (بھارت) کے مقام پر جو مہا کنبھ میلہ ہوا اس میں بڑے بڑے اچاریوں نے شبھ گھڑیوں کی تقسیم کی تھی اس کے مطابق 29 جنوری کے روز "بسنت پنچھی" کا تہوار منایا گیا میں نے خود اپنی آنکھوں سے اس روز دہلی کی پرانی سبزی منڈی کے پاس بسنت کا مذہبی جلوس دیکھا تھا جو کالی مندر کی طرف جا رہا تھا، اسی طرح میں نے آگرہ کالج کے پرنسپل سے بسنت کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ "بسنت پنچھی ماگھ" یا بھاگوں کے مہینہ میں منائی جاتی ہے اس دن گاؤں گاؤں جگہ جگہ میلے لگتے ہیں سرسوتی اور کالکا دیوی کی پوجا کی جاتی ہے، بچے بزرگ اور عورتیں وغیرہ پیلے کپڑے پہنتے ہیں گھروں میں پیلا حلوہ اور پیلے چاول پکائے جاتے ہیں بچے اور نوجوان پتنگیں اڑاتے ہیں، چاروں طرف خوشحالی اور خوشی کا ماحول رہتا ہے۔ آگرہ کے پرنسپل کے اس بیان سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ہندو اس تہوار کو مذہبی انداز میں مناتے ہیں۔ دہلی میں مجھے وہ مندر بھی دکھایا گیا جہاں لوگ بسنت کے روز خاص اہتمام سے جاتے ہیں۔" [ہفت روزہ اہلحدیث، 19 ذی الحجہ 1423ھ]

اس ساری بحث سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بسنت خالصتاً ہندووانہ رسم ہے اس کا منانا مسلمان کے لیے جائز نہیں اس لیے کہ اس میں **تشبہ بالھنود** ہے، اس میں مال، جان کا

ضیاع ہے، اخلاقیات کا بگاڑ ہے اور اس کی ابتداء پیغمبر کائنات ﷺ کی گستاخی سے ہوتی ہے لیکن ہمیں افسوس اس بات پر ہے کہ پاکستان کے حکمران خود اس بسنت کے منانے کی ترغیب دے رہے ہیں، پتہ نہیں ہماری انڈیا سے جنگ کس بات پر ہے، حکومتی سطح پر بسنت کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اس بارے میں چند رسالوں کے ذرا تاثرات پڑھیے جن سے محسوس یہ ہوتا ہے کہ شاید بسنت ہندوؤں کا نہیں ہمارا سرکاری تہوار ہے۔

اس سال بسنت کی آمد سے تقریباً بیس روز قبل ہی شہر میں بسنت کو استقبال کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں، لاہور کے ایک بیورکریٹ بے حیائی کے اس سلسلے کو مکمل پلان کر رہے تھے ہر طرف بسنت بسنت ہو رہی تھی، پورے شہر میں آتش بازی کے پروگرام تشکیل دیئے گئے ٹیلی ویژن دو تین دن سے مسلسل اس بے حیائی کو اور اس سلسلے میں ہونے والے پروگرام کو نشر کر رہا تھا، اس طوفان بدتمیزی میں دوسرے شہروں کو شریک کرنے کی بھی کوشش کی گئی، ملتان اور راولپنڈی سے خصوصی بسنت ٹرین چلائی گئی، حیاء دار اور سنجیدہ ذہن رکھنے والے لوگ اس شور وغوغے میں حیران و پریشان تھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر حکمران وقت کو کیا ہو گیا ہے ان کا ہدف کیا ہے اور یہ لوگ چاہتے کیا ہیں؟

[الاخوہ مارچ 2001ء]

اس سال ستم بالائے طاق یہ ہے کہ بسنت کا فریضہ حکومت کی سربراہی میں سرانجام دیا جا رہا ہے۔ کامران لاشاری ریس کورس میں ہفتہ بھر بسنت منانے کی تیاریاں کر رہے ہیں، جسے جشن بہاراں کا نام دیا گیا ہے، اس ٹورنامنٹ میں سب سے زیادہ پتنگیں لوٹنے والے کو "مسٹر لیٹرا" 2000ء کا خطاب دیا جائے گا لاہور کے بارونق چوکوں میں بڑی بڑی پتنگیں نصب کی جائیں گی۔ [ترجمان الحدیث، فروری 2000ء]

یہ اس قوم کے محافظوں کا حال ہے کہ قوم کے سرمایہ کو فضول خرچیوں اور عیاشیوں پر ضائع کر رہے ہیں اور خود کو مجاہد یا غازی کے مقدس لفظ سے ملقب کرنے کی بجائے لٹیرا بننے میں مقابلے ہو رہے ہیں۔

ہر کوئی مست مے ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلمان ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے؟

وہی ہندو جو آج کشمیر میں مسلمان بہنوں کی عصمتوں سے کھیل رہا ہے، معصوم بچوں سے ان کا تبسم چھین رہا ہے، بوڑھوں کی داڑھیوں کو نوچ رہا ہے، مسجدوں کو گرا کے ان کی جگہ مندر تعمیر کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے اور ہماری مسلمانیت یہ ہے کہ ہم ان کے تہوار منا کے ہندومت کو فروغ دے رہے ہیں اور جب ایک مسلمان کسی کافر کی پیروی اور نقل کرتا ہے تو وہ یقیناً اپنے دل میں اس کے لیے نرم گوشہ رکھتا ہے یوں ایک طرف اس کا دل غیر مسلموں کی محبت والفت کی آماجگاہ بن جاتا ہے اور دوسری جانب اس کے دل میں پرہیزگار متقی اور شرعی احکام کے پابند مسلمانوں کے خلاف شدید نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

بسنت کی شرعی حیثیت

سابقہ بحث سے یہ بات تو واضح ہوگئی ہے کہ بسنت کا تہوار ایک گستاخ رسول ہندو کی یاد میں منایا جاتا ہے اور یہ خالص ہندووانہ تہوار ہے، شرعی طور پر اس سے اجتناب کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہندووانہ رسم ہے، یہاں ہم اس کی قباحتوں کو مزید واضح کرنے کیلئے چند اور دلائل حوالہ قرطاس کر رہے ہیں:

مال اور وقت کا ضیاع:

بسنت ایک ایسی رسم ہے جو سراسر فضول خرچی اور وقت کے ضیاع پر مشتمل ہے، لاکھوں روپیہ ایک دن میں بھسم ہو کے رہ جاتا ہے، پتنگ اور ڈور وغیرہ پر الگ مال ضائع ہوتا ہے اور بعض حضرات بسنت کے لطف کو دوآتشہ کرنے کیلئے راگ رنگ پر خوب مال اڑاتے ہیں جو فضول خرچی کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی سے ان الفاظ میں روکا ہے:

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ○ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ا

وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ـ

[سورہ بنی اسرائیل:26-27]

''اور فضول خرچی نہ کرو فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔''

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی سے روکا ہے اور فضول مال اڑانے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے، پس جس طرح شیطان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دھتکارا ہوا اور ملعون ہے اس کا بھائی بھی اللہ تعالیٰ کی نظروں میں ناپسندیدہ ہے، یقیناً بسنت منانے والا فضول خرچی کے ذریعہ اپنا نام ان لوگوں کی فہرست میں لکھوا لیتا ہے جو رب تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور فضول خرچی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے ناشکرا ہونے کا ذکر کیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ بندے کو یہ کہہ کر جھنجھوڑنا چاہتے ہیں کہ جو مال میں نے تمہیں بطور نعمت کے دیا ہے اسے شیطانی کاموں میں برباد کر کے ناشکرے نہ بنو اللہ تعالیٰ نے مال خرچ کرنے میں بھی حدود متعین کی ہیں، فضول خرچی ان حدود کو تجاوز کرنے میں پہلا قدم ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ.

[سورۃ الاعراف:31]

''کھاؤ، پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو اللہ تعالےٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

مال بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت اور بندے کا امتحان ہے، اس نعمت کے متعلق اس سے بروزِ محشر باز پرس ہوگی، جیسا کہ ذیل کی روایت سے واضح ہے:

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن یا ایک رات کو گھر سے باہر نکلے تو سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، تمہیں اس وقت کس چیز نے باہر نکلنے پر مجبور کیا؟ ان دونوں نے کہا: بھوک نے یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس (اللہ) کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے بھی اس چیز نے باہر

نکالا ہے، جس نے تمہیں باہر نکالا، چلو اٹھو۔ چنانچہ وہ دونوں بھی آپ کے ساتھ چل کھڑے ہوئے۔ آپ ایک انصاری آدمی کے پاس آئے، وہ اس وقت گھر میں موجود نہیں تھا۔ جب اس کی بیوی نے آپ کو دیکھا تو کہا، خوش آمدید۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا، فلاں (انصاری) کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا، وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ اتنے میں وہ انصاری آدمی بھی آ گیا۔ پس اس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کو دیکھا اور پھر کہا الحمدللہ، آج مجھ سے زیادہ معزز مہمانوں والا کوئی نہیں، پھر وہ گیا اور کھجور کا ایک خوشہ لایا۔ جس میں گدری اور خشک کھجوریں تھیں اور کہا کھائیں اور خود اس نے چھری پکڑ لی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (دیکھو) دودھ دینے والی بکری ذبح کرنے سے بچنا۔ اس نے ان کے لیے بکری ذبح کی۔ پس انہوں نے اس بکری کا گوشت کھایا اور خوشے سے کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ جب وہ شکم سیر اور سیراب ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم قیامت والے دن ان نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھے جاؤ گے۔ تمہیں بھوک نے تمہارے گھروں سے نکالا لیکن اب تم ان نعمتوں سے لطف اندوز ہو کر اپنے گھروں کو لوٹ رہے ہو۔ [1]

نبی ﷺ نے یہ الفاظ ایک اچھا کھانا کھانے کے بعد ارشاد فرمائے، حالانکہ بہتر کھانا کھانے کی کوئی ممانعت نہیں لیکن چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے اس لیے نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق اس پر باز پرس ہوگی اور جو اللہ کی دی ہوئی نعمت کو یوں برباد کرے کہ پتنگوں اور ڈوروں کی بے ہودہ رسم پر دولت کو آگ لگائے اور اس دن ناچ بھنگڑوں میں تفریح کے نام پر اس کا بے دریغ استعمال کرے اس سے تو بارگاہِ الٰہی میں سختی سے پوچھا جائے گا، مقام حیرت یہ ہے کہ بسنت منانے والا طبقہ اس فضول خرچی پر ندامت کی بجائے فخر کرتا ہے، بالکل اسی انداز کا فخر جس کا ذکر قرآن حکیم نے ان الفاظ میں کیا ہے:

يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝ أَيَحْسَبُ أَن لَّمْ يَرَهُ أَحَدٌ ۝

[سورۃ البلد، آیت 6-7]

---

[1] مسلم الاشربه باب جواز استتباعه غيره إلى دار من يثق برضاه بذلك، ح: 2038

"کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال اڑا دیا، کیا وہ سمجھتا ہے اسے کسی نے نہیں دیکھا۔"

مولانا مودودی رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ﴿أَنْفَقْتُ مَالاً لُّبَدًا﴾ "میں نے ڈھیر سا مال خرچ کر دیا" نہیں کہا بلکہ ﴿أَهْلَكْتُ مَالاً لُّبَدًا﴾ کہا جس کے لفظی معنی ہیں "میں نے ڈھیر سا مال ہلاک کر دیا" یعنی لٹا دیا، اڑا دیا۔ یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ کہنے والے کو اپنی مال داری پر کتنا فخر تھا کہ جو ڈھیر سا مال اُس نے خرچ کیا وہ اس کی مجموعی دولت کے مقابلے میں اتنا ہیچ تھا کہ اس کے لٹا دینے یا اڑا دینے کی اُسے کوئی پرواہ نہ تھی اور یہ مال اڑا دینا تھا کس مد میں؟ کسی حقیقی نیکی کے کام میں نہیں، جیسا کہ آگے کی آیات سے خود بخود مترشح ہوتا ہے، بلکہ اپنی دولت مندی کی نمائش اور اپنے فخر اور اپنی بڑائی کے اظہار میں۔ قصیدہ گو شاعروں کو بھاری انعامات دینا۔ شادی اور غمی کی رسموں میں سینکڑوں ہزاروں آدمیوں کی دعوت کر ڈالنا۔ جوے میں ڈھیروں دولت ہار دینا۔ جوا جیت جانے پر اونٹ پر اونٹ کاٹنا اور خوب یار دوستوں کو کھلانا۔ میلوں میں بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ جانا اور دوسرے سرداروں سے بڑھ کر شان و شوکت کا مظاہرہ کرنا۔ تقریبات میں بے تحاشا کھانے پکوانا اور اذنِ عام دے دینا کہ جس کا جی چاہے آئے اور کھائے، یا اپنے ڈیرے پر کھلا لنگر جاری رکھنا کہ دور دور تک یہ شہرت ہو جائے کہ فلاں رئیس کا دستر خوان بڑا وسیع ہے۔ یہ اور ایسے ہی دوسرے نمائشی اخراجات تھے جنہیں جاہلیت میں آدمی کی فیاضی اور فراخ دلی کی علامت اور اس کی بڑائی کا نشان سمجھا جاتا تھا۔ انہی پر ان کی تعریفوں کے ڈنکے بجتے تھے۔ انہی پر ان کی مدح کے قصیدے پڑھے جاتے تھے اور وہ خود بھی ان پر دوسروں کے مقابلے میں اپنا فخر جتاتے تھے۔

کیا یہ فخر جتانے والا یہ نہیں سمجھتا کہ اوپر کوئی رب بھی ہے جو دیکھ رہا ہے کہ کن ذرائع سے اس نے یہ دولت حاصل کی، کن کاموں میں اسے کھپایا اور کس نیت، کن اغراض اور کن مقاصد کے لیے اس نے یہ سارے کام کیے؟ کیا وہ سمجھتا ہے کہ اللہ کے ہاں اس فضول خرچی، اس شہرت طلبی اور اس تفاخر کی کوئی قدر ہوگی؟ کیا اس کا خیال ہے کہ دنیا کی طرح اللہ

بھی اس سے دھوکا کھا جائے گا؟

پس بسنت باز سمجھ لیں کہ ایک فضول خرچی پر ہی غور کیا جائے تو اس رسم سے ہاتھ روکنے کے لیے کافی ہے کہ مذکورہ قرآنی آیات کی رو سے فضول خرچ شیطان کا بھائی، ناشکرا، اللہ تعالیٰ کی متعین حدود سے تجاوز کرنے والا اور رب تعالیٰ کی نظر میں انتہائی ناپسندیدہ انسان ہے۔

بسنت تہوار میں دوسری سب سے بڑی قباحت یہ ہے کہ مسلمان کا وقت برباد کرنے والا گندا کھیل ہے، جس سے بندہ اللہ کے احکام سے غافل ہو کر اندھا دھند اپنے قیمتی وقت کو برباد کرتا ہے، نبی ﷺ نے وقت برباد کرنے والے پر کس قدر افسوس کا اظہار کیا ہے، ذیل کی روایت سے اس کا اندازہ ہوتا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ۔ [1]

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تندرستی اور فارغ البالی دو ایسی نعمتیں ہیں جن کی لوگ قدر نہیں کرتے بلکہ اکثر نقصان اٹھاتے ہیں۔''

وقت کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے نبی ﷺ نے ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا:

'' كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ: اِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَاِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق باب الصحة والفراغ ولا عیش إلا عیش الآخرة

[2] صحیح البخاری، کتاب الرقاق باب قول النبی ﷺ کن فی الدنیا کانك غریب

''دنیا میں اس طرح رہو جس طرح کوئی پردیسی یا راہ گیر گزارہ کرتا ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جب شام ہو تو صبح کا انتظار مت کرو اور جب صبح ہو تو شام کے منتظر نہ رہو بلکہ تندرستی میں اپنی بیماری کا توشہ اور زندگی میں اپنی موت کا سامان تیار کرو۔''

لیکن بسنتی لوگ احکام الٰہیہ سے غافل اپنی دھن میں مست اور نماز سے بے پرواہ فحش گانوں کی دھنوں پر رقصاں بلا دریغ وقت برباد کیے چلے جا رہے ہیں، اپنی دانست میں وہ زندگی کو پر لطف بنا رہے ہیں جبکہ حقیقت میں اپنی آخرت کو آگ لگا رہے ہیں اس لیے کہ دنیا ہی تو ہے جو آخرت کی کھیتی ہے اور جس نے اس کھیتی کو برباد کر دیا اس نے آخرت کی پر لطف زندگی کو کھو دیا۔

بسنت ایک خونی کھیل:

بسنت کی وجہ سے جتنی ہلاکتیں ہوتی ہیں یا جتنے معصوم جانوں کے لاشتے تڑپتے ہیں انہیں دیکھ کر اگر بسنت کو خونی کھیل سے تعبیر کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا اخبارات کے مطابق اس کھیل کی وجہ سے کسی کی گردن پر ڈور پھرنے سے لہو کے چھینٹے بسنت پر نوحہ کناں ہیں تو کہیں کٹی پتنگ پکڑنے کے لیے پھول سے چہرے گاڑیوں تلے روندے جا رہے ہیں بعض چھتوں سے گر کر ہلاکتیں ہو رہی ہیں، تو کہیں بجلی کی تاروں سے چھو جانے پر چہروں کی شگفتگی چھن رہی ہے، ذرا سوچیے! ان کی ہلاکت کے ذمہ دار کون ہیں؟ جن ہاتھوں میں ڈور پکڑی ہوئی ہے وہ یا وہ جو اس کاروبار سے منسلک ہیں؟ حکمران یا اس کے حق میں دلائل دینے والے اور اپنی اونچی چھتیں اس مقصد کے لیے فروخت کرنے والے؟ کوئی بعید نہیں ہے کہ یہ سارے لوگ ہی رب تعالیٰ کی بارگاہ میں قاتل کے روپ میں پیش کیے جائیں اور قتل کتنا بڑا جرم ہے، اس ضمن میں قرآن حکیم کی چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

☆ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ

اَثَامًا ۝ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

[الفرقان:68-70]

اور یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ اور معبودوں کو نہیں پکارتے اور جس کے قتل کو اللہ نے حرام ٹھہرا دیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر حق پر۔ اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں (یہ اللہ کے بندے ہیں) اور جو افعال قبیحہ کا مرتکب ہوگا وہ گناہ کی سزا پائے گا۔ قیامت کے دن اسے دوگنا عذاب ہوگا اور وہ وہاں ہمیشہ رسوائی کے ساتھ رہے گا۔ مگر جس شخص نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور عمل نیک کیا ان لوگوں کی برائیوں کو بھی اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

☆ وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ۝

[النساء:93]

اور جو مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہوا اور اس کی لعنت پڑی اور اس کے لیے اللہ نے بہت دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

☆ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ۔ [المائدہ: 32]

اسی بناء پر ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ جو کسی شخص کو بغیر قصاص کے اور بغیر

زمین میں فساد پھیلانے کے مارڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو مارڈالا۔اور جو کسی شخص کو بچالے اس نے گویا تمام انسانوں کو بچالیا۔اور یقیناً ہمارے رسول ان کے پاس واضح احکام لے کر آئے پھر اس کے بعد بھی ان میں بہت سے آدمی ہیں جو ملک میں زیادتی کرنے والے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں نوعِ انسانی کی بقا اس بات پر منحصر ہے، کہ ہر انسان کے دل میں دوسرے انسانوں کی جان کا احترام موجود ہو اور ہر ایک دوسرے کی زندگی کی بقاء وتحفظ میں مددگار بننے کا جذبہ رکھتا ہو۔ جو شخص ناحق کسی کی جان لیتا ہے وہ صرف ایک ہی فرد پر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ اس کا دل حیاتِ انسانی کے احترام اور ہمدردیِ نوع کے جذبے سے خالی ہے، لہٰذا وہ پوری انسانیت کا دشمن ہے، کیونکہ اس کے اندر وہ صفت پائی جاتی ہے جو اگر تمام افرادِ انسانی میں پائی جائے تو پوری نسلِ انسانی کا خاتمہ ہو جائے۔ اس کے برعکس جو شخص انسانی زندگی کے قیام میں مدد کرتا ہے وہ درحقیقت انسانیت کا حامی ہے کیونکہ اس میں وہ صفت پائی جاتی ہے جس پر انسانیت کے بقاء کا انحصار ہے۔

احادیث کی رو سے:

رسول اکرم ﷺ سے قتل کے متعلق کئی احادیث مروی ہیں جن میں قتل کو کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے اور اس کے مرتکب کے لیے سنگین سزاؤں کا ذکر ہے، چند احادیث اس بارے میں درج کی جارہی ہیں:

1) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ۔ قَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ، وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: (الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ۔ [1]

[1] صحیح بخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللّٰہ تعالٰی ان الذین یاکلون اموال الیتامٰی......

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''سات ہلاکت خیز اور تباہ کن باتوں سے پرہیز کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، اس جان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ نے حرام کیا ہو، سود کھانا، یتیم کا مال اڑا لینا، میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنا اور پاک دامن اور بے خبر عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگانا۔''

2) ذیل کی روایت میں قتل کو کفریہ کاموں میں شمار کیا گیا ہے:

عَنْ جَرِيرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ (اسْتَنْصِتِ النَّاسَ) فَقَالَ: (لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ) [1]

''سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ان سے فرمایا: لوگوں کو خاموش کراؤ۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ بن جانا۔''

3) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِيْ فُسْحَةٍ مِنْ دِيْنِهِ، مَالَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا [2]

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن اپنے دین کی طرف سے ہمیشہ کشادگی میں رہتا ہے جب تک وہ ناحق خون نہیں کرتا یعنی خون ناحق کرنے سے تنگی میں پڑ جاتا ہے۔''

4) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَوَّلُ مَايُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ۔ [3]

[1] صحیح بخاری، کتاب العلم باب الانصات للعلماء

[2] صحیح بخاری، کتاب الدیات باب قول اللہ تعالیٰ ومن یقتل مومناً متعمدا

[3] (صحیح) الترغیب، باب الترھیب من قتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق، رقم الحدیث: 3671

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے قیامت کے دن جس چیز کے بارے میں فیصلہ کیا جائے وہ ناحق خون ہے۔''

وَلِلنَّسَائِيِّ أَيْضًا: أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ عَلَيْهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ وَأَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ۔ [1]

''نسائی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے بندہ سے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اور سب سے پہلے لوگوں کے درمیان (حق تعالیٰ کی عدالت میں) جو فیصلہ کیا جائے گا وہ ناحق خون ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن بندوں کے حقوق میں جس کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ انسان کے خون کا مقدمہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے جس چیز کے بارے میں سب سے پہلے سوال کیا جائے گا وہ نماز ہوگی۔ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ منہیات میں سے جس چیز کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ خون کا مقدمہ ہوگا اور مامورات میں سے جس چیز کے بارے میں سب سے پہلے سوال کیا جائے گا وہ نماز ہوگی۔

(5 وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِغَيْرِ حَقٍّ۔ رواه ابن ماجه بإسناد حسن، ورواه البيهقي والأصبهاني.

وزاد فيه: وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ سَمَاوَاتِهِ، وَأَهْلَ أَرْضِهِ اشْتَرَكُوا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ، لَأَدْخَلَهُمُ اللّٰهُ النَّارَ۔ [2]

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہ کے نزدیک پوری دنیا کا ختم ہو جانا ایک مسلمان کے قتل ہو جانے

---

[1] (صحیح) الترغیب باب الترهیب من قتل النفس التی حرم اللّٰه الا بالحق، رقم الحدیث: 3671

[2] الترغیب باب الترهیب من قتل النفس التی حرم اللّٰه الا بالحق رقم الحدیث: 3675 وقال الشیخ الالبانی صحیح لغیره

سے زیادہ آسان ہے۔(ابن ماجہ،بیہقی)

اور اصبہانی کی روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آسمان والے اور زمین والے سب کے سب ایک مومن کے قتل میں شریک ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو دوزخ کی آگ میں ڈال دے گا۔"

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی ساری چیزیں مسلمان کے لیے ہی پیدا کی ہیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور کائنات میں قدرت کی نشانیاں دیکھ کر اور ان میں غور و فکر کر کے حق تعالیٰ کی قدرت پر یقین رکھے اور ایمان کو بڑھائے۔لہٰذا جس شخص نے مسلمان کو قتل کیا۔جس کے لیے زمین و آسمان اور سب چیزیں پیدا کی گئی ہیں، اس نے گویا پوری دنیا کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔چنانچہ اسی نکتہ کی طرف قرآن کریم کی اس آیت میں اشارہ ہے۔﴿وَمَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا﴾ جس شخص نے کسی کو ناحق قتل کیا(یعنی بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے اور بغیر اس کے کہ ملک میں فتنہ وفساد پھیلانے کی سزا دی جائے اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا۔

یا یہ مطلب ہے کہ جیسے دنیا کا ختم ہو جانا لوگوں کے نزدیک بہت بڑی بات ہے مومن کا قتل کیا جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی بڑی بات ہے۔

6) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ وَيَقُوْلُ: ((مَا أَطْيَبَكِ، وَمَا أَطْيَبَ رِيْحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ، وَمَا أَعْظَمَ حُرْمَتَكِ! وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ عِنْدَ اللّٰهِ أَعْظَمُ مِنْ حُرْمَتِكِ: مَالِهِ وَدَمِهِ))

اللفظ لابن ماجه[1]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا، آپ فرما رہے تھے(اے کعبہ!) کس قدر پاکیزہ

[1] سنن ابن ماجه كتاب الفتن باب حرمة دم المومن وماله رقم الحديث: 3922 والترغيب 3679 وقال الشيخ الالباني صحيح لغيره

ہے تیری خوشبو، تو کس قدر عمدہ ہے، کتنا عظمت والا ہے اور کتنا قابل احترام ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، مؤمن کی عزت جان اور مال کا احترام اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری عزت و احترام سے زیادہ ہے۔''

7) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَائِلٌ، فَقَالَ: يَا أَبَا الْعَبَّاسِ! هَلْ لِلْقَاتِلِ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ! كَالْمُعَجِّبِ مِنْ شَأْنِهِ: مَاذَا تَقُوْلُ؟ فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَسْأَلَتَهُ، فَقَالَ: مَاذَا تَقُوْلُ؟ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَأْتِي الْمَقْتُوْلُ مُتَعَلِّقًا رَأْسُهُ بِإِحْدَى يَدَيْهِ مُتَلَبِّبًا قَاتِلَه بِالْيَدِ الْأُخْرَى تَشْخُبُ أَوْدَاجُهُ دَمًا حَتّٰى يَأْتِيَ بِهِ الْعَرْشَ، فَيَقُوْلُ الْمَقْتُوْلُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ: هٰذَا قَتَلَنِيْ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْقَاتِلِ: تَعِسْتَ، وَيُذْهَبُ بِهِ إِلَى النَّارِ)) [1]

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے ایک شخص نے دریافت کیا اور یہ عرض کیا اے ابوعباس! کیا قاتل کے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے سوال پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے اپنا سوال دوبارہ دہرایا؟ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم کیا کہتے ہو؟ دومرتبہ یوں ہی سوال و جواب ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہارے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ مقتول اس حال میں (قیامت کے دن دربارِ الٰہی میں) آئے گا کہ اپنا سر ایک ہاتھ میں اٹھایا ہوگا اور دوسرے ہاتھ سے قاتل کو پکڑ کر عرش الٰہی کے پاس لائے گا اور اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ مقتول رب العالمین سے عرض کرے گا اس نے

[1] (صحیح) الترغیب والترھیب باب الترھیب من قتل النفس التی حرم اللّٰہ الا بالحق رقم لحدیث: 2447

مجھے قتل کیا ہے، اللہ عزوجل قاتل کو فرمائیں گے تو ہلاک و برباد ہو اور پھر اسے جہنم میں لیجایا جائے گا۔“

8) وَعَنْ أَبِي مُوسٰى رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((إِذَا أَصْبَحَ إِبْلِيسُ بَثَّ جُنُودَهُ فَيَقُولُ: مَنْ أَخْذَلَ الْيَوْمَ مُسْلِمًا أَلْبَسْتُهُ التَّاجَ. قَالَ: فَيَجِيءُ هٰذَا فَيَقُولُ: لَمْ أَزَلْ بِهِ حَتّٰى طَلَّقَ امْرَأَتَهُ، فَيَقُولُ: يُوشِكُ أَنْ يَتَزَوَّجَ، وَيَجِيءُ هٰذَا فَيَقُولُ: لَمْ أَزَلْ بِهِ حَتّٰى عَقَّ وَالِدَيْهِ فَيَقُولُ: يُوشِكُ أَنْ يَبَرَّهُمَا، وَيَجِيءُ هٰذَا فَيَقُولُ: لَمْ أَزَلْ بِهِ حَتّٰى أَشْرَكَ فَيَقُولُ: أَنْتَ أَنْتَ وَيَجِيءُ هٰذَا فَيَقُولُ: لَمْ أَزَلْ بِهِ حَتّٰى قَتَلَ فَيَقُولُ: أَنْتَ أَنْتَ وَيُلْبِسُهُ التَّاجَ)) رواه ابن ماجه [1]

”سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صبح کو ابلیس اپنے لشکروں کو پھیلا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جو آج مسلمان سے اللہ تعالیٰ کی مدد کا ہاتھ کھینچے گا (یعنی حق سے ہٹائے گا) میں اس کو تاج پہناؤں گا۔ چنانچہ (مختلف شیاطین آکر اپنی کارکردگی بتلاتے ہیں) ایک آکر کہتا ہے، میں فلاں کے پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ اس نے (میرے وساوس اور کوشش سے) اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ ابلیس کہتا ہے بہت ممکن ہے کہ وہ دوبارہ نکاح کر لے۔ (دوسرا شیطان) ابلیس کے پاس آکر کہتا ہے میں (فلاں) کے پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنے والدین کی نافرمانی کر لی۔ ابلیس کہتا ہے بہت ممکن ہے کہ پھر ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے لگ جائے۔ (تیسرا شیطان) آکر کہتا ہے کہ میں فلاں کے پیچھے پڑا رہا، یہاں تک کہ اس نے شرک کر ڈالا۔ وہ کہتا ہے بس

---

[1] (صحیح) الترغیب والترهیب باب الترهیب من قتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق رقم الحدیث: 2449

تو نے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ (چوتھا شیطان) آ کر کہتا ہے میں فلاں کے پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ اس نے قتل کر ڈالا ابلیس کہتا ہے تو ہی ہے جو تاج کا مستحق ہے، چنانچہ اس کو تاج پہنا دیتا ہے۔''

ان روایات سے قتل کی سنگینی واضح ہے اور مذکورہ احادیث کے مطابق جب مقتول اپنا سر ایک ہاتھ میں اٹھائے اور دوسرے ہاتھ سے قاتل کو پکڑ کر رب تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے گا تو قاتل کے لیے معاملہ بڑا سنگین ہو جائے گا ان پتنگ بازوں کو سوچنا چاہیے کہ رب تعالیٰ کی عدالت میں کوئی معصوم اپنے ننھے سر کو اٹھائے جب قاتل سے اپنا حق چاہے گا تو رب تعالیٰ کا غضب شدید ہو جائے گا اپنے سامنے تڑپتے لاشوں اور ہنستے بستے گھروں کو ماتم کدوں کے روپ میں دیکھنے کے باوجود بھی اگر کوئی بسنت کے حق میں دلائل دیتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے ظالم ڈور کو پکڑتے ہوئے جشن مناتا ہے تو اس کا ضمیر یقیناً مردہ ہو چکا، اس سے انسانیت کا درد ختم ہو گیا اور اس میں حیوانیت در آئی ہے، جس نے اس کے دل کی زمین کو پتھر بنا دیا ہے۔

لڑائی جھگڑے اور گالیاں:

بسنت پر لڑائی جھگڑے اور گالیاں ایک معمولی چیز ہیں جبکہ شریعت اسلامیہ میں مسلمان سے جھگڑنے یا اس کو گالی دینے کی شدید ممانعت ہے، نبی ﷺ نے مسلمان سے لڑائی کرنے والے کو کافر سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی وہ کفریہ کام کا ارتکاب کر رہا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ [1]

''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔''

پس بسنت والے دن فسق و فجور کا یہ بازار گرم رہتا ہے، آپس میں بلند آواز سے گالی گلوچ کا سلسلہ جاری رہتا ہے، گندے فقرات کسے جاتے ہیں اور اس بات کی پرواہ نہیں کی

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان باب بیان قول النبی ﷺ سباب المسلم فسوق وقتاله کفر

جاتی کہ گھروں میں موجود خواتین بھی ان گالیوں کو سن رہی ہیں۔ایسی بے ہودہ گوئی کا اسلام کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اور سمرہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ لَيْسَا مِنَ الْإِسْلَامِ فِي شَيْءٍ وَإِنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ إِسْلَاماً أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا. ❶

"بدزبانی اور فحش گوئی کا اسلام سے ذرہ برابر بھی تعلق نہیں اور اسلام میں اچھے وہ ہیں جو اخلاق کے اچھے ہوں۔"

جب بدزبانی اور فحش گوئی کا سلام سے کوئی تعلق نہیں ہے تو وہ رسم جو انہی دونوں چیزوں کا مرکب ہو اس کا بھی اسلام اور مسلمانیت سے کوئی تعلق نہیں ہوگا اور جب کوئی مسلمان ایسی رسم کو منائے گا تو در حقیقت وہ ایسی چیز کی جانب قدم بڑھانے والا کہلائے گا جو اسلامی مزاج اور اسلامی وقار کے منافی ہوگی۔

اسلحہ کی نمائش:

اسلام میں بلا جواز اسلحہ کی نمائش جس کا مقصد صرف دیگر مسلمانوں کو ہراساں کرنا ہو سخت ناپسندیدہ فعل سمجھا گیا ہے جبکہ بسنت کے موقع پر پتنگ کاٹنے والا فریق بوکاٹا کے بے ہنگم نعرے لگاتا ہوا اسلحہ کی نمائش کرتا اور ہوائی فائرنگ کرتا ہے جس سے نہ صرف محلے والوں کا سکون غارت ہوتا ہے بلکہ دوسرا فریق نہایت سبکی بھی محسوس کرتا ہے اور یہ اپنے بھائی پر ایک بلا جواز فخر اور اس کی توہین ہے فخریہ فائرنگ تو بڑی دور کی بات ہے اسلام نے تو اپنے بھائی کی جانب ہتھیار سے اشارہ کرنے سے بھی روکا ہے۔اس ضمن میں ریاض الصالحین کی درج ذیل دو روایات ملاحظہ فرمائیں:

---

❶ الترغيب والترهيب، باب الترغيب في الخلق الحسن وفضله والترهيب من الخلق السيء وذمه رقم الحديث: 2653، وقال الشيخ الالباني حسن الحديث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَا يُشِيْرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعَ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ)) متفق عليه

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی طرف ہتھیار (تلوار، تیر، بندوق وغیرہ) سے اشارہ نہ کرے، اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے چلوادے، پس وہ جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔'' (بخاری ومسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيْهِ بِحَدِيْدَةٍ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتَّى يَنْزِعَ، وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيْهِ وَأُمِّهِ))

''اور مسلم کی روایت میں ہے، راوی نے بیان کیا، حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کی طرف دھاردار آلے سے اشارہ کیا تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں، اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی، اس کا ماں باپ جایا ہو۔'' [1]

ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بسنت کا تہوار نہ صرف بے ہودہ گوئی اور گالم گلوچ سے مرکب ہے، بلکہ یہ ایک معلون کھیل بھی ہے۔

اونچی آواز سے فحش گانے:

بسنت تہوار پہ بعض حضرات خود کو زیادہ روشن خیال ثابت کرنے کے لیے بلند آواز سے ڈیک پر فحش گانے لگا دیتے ہیں اور یہ بات بھول جاتے ہیں کہ شیطان اس کھیل سے پوری طرح خوش اور یہ اس کا ہمنوا بنے ہوئے ہیں ایسے گانے سننے سے شہوات نفسانیہ کو انگیخت ملتی ہے اور بے حیائی اور برائی کا شوق اُبھرتا ہے علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[1] صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب قول النبي صلی اللہ علیہ وسلم من حمل علينا السلاح فليس منا، ح: 7072، صحيح مسلم. كتاب البر، باب النهي عن الاشارة بالسلاح إلى مسلم، ح: 2617

"جاننا چاہیے کہ راگ میں دو باتیں جمع ہوتی ہیں۔ ایک تو دل کو اللہ تعالیٰ کی عظمت میں غور کرنے اور اس کی خدمت میں قائم رہنے سے غافل کر دیتا ہے۔ دوسرے دل کو جلد حاصل ہونے والی لذتوں کی طرف راغب کرتا ہے اور ان کے پورا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ ہر قسم کی حسی شہوتیں پیدا کرتا ہے جن میں بہت بڑی شہوت نکاح ہے اور نکاح کی کامل لذت نئی عورتوں میں ہے اور نئی لذتیں حلال ذریعہ سے حاصل ہونا دشوار ہے۔ لہٰذا انسان کو زنا پر برانگیختہ کرتا ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ زنا اور غنا میں باہم تناسب ہے۔ اس جہت سے کہ غنا روح کی لذت ہے اور زنا لذات نفسانی کا بڑا حصہ ہے۔" [1]

یہ اسی راگ رنگ کے اثرات ہیں کہ پتنگ بازی کے ساتھ ساتھ دوسرے گھروں میں تانک جھانک بھی جاری رہتی ہے اور ان اشارے بازیوں سے لڑائی جھگڑوں کے کتنے ہی واقعات اخبارات کی زینت بن چکے ہیں۔

گانا بجانا احادیث کی نظر میں:

فحش گیت سننا اور ان پر ہاؤ ہو مچانا اسلام کی نظر میں کیسا ہے، چند احادیث اس ضمن میں درج کی جا رہی ہیں، جنھیں پڑھ لینے کے بعد فطرت سلیمہ کا مالک کوئی بھی انسان اپنے ضمیر سے اگر فیصلہ مانگے تو یقیناً اسے یہی جواب ملے گا کہ گندے گیتوں پر بے ہنگم قہقہے روشن خیالی نہیں بلکہ دل و دماغ کی تاریکی ہے، روایات درج ذیل ہیں:

☆ عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ، وَالْحَرِيرَ، وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ، وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عَلَمٍ، يَرُوحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ، يَأْتِيهِمْ لِحَاجَةٍ فَيَقُولُونَ: ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا، فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ، وَيَضَعُ الْعَلَمَ، وَيَمْسَخُ آخَرِينَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ

[1] تلبیس ابلیس از ابن جوزی رحمہ اللہ صفحہ 282

اِلَی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ) 1

''سیدنا ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا کرنے، ریشم پہننے، شراب پینے اور باجے بجانے کو حلال سمجھیں گے اور ایسا ہوگا کہ چند لوگ پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ کریں گے شام کے وقت ان کا چرواہا انکے جانوران کے پاس لائے گا تو کوئی فقیر ان کے پاس آ کر اپنی ضرورت کا سوال کرے گا وہ جواب دیں گے کہ کل کو آنا، پس رات کے وقت اللہ تعالیٰ ان پر پہاڑ گرا کر ان کا کام تمام کر دے گا اور کچھ لوگوں کو مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دے گا پھر قیامت تک وہ اسی صورت میں رہیں گے۔''

☆ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ قِيْلَ وَمَتٰى ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِذَا ظَهَرَتِ الْقِيَانُ وَاسْتُحِلَّتِ الْخَمْرُ۔ 2

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اس امت میں زمین دھنسنے صورتیں بگڑنے اور پتھروں کی بارش ہونے کے واقعات ہوں گے۔'' عرض کیا گیا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسا کب ہوگا؟'' فرمایا: جب گانے والیاں عام ہو جائیں گی اور شراب حلال سمجھی جائے گی۔''

☆ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ سَمِعَ صَوْتَ زُمَّارَةِ رَاعٍ فَوَضَعَ اِصْبَعَيْهِ فِيْ أُذُنَيْهِ وَعَدَلَ رَاحِلَتَهٗ عَنِ الطَّرِيْقِ وَهُوَ يَقُوْلُ يَانَافِعُ أَتَسْمَعُ؟ فَأَقُوْلُ نَعَمْ، فَيَمْضِيْ حَتّٰى قُلْتُ لَا، فَرَفَعَ

---

1 صحیح بخاری، کتاب الاشربه باب الخمر من العسل وهو البتع

2 رواه عبد بن حميد واللفظ له وابن ماجه مختصراً وقال الالبانی فی الترغيب هٰذا حديث حسن

يَدَهُ وَعَدَلَ رَاحِلَتَهُ إِلَى الطَّرِيقِ وَقَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ زُمَّارَةَ رَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا۔ 1

''سیدنا نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اپنے دونوں کانوں پر انگلیاں رکھ لیں اور اپنی سواری کو راستے سے موڑ لیا، پھر کہنے لگے، نافع! آواز آ رہی ہے؟ میں نے عرض کیا: جی، آپ چلتے رہے، حتیٰ کہ میں نے عرض کیا کہ اب آواز نہیں آ رہی تو آپ نے اپنے کانوں پر سے ہاتھ ہٹا لیے اور اسی راستے پر آ گئے، پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے چرواہے کی بانسری کی آواز سن کر ایسا ہی کیا تھا۔''

☆ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوبَةَ وَالْغُبَيْرَاءَ وَكُلَّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔ 2

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے شراب جوا طبل اور طنبور کو حرام کیا ہے، نیز ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

عَنْ أَنَسٍ وَعَائِشَةَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ صَوْتَانِ مَلْعُونَانِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِزْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ وَرَنَّةٌ عِنْدَ مُصِيبَةٍ۔ 1

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

---

1 رواہ احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ وقال الشیخ الالبانی فی تحریم آلات الطرب ھذا حدیث صحیح

2 (صحیح) سنن ابی داؤد، کتاب الاشربہ باب فی الاوعیۃ

1 (احسن) الجامع الصغیر رقم الحدیث: 3801

''دو قسم کی آوازیں ایسی ہیں جن پر دنیا اور آخرت دونوں میں لعنت کی گئی ہے
ایک تو خوشی کے موقع پر باجے تاشے کی آواز دوسرے مصیبت کے موقع پر آہ و
بکاہ اور نوحہ کی آواز۔''

بعض پڑھے لکھے حضرات بھی ان تمام احادیث سے صرف نظر کرتے ہوئے ایک بڑی بھونڈی سی یہ دلیل دیتے ہیں کہ موسیقی روح کی غذا ہے اس سے روح کو سکون ملتا ہے حالانکہ یہ مشہور و معروف فقرہ بھی کم عقلی کی پیداوار ہے، حقیقت یہ ہے کہ موسیقی روح کی نہیں نفس کی غذا ہے وہ نفس جسے گناہ کی چاٹ لگی ہوئی ہے اور چسکے سے دل میں شہوانی خیالات پیدا کرتا رہتا ہے انہی شہوانی جذبات کی تسکین کے لیے بندے کے دل میں موسیقی کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور رہ گئی روح کی غذا تو وہ موسیقی نہیں بلکہ اللہ کا ذکر ہے اور اس کے ثبوت میں قرآن و حدیث میں بڑے واضح دلائل موجود ہیں۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ موسیقی کے روحانی و معاشرتی نقصانات بیان کرتے ہوئے مدارج السالکین میں یوں رقمطراز ہیں:

''ومعلوم عند العامة والخاصة ان فتنة سماع الغناء
والمعازف اعظم من فتنة النوح بكثير والذى شاهدناه
نحن وغيرنا وعرفناه بالتجارب انه ماظهرت المعازف
وآلات اللهو فى قوم وفشت فيهم واشتغلوا بها الاسلط
اللّٰه عليهم العدو وبلوا بالقحط والجدب و ولاة
السوء۔''

''عوام و خواص دونوں ہی جانتے ہیں کہ غناء و معازف کا فتنہ نوحہ کے فتنہ سے
زیادہ خطرناک ہے چنانچہ جس امر کا ہم نے اور دوسروں نے مشاہدہ کیا ہے اور
جسے ہم تجربات کی بنیاد پر جانتے ہیں وہ یہ ہے کہ جس قوم میں بھی معازف و
آلات کا رواج پھیلا اور جس قوم نے بھی ان چیزوں میں مشغولیت اختیار کی،
اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر اس کے دشمنوں کو مسلط کر دیا اور اُسے جوع و قحط میں مبتلا

کر دیا اور بدترین لوگوں کو ان کا حاکم بنا دیا۔‘‘

پھر حاشیے میں ان مفاسد کے پیدا ہو جانے کی وجہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’وذلك انهم باللهو والغناء يقلبون حياتهم من الجد الى اللعب والسخرية ومن الرشد الى السفه والغي ومن القوة الى الضعف فان حياة الغناء واللهو واللعب لابد تحلل عناصر القوة والنشاط العلمي والعملي الذي لانجاح للامة ولاقوّة لها الا به فتضعف صناعيًا واقتصاديًا وزراعيًا وعسكريًا فضلا عن انهيارها الخلقي وشدة تعرضها للعنة الله ويصبح امرها فرطاً لان قلوبها غفلت عن الحق في سنن الله وآياته وحكمة واتبعت هواها فهوى بها الى درك الوهن والضعف۔‘‘

’’یہ اس وجہ سے کہ لہو و غنا میں لگ جانے کے بعد ان کی زندگی کا رخ سنجیدہ اور حقیقی امور کے بجائے کھیل کود اور ہنسی مذاق کی طرف مڑ جاتا ہے اور رشد و ہدایت کی جگہ حماقت و ضلالت اور قوت و شوکت کی جگہ ضعف و وہن لے لیتے ہیں، اس لیے کہ لہو و غنا اور کھیل کود میں انہماک کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ قوموں کی علم و عمل کی ایسی گرانبہا قوتوں اور صلاحیتوں کو دیمک کی طرح چاٹ جاتے ہیں، جن کے بغیر کوئی قوم بھی زندہ نہیں رہ سکتی، چنانچہ جس قوم میں یہ چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں، وہ صنعتی، زرعی، اقتصادی اور عسکری ہر اعتبار سے کمزور ہو جاتی ہے اور اس کی قوت و شوکت اللہ کی لعنت اور پھٹکار کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو، جب دل اللہ کی نشانیوں، اس کی آیات اور حکمتوں سے غافل ہو جائیں اور خواہشات کی پیروی کرنے لگیں تو ان میں لازماً بزدلی اور کمزوری ہی پیدا ہوگی۔‘‘ [1]

موسیقی کی حرمت کو مزید واضح کرنے کے لیے ہم اس مضمون کے آخر میں عالم اسلام کی

[1] مدارج السالکین، جلد 1 ص 498

عظیم علمی شخصیت سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کے چند فتاویٰ جات درج کررہے ہیں جوانہوں نے مختلف مواقع پر موسیقی کی ممانعت پر دیئے:

موسیقی کا حکم:

سوال میں نے اخبار ''عکاظ'' شمارہ نمبر 6101 مورخہ 29 ربیع الثانی 1403 ہجری میں ایک خبر پڑھی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک سعودی گلوکار نے گانا چھوڑ دیا تھا لیکن قاہرہ و پیرس کے درمیان جب ایک ہوائی سفر میں اس کی ملاقات ایک عالم دین سے ہوئی اور دونوں نے موسیقی کی شرعی حیثیت کے بارے میں گفتگو کی تو اس عالم دین نے طیارہ سے اترنے سے پہلے پہلے اسے دلائل و براہین کے ساتھ قائل کر دیا کہ موسیقی شرعاً جائز ہے اور اس سفر سے واپسی پر اس گلوکار نے دوبارہ گانا شروع کر دیا اور چند نئے گانے پیش کیے جو اس کی تازہ پیشکش ہیں۔ دلائل و براہین کے ساتھ واضح فرمائیں کیا اسلام میں گانا جائز ہے، خصوصاً وہ فحش گانے جو آج کل موسیقی کے ساتھ گائے جاتے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب جمہور اہل علم کے نزدیک گانا حرام ہے اور اگر گانے کے ساتھ موسیقی، بانسری اور رباب کا بھی استعمال ہو تو پھر اس کے حرام ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور اس کی حرمت کے دلائل میں ایک دلیل حسب ذیل ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ [لقمان: 6/31]

''اور لوگوں میں ایسا بدبخت بھی ہے جو بے ہودہ حکایتیں خریدتا ہے تاکہ (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے گمراہ کرے۔''

جمہور مفسرین نے ''لھوالحدیث'' کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد گانا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ اس سے مراد گانا ہے نیز وہ فرماتے ہیں کہ گانا دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے، جس طرح پانی سے کھیتی پروان چڑھتی ہے۔''

اور صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میری امت میں کچھ لوگ ایسے بھی

ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلات لہو ولعب کے استعمال کو حلال قرار دیں گے۔'' اس
گے۔'' اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے معلق مگر صحت کے وثوق کے ساتھ بیان کیا ہے اور
دیگر آئمہ نے بھی اسے صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے، ''معازف'' سے مراد گانا اور
آلات لہو ولعب ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے گانے کی مشروعیت کا فتویٰ دیا ہے
(بشرطیکہ یہ بات صحیح نقل کی گئی ہو) اس نے علم کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف ایک ایسی بات کو
منسوب کیا اور ایک ایسا باطل فتوی دیا ہے جس کے بارے میں قیامت کے دن اس سے
پوچھا جائے گا۔ واللہ المستعان

کیا گانے سننا حرام ہے یا نہیں؟

سوال: گانے سننے کے بارے میں کیا حکم ہے، کیا یہ حرام ہیں یا نہیں؟ میں صرف تسکین
کے لیے گانے سنتا ہوں۔ سارنگی وغیرہ کے ساتھ قدیم گانے سننے کے بارے میں کیا حکم
ہے؟ کیا شادی وغیرہ کے موقع پر طبلہ بجانا بھی حرام ہے میں نے سنا ہے کہ یہ حلال ہے لیکن
مجھے اس کے بارے میں صحیح طور پر معلوم نہیں؟

جواب: گانے سننا حرام اور منکر ہے اور یہ دلوں میں بیماری و سختی پیدا کرنے اور اللہ تعالیٰ
کے ذکر اور نماز سے روکنے کا ایک اہم سبب ہیں۔ اکثر اہل علم نے ارشادِ باری تعالیٰ
﴿ومن الناس من یشتری لهو الحدیث﴾ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد گانا
ہے۔ جلیل القدر صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ لھو
الحدیث سے مراد گانا ہے اور اگر گانے کے ساتھ رباب، بانسری، سارنگی اور طبلہ وغیرہ کا
استعمال بھی ہو تو اس سے حرمت اور بھی شدید ہو جاتی ہے۔ بعض علماء نے ذکر فرمایا ہے کہ
اس بات پر اجماع ہے کہ آلات موسیقی کے ساتھ گانا حرام ہے لہٰذا اس سے بچنا واجب
ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں کچھ لوگ ایسے بھی
ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلات لہو ولعب کے استعمال کو حلال قرار دیں گے۔'' اس
حدیث میں استعمال ہونے والے الفاظ ''حر'' کے معانی ''حرام اور شرم گاہ'' یعنی زنا اور

''معازف'' کے معنی گانے اور آلات موسیقی کے ہیں، لہٰذا میں آپ کو اور دیگر مردوں اور عورتوں کو وصیت کرتا ہوں کہ کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر الٰہی کرو نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ ریڈیو کے پروگرام ''اذاعۃ القرآن'' اور ''نور علی الدرب'' سنو ان پروگراموں کے سننے سے بہت فائدہ بھی ہوگا اور سننے والا گانوں اور موسیقی کے سننے سے بچا بھی رہے گا۔

شادی کے موقعہ پر شرعاً یہ جائز ہے کہ ایسے گانوں کے ساتھ دف بجالی جائے جن میں کسی حرام کام کی دعوت نہ ہو اور نہ حرام چیز کی تعریف ہو، عورتیں رات کے وقت دف بجا سکتی ہیں تا کہ نکاح کا اعلان ہو سکے اور نکاح اور بدکاری میں فرق کیا جا سکے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث سے یہ ثابت ہے۔ شادی کے موقعہ پر طبلہ بجانا جائز نہیں بلکہ صرف دف کے استعمال پر اکتفا کرنا چاہیے۔ نکاح کے اعلان اور اس سلسلہ میں روایتی گیتوں کے لیے لاؤڈ سپیکر بھی استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس میں بہت بڑا فتنہ ہے اور اس کا انجام خطرناک اور اس میں مسلمانوں کے لیے ایذاء ہے اور پھر اس سلسلہ کو بہت دیر تک جاری نہیں رکھنا چاہیے بلکہ تھوڑا سا وقت ہی کافی ہے تا کہ اعلان نکاح ہو سکے۔ زیادہ دیر تک پروگرام جاری رکھنے کی صورت میں نیند پوری نہ ہوگی جس کے نتیجہ میں نماز فجر ضائع ہوگی اور وہ بروقت ادا نہیں کی جا سکے گی اور یہ بہت کبیرہ گناہ اور منافقوں کا عمل ہے کہ صبح کی نماز کو باجماعت ادا نہ کیا جائے۔

مختلف مواقع کی مناسبت سے طبلوں اور گانوں کا استعمال:

سوال بعض موقعوں کی مناسبت سے ہم طبلے بجاتے اور گانے گاتے ہیں اور یہ سلسلہ کئی راتوں تک جاری رہتا ہے لیکن ایک مرتبہ ایک شخص نے ہمیں اس سے منع کیا، تو سوال یہ ہے کیا طبلوں اور گانوں کا ستعمال منکر ہے جب کہ ہم فحش گانے نہیں گاتے۔ براہ کرم فتویٰ دیجیے، جزاکم اللہ خیرا

جواب ہمیں کوئی ایسی دلیل معلوم نہیں جس سے طبلوں کے استعمال کا جواز معلوم ہوتا ہو

بلکہ صحیح احادیث سے بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا استعمال بھی بانسری، سارنگی اور دیگر آلات موسیقی کی طرح حرام ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''میری امت میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور گانے وموسیقی کو حلال قرار دیں گے۔'' اس حدیث میں جو لفظ ''معازف'' استعمال ہوا ہے یہ گانوں اور تمام آلات موسیقی کو شامل ہے۔

کیا گانے اور موسیقی سننا جائز ہے:

سوال: کیا مسلمان کے لیے گانوں اور موسیقی کو سننا جائز ہے، اس دلیل کے ساتھ کہ یہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نشر ہوتے ہیں؟

جواب: گانے سننا جائز نہیں کیونکہ یہ ذکر الٰہی اور نماز سے روکتے ہیں اور ان کو سننا دلوں کی بیماری اور قساوت کا سبب بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ ان کی حرمت پر دلالت کناں ہیں، چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ [لقمان :31/ 6]

''اور لوگوں میں ایسا بد بخت بھی ہے جو بے ہودہ حکایتیں خریدتا ہے تاکہ (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے گمراہ کرے۔''

اکثر علماء مفسرین نے بیان فرمایا ہے کہ ''لہو الحدیث'' سے مراد گانا بجانا اور آلات موسیقی کو استعمال کرنا ہے، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں نبی ﷺ کا یہ ارشاد بیان فرمایا ہے کہ ''میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو حلال سمجھیں گے۔'' اس حدیث میں لفظ ''حر'' ہے اس کے معنی حرام شرم گاہ کے ہیں ''حریر'' کے معنی ریشم ہیں اور یہ مردوں کے لیے حرام ہے۔ خمر (شراب) ہر نشہ آور چیز کو خمر کہتے ہیں۔ یہ مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور تمام مسلمانوں کے لیے حرام ہے اور اس کا استعمال کبیرہ گناہوں میں سے ہے، ''معازف'' کا لفظ گانوں اور تمام آلات موسیقی مثلاً

سارنگی، بانسری اور رباب وغیرہ کو شامل ہے۔ اس باب میں ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات واحادیث ہیں، جنہیں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "أغاثة اللهفان من مكائد الشيطان" میں ذکر فرمایا ہے۔

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ہدایت وتوفیق عطا فرمائے اور اپنی ناراضگی کے اسباب سے محفوظ رکھے۔

ایک دوسرے پر اظہار فخر:

بسنت منانے میں ایک بہت بڑی شرعی قباحت یہ بھی ہے کہ پتنگ کاٹنے والا اپنے منہ سے بے معنی آوازیں نکالتے ہوئے دوسرے بھائی پر فخر کا اظہار کرتا ہے اور یوں ایک دوسرے پر آوازے بھی کسے جاتے ہیں، اسلام نے اپنے بھائی پر فخر جتانے اور اسے حقیر سمجھنے سے روکا ہے، ذیل کی روایت اس مسئلہ میں بالکل واضح ہے:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَايَحْقِرُهُ، اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا، اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا، وَيُشِيْرُ إِلٰى صَدْرِهِ، بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ وَعِرْضُهُ وَمَالُهُ۔ [1]

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر کوئی ظلم وزیادتی نہ کرے (اور جب وہ اس کی اعانت کا محتاج ہو تو اس کی مدد کرے) اس کو بے مدد کے نہ چھوڑے اور اس کو حقیر نہ جانے (نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرے (کیا خبر) اس کے دل میں تقویٰ ہو جس کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک مکرم ومحترم ہو) پھر آپ نے تین بار

[1] (صحیح) الترغیب والترهيب، كتاب الادب وغيره باب الترهيب من احتقار السملم وانه لا فضل لاحد على احد الا بالتقوٰى، رقم الحديث: 2958

اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: کہ تقویٰ یہاں ہوتا ہے، آدمی کے برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لیے قابل احترام ہے، اس کا خون، اس کا مال اور اس کی آبرو (اس لیے ناحق اس کا خون گرانا، اس کا مال لینا اور اس کی آبروریزی کرنا یہ سب حرام ہیں)۔"

تکبر صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی سزاوار ہے بندے کا اپنے بھائی پر فخر کرنا اسے حقیر سمجھنا اور اس کی توہین کرنا سارے ہی شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ کام ہیں۔

دوسروں کے سکون کی بربادی:

بسنت تہوار میں ایک یہ قباحت بھی موجود ہے کہ اس سے شریف مسلمان اذیت محسوس کرتے ہیں، اونچی چھتوں پر چڑھنے سے قریب کے سارے گھر ہی تنگی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بے پردگی کی وجہ سے چند کمروں تک محدود ہو کے رہ جاتے ہیں، بسنت باز ہلڑ بازی کرتے ہوئے خواتین کی عزت کا خیال نہیں کرتے اور ہمسائے جس قدر اذیت نوجوانوں کے سیٹیوں بجاتے ہوئے اس ٹولے سے محسوس کرتے ہیں شاید کسی اور کام میں محسوس نہ کرتے ہوں اپنے بھائی کو تکلیف دینا مسلمانیت کے منافی کام ہے، سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَانَهَى اللّٰهُ عَنْهُ۔" [1]

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔"

بسنت وہ تہوار ہے کہ جس میں بسنت بازوں کے ہاتھ اور زبان سے ہمسائے خوب اذیت محسوس کرتے ہیں خصوصاً وہ ہمسائے جو شریف طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں اور وہ آدمی

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده

جس کے شر سے ہمسایہ اذیت محسوس کرتا ہے نبی ﷺ نے ایسے آدمی کے متعلق ایک موقع پر تین دفعہ قسم اٹھا کر فرمایا کہ وہ مومن نہیں، روایت درج ذیل ہے:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ)) قِيْلَ مَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اَلَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ)) رواه احمد والبخاري ومسلم۔ وزاد احمد قالوا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَا بَوَائِقُهُ؟ قَالَ: ((شَرُّهُ)) [1]

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دن) ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں اللہ کی قسم! اس میں ایمان نہیں، اللہ کی قسم! وہ صاحب ایمان نہیں، عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کون شخص؟ (یعنی آپ ﷺ کس بدنصیب شخص کے متعلق قسم کے ساتھ ارشاد فرما رہے ہیں کہ وہ مومن نہیں اور اس میں ایمان نہیں)؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: وہ آدمی جس کی شرارتوں اور مفسدہ پردازیوں سے مامون اور بے خوف نہ ہوں (یعنی ایسا آدمی ایمان سے محروم ہے) (احمد، بخاری ومسلم) احمد کی روایت میں اس کا بھی اضافہ ہے کہ عرض کیا یارسول اللہ! بوائق جس کا ذکر آپ نے فرمایا یہ کیا ہے، ارشاد فرمایا اس سے مراد پڑوسی کا شر اور اس کی شرارتیں ہیں۔''

جس وقت نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہوگا اس خطاب کے وقت آپ پر جلال کی کیسی کیفیت ہوگی، اس کا کچھ اندازہ الفاظ حدیث سے لگایا جا سکتا ہے لہٰذا ایمان والوں کے لیے لازم ہے کہ پڑوسیوں کے ساتھ ایسا شریفانہ رویہ رکھیں کہ وہ ان کی طرف سے بالکل مطمئن اور بے خوف رہیں ان کے دلوں اور دماغوں میں بھی ان کے بارے میں کوئی اندیشہ اور خطرہ نہ ہو اگر کسی مسلمان کو یہ خیال نہیں اور اس کے پڑوسی اس سے مطمئن نہیں ہیں

[1] (صحيح) الترغيب والترهيب، باب الترهيب من أذى الجار وما جاء في تاكيد حقه، رقم الحديث :2548، وقال الشيخ اللالباني هذا حديث صحيح

تو رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اسے ایمان کا مقام حاصل نہیں ہے۔

اور پتنگ بازی کی آڑ میں ہمسایوں کے گھروں میں جھانکنا بہت بڑا جرم ہے۔ نبی ﷺ نے ایک ہمسایہ عورت سے بدکاری کرنے کو دیگر دس عورتوں سے زنا کرنے سے بھی زیادہ سنگین گناہ قرار دیا ہے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہمسایہ کے گھر میں گندی نظر سے جھانکنا کس قدر بڑا گناہ ہوگا، اس بارے میں آپ ﷺ کے شدتِ غضب کا اندازہ ذیل کی روایت سے ہوتا ہے:

وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((مَاتَقُوْلُوْنَ فِي الزِّنَا)) قَالُوْا : حَرَامٌ حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَهُوَ حَرَامٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَأَنْ يَزْنِي الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَةٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَزْنِيَ بِامْرَأَةِ جَارِهِ)) قَالَ: ((مَاتَقُوْلُوْنَ فِي السَّرِقَةِ))؟ قَالُوْا : حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَهِيَ حَرَامٌ۔ قَالَ : ((لَأَنْ يَسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرَةِ أَبْيَاتٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَسْرِقَ مِنْ جَارِهِ)) [1]

''سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا کہ: زنا کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ وہ تو حرام ہے اللہ اور اس کے رسول نے اس کو حرام قرار دیا ہے، لہٰذا وہ قیامت تک حرام ہی رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص دس عورتوں کے ساتھ بدکاری کرے یہ (گناہ میں) زیادہ ہلکا ہے بنسبت اس کے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عورت کے ساتھ بدکاری کرے۔ آپ ﷺ نے (پھر) دریافت فرمایا کہ: تم چوری کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول نے تو اسے حرام قرار

[1] (صحیح) الترغیب والترھیب، باب الترھیب من أذی الجار وما جاء فی تاکید حقه وقال الشیخ الالبانی صحیح رقم الحدیث: 2549

دیا ہے لہٰذا وہ تو حرام ہی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: آدمی کا دس گھروں سے چوری کرنا (گناہ کے اعتبار سے) زیادہ ہلکا ہے بنسبت اس کے کہ وہ اپنے پڑوسی کی چوری کرے۔"

جس بندے کی ایذاء رسانیوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ رہے وہ بندہ جنت میں نہیں جا سکے گا اور ہمسائے کے لیے اس سے بڑھ کر اذیت کا سامان کیا ہو سکتا ہے کہ اس کی بہو، بیٹیاں، پتنگ بازوں کی گندی نظروں سے بچنے کے لیے دروازے بند کیے دن بھر قید ہوئی رہیں، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَسْتَقِيْمُ إِيْمَانُ عَبْدٍ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ قَلْبُهُ وَلَا يَسْتَقِيْمُ قَلْبُهُ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ لِسَانُهُ، وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَأْمَنَ جَارُهُ بَوَائِقَهُ)) [1]

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی بندے کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا دل درست نہ ہو اور اس کا دل اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک زبان درست نہ ہو اور وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا جس کی شرارتوں اور ایذاء رسانیوں سے اس کے پڑوسی مامون و بے خوف نہ ہوں۔"

مذکورہ ساری روایات میں پتنگ بازوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ ان کے شور و غل سے ہمسائے اذیت محسوس کرتے ہیں اور ہمسایوں کو تکلیف دینے والے کو ذکر کردہ روایات میں کہیں یہ کہا گیا کہ وہ مومن نہیں ہو سکتا، کہیں یہ کہا گیا کہ وہ مسلمان نہیں اور کہیں یہ کہ وہ جنت میں نہیں جا سکے گا، ہاں اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی ان ناراضگیوں کو مول لینا چاہتا ہے تو پتنگ بازی کرے اور اگر اس کے اندر رب تعالیٰ کی ناراضگیوں کا بار اٹھانے کی ہمت نہیں اور یقیناً نہیں ہے تو اسے اس فعل شنیع سے توبہ کر لینی چاہیے۔

---

[1] (حسن) الترغيب والترهيب، باب الترهيب من أذى الجار وماجاء في تاكيد حقه، قال الالباني حسن الحديث رقم الحديث: 2554

ویلنٹائن ڈے

(Valentines Day)

ویلنٹائن ڈے

(Valentines Day)

انسان کو اللہ رب العزت نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اس کو عقل و خرد جیسی نعمت سے نواز کے دیگر مخلوقات سے ممتاز کر دیا انسان کا بڑا بلند معیار ہے لیکن جب اسی انسان سے شرم و حیا چھن جائے تو اس میں حیوانیت در آتی ہے۔ پھر اپنی ہی بہن یا بیٹی کے سر سے آنچل کھینچتے ہوئے اس کے ضمیر پر ہلکی سی خراش تک نہیں آتی اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِذَالَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)) [1]

''جب تجھ میں شرم نہ رہے تو جو چاہے کر''

اور مغرب کے مادر پدر آزاد معاشرے کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ انسان سے شرم و حیاء اور غیرت چھین کے جنسی تسکین میں اسے حیوانوں کے برابر لا کھڑا کیا جائے تاکہ ماں بہن اور بیٹی یا بیوی کے درمیان مقدس رشتوں کی جو دیواریں کھڑی ہیں ان کو گرا دیا جائے انہی سازشوں کی ایک کڑی ویلنٹائن ڈے ہے اور پاکستان میں بھی اس دن غیر شادی شدہ نوجوان طبقہ میں غیر معمولی جوش و خروش دیکھا گیا ہے حتیٰ کہ انگریزی اخبارات کے علاوہ اردو کے اکثر اخبارات نے بھی اس روز ویلنٹائن ڈے کے فحاشی اور بے غیرتی پر مبنی فلسفے کو اجاگر کرنے میں خاصا کردار ادا کیا ہے اور جتنا بے حیائی کا اجتماعی مظاہرہ اس دن کیا جاتا ہے شاید مغرب سے درآمد شدہ بے حیائی کے تہواروں میں سے کوئی بھی اس سطح کو نہیں پہنچ سکا ہوگا اور سب سے بڑی اس گندگی کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی شریف آدمی کی بہن یا بیٹی

[1] بخاری کتاب الادب باب اذا لم تستحِ فاصنع ماشئت

اس سے پوچھتی ہے کہ یہ ویلنٹائن ڈے کیا ہوتا ہے اور کیسے منایا جاتا ہے تو شاید وہ جواب دینے کی بجائے شرم سے گردن جھکا لے ہم پہلے تو بتائیں گے کہ اس دن کو کس انداز سے منایا جاتا ہے پھر اس کی تاریخ اور اس کے نقائص آپ کے سامنے رکھیں گے۔

ویلنٹائن ڈے منانے کے مختلف انداز:

۱۴ فروری کو خواتین و حضرات ایک دوسرے سے محبت کے اظہار کے لئے یہ دن مناتے ہیں ضروری نہیں کہ جس سے محبت کا اظہار کرنا ہے اس سے شناسائی ہی ہو کوئی بھی شریف زادی ہو کسی بھی معزز خاندان کی عزت ہو اس دن اس سے محبت کے اظہار کی گویا اجازت مل جاتی ہے اور طریق کار یہ ہے کہ گلاب کے پھول کو ایک عشقیہ کارڈ کے ساتھ نتھی کر کے اپنے محبوب یا محبوبہ کی طرف بھیجا جاتا ہے اور یہ پھول والا کارڈ یا تو مرد خود ہی راہ چلتے ہوئے کسی دوشیزہ کو پکڑا دیتا ہے یا کوئی دوشیزہ بے باکی سے کسی مرد کو پکڑا دیتی ہے یا پھر پھول بھیجنے کا کام پھول بیچنے والی کمپنیاں اضافی رقم لے کر کرتی ہیں کچھ لوگ صرف کارڈ بھیجنے پر ہی اکتفا کر لیتے ہیں ان کارڈوں پر محبت کے اظہار کے لئے اشعار یا نثری عبارت درج ہوتی ہے مگر روایت کے مطابق تحریر کرنے اور بھیجنے والا یا والی اپنا نام درج نہیں کرتی البتہ تحریر میں کوئی ایسا اشارہ دے دیا جاتا ہے جس سے وصول کرنے والا اندازہ لگا لیتا ہے کہ اس کا چاہنے والا کون ہے اور اگر بھیجنے والے کے لئے وہ بھی ایسے ہی جذبات رکھتا ہے تو جواباً وہ بھی کھل کر اپنے جذبات کا اظہار کرے گا یا کرے گی یوں اس طرح دونوں کے درمیان سے حجاب ختم ہو جائے گا حیا کا دامن چاک ہو جائے گا اور کھل کر بے حیائی کا کھیل کھیلنے کا سلسلہ چل نکلے گا یہ حقیقت مدنظر رکھنا بہت ضروری ہے کہ یہ کھیل غیر شادی شدہ افراد کے مابین کھیلا جاتا ہے اس روز میاں بیوی بھی ایک دوسرے کے لئے اچھے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر اصل میں عملی طور پر آج کل ویلنٹائن ڈے پر وہی لوگ ایک دوسرے سے ایسے جذبات کا اظہار کرتے ہیں جو ایک دوسرے سے رشتہ ازدواج میں تو منسلک نہیں ہوتے مگر تعلقات کے خواہاں ہوتے ہیں اور یہ بات تو مبنی برحقیقت ہے کہ ہر کام کا معیار اس کے

کرنے والوں سے پرکھا جاتا ہے شرفاء سے شریفانہ کام ہی عموماً انجام پاتے ہیں جب کہ گندے کردار کے مالک لوگ گندی چیزوں کو اپناتے ہیں اور دامن پر لگی گندگی کو چھپانے کی بجائے اس کے اظہار میں فخر بھی محسوس کرتے ہیں اگرچہ دونوں گروہوں میں ایک فرق اور امتیاز ہے لیکن بسا اوقات گندے جراثیم پھولوں کی تباہی کا باعث بن جاتے ہیں پاکستان میں ویلنٹائن ڈے منانے میں سب سے پیش پیش فلمی ستارے اور گویے ہیں اور اس کے بعد ان کی نقالی کرنے والے اسلامی مزاج سے ناآشناء لوگ......کیا خوب کہ ڈوم، گویے اور شرفاء ایک ہو گئے۔ جبکہ ہم جانتے بھی ہیں کہ ہمارے ہیروز فلمی ستارے اور کرکٹرز نہیں بلکہ صلاح الدین ایوبی اور محمود غزنوی جیسے لوگ ہیں اور ویلنٹائن ڈے پر ایک مخصوص فلمی طبقہ بے حیائی کا مظاہرہ کرتا ہے تو اخبارات بھی اسے ایک نمونہ کے طور پر عوام کے سامنے رکھتے ہوئے بے حیائی کی اشاعت میں اپنا حصہ ڈال دیتے ہیں ذیل میں ہم اس کی چند ایک مثالیں پیش کر رہے ہیں۔

اداکاروں کے ویلنٹائن ڈے منانے کے مختلف انداز:

پاکستان میں مختلف معاشرتی طبقوں کے ساتھ ساتھ فنکار بھی ویلنٹائن ڈے جوش و خروش سے مناتے ہیں فنکار آج کا دن کیسے منائیں گے یہ جاننے کے لئے ایک سروے کیا گیا ذیل کی رپورٹ اسی سروے پر مشتمل ہے۔ [روزنامہ جنگ ۱۴ فروری ۲۰۰۱ء]

☆ اداکارہ صائمہ نے ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ تجدید محبت کے دن کا آغاز اس دعا کے ساتھ کروں گی کہ میری محبت ہمیشہ قائم رہے پھر میں اپنے محبوب کو پھول ارسال کروں گی۔

☆ اداکارہ ریشم نے کہا میں اپنے پیاروں اور دوستوں کو پھولوں کے تحفے بھجوا کر ویلنٹائن ڈے کا آغاز کروں گی کئی احباب میرے ہاں آئیں گے کئی کے ہاں میں جاؤں گی۔

☆ اداکارہ خوشبو نے کہا میں نے بہت سے دوستوں کو پھول بھجوانے کا اہتمام کیا ہے سہ پہر کو چند قریبی دوستوں کے ساتھ لانگ ڈرائیو پر جاؤں گی اس سے مجھے راحت ملے گی۔

☆ اداکار رار باز خان نے کہا کہ میں ویلنٹائن ڈے کو رومانوی انداز میں مناؤں گا اور اسی کو تحفہ بھیجوں گا جس سے پیار کرتا ہوں اور وہ کون ہے یہ ایک راز ہے ان شاء اللہ جلد ہی میں اس سے پردہ اٹھاؤں گا اور دنیا کو بتادوں گا کہ وہ کون ہے۔

☆ اداکارہ ثناء نے کہا کہ مجھے تجدید محبت کے دن کے حوالے سے ای میل کے ذریعے بہت سے پرستاروں کے پیغامات موصول ہو رہے ہیں پھول اور ویلنٹائن ڈے کارڈ بھی مل رہے ہیں جس کو ویلنٹائن کارڈ اور پھول بھیجوں گی وہ بہت خوش قسمت ہوگا۔

☆ اداکار بلال نے کہا کہ میں اپنی گرل فرینڈ کو پھول اور تحفہ پیش کروں گا میں اسے اپنی شریک حیات بنانا چاہتا ہوں اس کا نام نہیں بتا سکتا۔

قارئین! یہ چند ایک اخلاق سوز خیالات ہیں جو ملکی اخبار روزنامہ جنگ سے نقل کیے گئے ہیں ان خیالات کے اظہار کے ساتھ ساتھ اخبار کا پورا رنگین صفحہ مختلف زاویے بنتی ہوئی مردوزن کی رنگین تصاویر سے مزین ہے ان خیالات کو ذکر کرنے کی ہم قطعاً جسارت نہ کرتے لیکن محض اس خیال سے کہ شاید ہم اپنے گریبان میں جھانک سکیں اگر ہماری بیٹی یا بہن انہی الفاظ کا اظہار اپنے زبان سے کرے میں اپنے محبوب کو پھول ارسال کروں گی، کئی احباب میرے ہاں آئیں گے اور میں ان کے ہاں جاؤں گی۔ میں دوستوں کے ساتھ لانگ ڈرائیو کو جاؤں گی۔ مجھے اے میل سے چاہنے والوں کے پیغامات مل رہے ہیں تو کیا ایک شریف آدمی کے کان سن نہ ہو جائیں گے اس کے دماغ میں کوئی سنسناہٹ نہیں ابھرے گی وہ حیا سے آنکھیں نہیں جھکا لے گا؟ پھر ایک لمحہ سوچیے کہیں یہ دن ہمارے درمیان سے احترام وحیا کے پردہ نہ اٹھادے اور رشتوں کی مقدس دیواریں گرا کے نظروں کو بے باک اور گستاخ نہ کردے۔

پہلے ہم نے آپ کے سامنے ان لوگوں کے خیالات رکھے تھے جن کے دن رات کا ماحصل رقص ونغمہ ہے اور جن کے کانوں میں اکثر اذان کی آواز کی بجائے گھنگھروؤں کی کھنک اور شہنائیوں کی آواز گونجتی ہے اب ہم ان کے ویلنٹائن ڈے منانے کا انداز آپ کے سامنے رکھتے ہیں جنہیں پاکستانی عوام کہتے ہیں۔

عوام کے ویلنٹائن ڈے منانے کے انداز:

اس دن اخبارات پر مختصر دو یا تین سطری سینکڑوں خطوط شائع ہوئے جن میں کئی رنگ سے اپنے محبوبوں کو یاد کیا گیا ایسے روز نامے ہر شریف گھر میں بھی پہنچے اور اس طرح سے اخبارات نے اپنے ممدوح مغرب کی بے حیائی کو گھر گھر پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیا چند ایک ملاحظہ فرمائیے۔ [روزنامہ جنگ ۱۴ فروری ۲۰۰۱ء]

ثمینہ خان! جس طرح خوشبو کے بغیر پھول کچھ نہیں اسی طرح میں تمہارے بغیر کچھ نہیں آئی لو یو میم صاحب۔ [خرم آفتاب فیصل آباد]

روزینہ! وہ بہت خوبصورت لمحہ تھا جب تم میرے دل میں آبسیں [ظفر علی لاہور]

سعدیہ ظفر! تمہاری دلکش مسکراہٹ مجھے بے چین کر دیتی ہے۔ [محمد یوسف خوشاب]

مس شہزادی! آپ کی مسکراہٹ دیکھ کر آسمان بھی شرما جاتا ہے اللہ آپ کو ہمیشہ مسکراتا رکھے۔ [محمد سرفراز خان]

ڈاکٹر فوزیہ روشن علی!

دیکھئے عشاق پاتے ہیں بتوں سے کیا فیض
اک برہمن نے کہا ہے یہ سال اچھا ہے

[ڈاکٹر صلاح الدین ایوبی، لاہور]

مہتابہ! میں تیرے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

[شبیر احمد وٹو، لاہور]

ناصر ملک!

اسے کہو بہت نامراد شے ہے جنوں
اسے کہو مجھے اس کا جنوں ہے بہت

[نازیہ نیاز لاہور]

نومہ! تم بہت خوبصورت ہو اور نہ قیمتی سلمانی پتھر، نیلم، سونا اور کانچ تمہاری برابری

کر سکتے ہیں تم نے میرا دل لوٹ لیا ہے۔[بابر گل، لاہور]

شمیم اختر!

آئینہ حسن و عشق تم چودھویں کا چاند ہو یا مہ تاب ہو
جو کچھ بھی ہو خدا کی قسم لاجواب ہو

[محمد شوکت علی، خوشاب]

حقیقت میں یہ چند ایک دل جلوں کی تحریریں ہیں لیکن دراصل ایک اسلامی معاشرے کے منہ پر طمانچہ ہیں کہ جہاں غیر محرم سے نرم آواز میں بات کرنے کی بھی ممانعت ہو وہاں یوں سرِ عام اخبارات پر حیا کا دامن چاک کیا جائے اور یاد رکھئے طوفان کا آغاز بگولوں سے ہوا کرتا ہے سمندر میں اٹھنے والی تباہ کن موجیں پہلے چھوٹی لہروں سے جنم لیتی ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ خس و خاشاک کی رہین منت ہوتی ہے اسی طرح معاشرے کی بربادی کا آغاز چھوٹی چھوٹی اخلاق سوز حرکات سے ہوتا ہے یہ چھوٹے چھوٹے ویلنٹائن عشقیہ کارڈ ناجائز تعلقات کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ اخلاق باختگی انہی سے جنم لیتی ہے یہاں تک کہ سلسلہ اغوا یا زناء پر منتج ہوتا ہے اور یوں عزتوں کے جنازے اٹھ جانے سے خاندانوں پر بے غیرتی کا ٹھپہ لگ جاتا ہے اور ان کارڈز کو بے باک محبت نہ سمجھیں یورپ میں بھی سب سے پہلے اس کارڈ کو محبت ہی سمجھا جاتا تھا اور آج وہاں محبت کا تصور و مفہوم بالکل بدل گیا ہے بلکہ وہاں محبت کا لفظ درحقیقت جنسی تسکین ہوس ناکی اور آزادانہ اختلاط کا رنگ اختیار کر گیا ہے وہاں مرد و زن کی باہمی رضامندی جسموں کا ملاپ اور زناکاری محبت کہلاتی ہے آج ہم یورپ کی نقالی میں فخر کرتے ہیں تو کل کلاں محبت کا تصور بھی تبدیل ہو جائے گا اور یورپی تہذیب کی طرح ویلنٹائن کارڈ کے پردے میں عزتوں کی نیلامی ہوا کرے گی اس لئے کہ

میں نے دیکھا ہے بے پردگی میں الجھ کر ہم نے
اکثر اپنے اسلاف کی عزت کے کفن بیچ دیے۔

نئی تہذیب کی بے رخ بہاروں کے عوض
اپنی تہذیب کے شاداب چمن بیچ دیے

ویلنٹائن ڈے کی تاریخی حیثیت:

ویلنٹائن ڈے کا آغاز کہاں سے ہوا اس بارے کوئی حتمی رائے نہیں ملتی انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق اس کا تعلق رومیوں کے دیوتا لوپر کالیا(Luper Calia) سے ہے جہاں بطور تہوار کے یہ دن منایا جاتا تھا اور بعض کے مطابق اس کا تعلق سینٹ ویلنٹائن سے ہے بہرکیف یہ بات تو پکی ہے کہ اس کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں بلکہ غیر مسلموں سے ہے ویلنٹائن ڈے سے متعلقہ مختلف روایات میں سے ایک مستند روایت یہ ہے کہ یہ دن رومن سینٹ ویلنٹائن کی مناسبت سے منایا جاتا ہے جسے محبت کا دیوتا بھی کہتے ہیں اس روایت کے مطابق ویلنٹائن نامی اس شخص کو مذہب تبدیل نہ کرنے کے جرم میں پہلے قید رکھا گیا لیکن بعد میں سولی پر چڑھا دیا گیا قید کے دوران ویلنٹائن کی جیلر کی بیٹی سے دوستی اور محبت ہوگئی سولی پر چڑھائے جانے سے پہلے ویلنٹائن نے جیلر کی بیٹی کے نام ایک الوداعی محبت نامہ چھوڑا جس پر دستخط سے پہلے لکھا تھا ''تمہارا ویلنٹائن'' اور یہ واقعہ ۱۴ فروری ۲۶۹ء کو رونما ہوا یوں محبت کرنے والوں کے لئے ویلنٹائن کو پیش رو تسلیم کیا جانے لگا اور اس کی یاد میں ۱۴ فروری یوم تجدید محبت بن گیا۔

محبت کرنے والوں نے ویلنٹائن ڈے کے نام سے ۱۴ فروری کو ایک تہوار کی شکل دے دی صدیوں سے یہ مغرب میں منایا جاتا رہا جس میں محبت کرنے والے جوڑے ایک دوسرے کو پھول اور تحائف پیش کرتے تھے مشرق والے اس سے ناآشنا رہے لیکن ڈش اور چینل کے فروغ کے بعد ویلنٹائن ڈے کے حوالوں سے نشر ہونے والے پروگراموں کی وجہ سے ویلنٹائن ڈے پوری دنیا میں مقبولیت حاصل کر گیا اب یہ پاکستان سمیت مختلف ممالک میں منایا جاتا ہے۔ [روزنامہ جنگ ۱۴ فروری ۲۰۰۱]

ایک روایت یہ ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں ایک رومی پادری تھا جس کا نام ویلنٹائن

تھا اور پادری چونکہ عیسائیوں کے ہاں مقدس باپ کا درجہ رکھتا ہے جو گناہوں سے لوگوں کو پاک کرتا ہے اور کلیساؤں میں مقیم کنواری لڑکیاں راہبائیں کہلاتی ہیں جو عمر بھر شادی نہیں کرتیں اور راہب کا کسی سے تعلق استوار کرنا مذہبی جرم سمجھا جاتا ہے لیکن پادری ویلنٹائن ایک راہبہ پر عاشق ہو گئے جب کہ راہبہ سے تعلق استوار نہیں ہو سکتے تھے چنانچہ پادری نے راہبہ کو گناہ میں ملوث کرنے کے لئے بتایا کہ مجھے خواب میں اس بات کی اطلاع دی گئی ہے اگر ۱۴ فروری کو کوئی راہب یا راہبہ آپس میں زنا کرلیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا آخر دونوں نے ایک دوسرے سے منہ کالا کرلیا اور یوں کلیسا کے مذہبی تقدس کو پامال کیا چنانچہ دونوں کو اس جرم کی پاداش میں قتل کر دیا گیا کچھ عرصہ بعد بعض لوگوں نے ایک دوسرے سے اظہار محبت کے لئے ویلنٹائن کو شہید محبت کا درجہ دے کر ۱۴ فروری کو ویلنٹائن ڈے کے نام سے منانا شروع کر دیا ویلنٹائن کے پیغام کا سب سے پرانا کارڈ لندن کی لائبریری میں موجود ہے یہ کارڈ پانچ سو سال قبل ایک لڑکی نے اپنے منگیتر کو بھیجا تھا اس کارڈ میں لکھا ہے کہ اگر تم مجھ سے پیار کرتے ہو تو آ کر مجھ سے شادی کرلو اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اس کا تعلق رومی تہوار لوپر کالیا سے ہے وہ کہتے ہیں کہ اس تہوار پر روم کے مرد حضرات اپنی قمیصوں پر اپنی دوست محبوباؤں کے نام لگا کر چلتے تھے اسی سے یہ دن مختلف شکلیں بدلتا اس روپ کو پہنچا ہے۔

مذکورہ معلومات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ویلنٹائن ڈے کا تعلق خواہ رومن لوگوں سے ہو یا مغربی لوگوں سے اسلام سے اس کا تعلق ہرگز نہیں اور ان لوگوں کی خدمت میں جو اس دن کو منانے کے لئے ہلکان ہوئے جا رہے ہیں ان کے لئے ہم مغرب سے چند تصویریں پیش کرتے ہیں جو ویلنٹائن ڈے سے متعلقہ ہیں ملاحظہ فرمائیے:

ایک رسالہ کے تاثرات:

ہمارے ایک فاضل دوست جو نہ صرف امریکہ سے بین الاقوامی قانون میں پی، ایچ، ڈی کر کے آئے ہیں بلکہ وہاں ایک معروف یونیورسٹی میں پڑھانے کا اعزاز بھی رکھتے ہیں انہوں نے اپنے چشم دید واقعات کی روشنی میں بتایا ہے کہ حالیہ برسوں امریکہ اور

یورپ میں اس دن کو جوش وخروش سے منانے والوں میں ہم جنس پرستی میں مبتلا نوجوان لڑکے اورلڑکیاں پیش پیش تھیں وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سان فرانسسکو میں ویلنٹائن ڈے کے موقع پر ہم جنس پرست خواتین وحضرات کے برہنہ جلوس دیکھے جلوس کے شرکاء نے اپنے سینوں اوراعضائے مخصوصہ پر اپنے محبوبوں کے نام چپکارکھے تھے وہاں یہ ایسا دن سمجھا جاتا ہے جب محبت کے نام پر آوارہ مرداورعورتیں جنسی ہوسنا کی کی تسکین کے شغل میں غرق رہتی ہیں جنسی انارکی کا بدترین مظاہرہ اسی دن کیا جاتا ہے ہمارے یہ دوست آج کل لاہور میں ایک پرائیویٹ لاء کالج کے پرنسپل ہیں ایک جدید روشن خیال اور وسیع المطالعہ شخص ہونے کے ساتھ ساتھ انہوں نے پاکستان میں ویلنٹائن ڈے منانے والوں کی عقل پر ماتم کرتے ہوئے کہا کہ ''میرا جی چاہتا ہے اس دن کو منانے کے لئے جہاں جہاں اسٹال لگائے گئے ہیں انہیں آگ لگادوں۔'' [ماہنامہ الاخوہ فروری ۲۰۰۱ء]

ایک ملک غیر سے لوٹ کر آنے والے کے تاثرات:

میں ایک طویل عرصہ مغرب میں رہنے کے بعد پاکستان میں واپس آیا ہوں اور واپس آنے کی صرف اورصرف ایک وجہ تھی۔ وہ تھی پاکستانی معاشرتی اقدار اور اس خطہ سے محبت ان حالات میں اس ملک کے نوجوانوں کی خاصی تعداد انڈین گانے گنگناتے ہوئے صبح و شام یورپ اور امریکہ پہنچنے کا خواب دیکھتی ہے ہمارے جیسے دیوانے مذہبی نہ ہوتے ہوئے بھی مشرقی اقدار کی محبت میں گرفتار ہوکر مغرب کی رنگینیوں کو ٹھکرا کر پاکستان کا رخ کرتے ہیں اور جب یہاں آکر یہ دیکھتے ہیں کہ یہاں کے باسی تو یہ ثابت کرنے کی سرتوڑ کوشش کررہے ہیں کہ وہ مغرب والوں سے بھی زیادہ مغرب پسند ہیں تو دل سے ناقابل برداشت دکھ اور درد کی ٹیسیں اٹھتی ہیں خدارا پاکستانی اخلاقی اور معاشرتی اقدار کو دل سے مت نکالئے وگرنہ اس ملک کے قائم رہنے کا مقصد فوت ہوجائے گا جو بے حیائی ویلنٹائن ڈے کے ساتھ نتھی ہے اس سے کہیں کم ہندوانہ کلچر میں ہے ہمارے بزرگوں نے پاکستان بنا کے اس کلچر سے چھٹکارا حاصل کیا اب یورپین بے حیائی درآمد کرنے کا کیا مقصد ہے خدارا ویلنٹائن

ڈے کو قومی تہوار کی شکل نہ دیجئے کیونکہ مغرب میں رہنے والے پاکستانیوں نے بھی اسے نہیں اپنایا ممکن ہے چند نوجوان حصہ لیتے ہوں مگر والدین نے اور اکثریت نے اسے پسند کی نگاہوں سے نہیں دیکھا اس لئے آئندہ اس برائی سے دور رہیے وگرنہ ہمارے جیسے ہزاروں افراد کا جو صرف پاکستانی معاشرتی اقدار کی خوبصورتی اور کشش کی وجہ سے پاکستان واپس آئے ہیں دل ٹوٹ جائے گا۔[نواز ملک نوائے وقت ۱۵ فروری ۲۰۰۱]

غور فرمائیے! یہ ان لوگوں کی باتیں ہیں جو مغرب میں ایک عرصہ گزار آئے ہیں اور اس دن کے منانے کے نقصانات پر زیادہ نظر رکھنے والے ہیں ظاہر ہے انہوں نے اس ویلنٹائن ڈے پر اجتماعی بے حیائی کے پردہ میں جنم لینے والے بے غیرتی کے واقعات کو خوب اچھی طرح دیکھا ہوگا تبھی تو وہ تاسف کا اظہار کرتے ہوئے اہل وطن کو روک رہے ہیں کہ دیکھنا...... مسلمانیت کی سفید چادر پر گندگی کا داغ نہ لگ جائے اس لئے کہ بے حیائی کا ہر کام مسلمانیت کے منافی ہے اسلامی غیرت کے منافی ہے اور معاشرے کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے اور بے حیائی کے ایسے کام کرنے والے نہ اسلام کو پسند ہیں نہ اللہ رب العزت کو بلکہ ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾[النور: 19]

"وہ لوگ جو ایمان والوں میں بے حیائی پھیلانا چاہتے ہیں ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔"

اس لئے ۱۴ فروری کو جو ویلنٹائن ڈے منانا چاہیں وہ پہلے اللہ رب العزت کے اس فرمان کی وعید کو ضرور پڑھ لیں اور پیغمبر کائنات ﷺ کے اس فرمان کو بھی ﴿مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ﴾ "جو جس قوم سے مشابہت کرتا ہے وہ ان ہی سے ہے۔"

اسلام تو ہمیں شرم و حیاء کا درس دیتا ہے اسلام نوجوانوں سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ خواتین کا وہ احترام کریں جو حقیقی بہن کا احترام ہوتا ہے اس ضمن میں ذیل کا واقعہ

کس قدر نصیحت آموز ہے۔

ایک دن رسول اکرم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اتنے میں ایک نوجوان نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے زنا کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

مجلس نبوی میں موجود صحابہ کرام نے جب نوجوان کی گفتگو سنی تو سخت ناراض ہوئے، غصے سے ان کی رگوں میں خون تیز ہو گیا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو خاموش رہنے کا حکم دیا اور خود نوجوان کو اپنے قریب کیا اور اس سے فرمایا: ''بتاؤ! تم کیا چاہتے ہو؟''

نوجوان کہتا ہے: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے زنا کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نوجوان! جس کام کی اجازت تو مانگ رہا ہے کیا تو چاہے گا کہ تیری ماں کے ساتھ یہی کام کیا جائے؟

نوجوان: قربان جاؤں، اے اللہ کے رسول ﷺ: ہرگز نہیں!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ بھی اپنی ماؤں کے ساتھ یہ کام نہیں چاہتے۔ کیا تو پسند کرے گا کہ تیری بیٹی کے ساتھ یہ کام ہو؟

نوجوان: نہیں اللہ کے رسول، اللہ کی قسم میں ایسا نہیں چاہتا میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لیے یہ کام نہیں چاہتے۔ کیا تو اپنی بہن کے ساتھ اس کام سے راضی ہے؟ اسی طرح آپ نے پھوپھی اور خالہ کا بھی نام لیا۔ نوجوان ہر ایک کے جواب میں کہتا رہا: ''قربان جاؤں، ہرگز نہیں!'' پھر نبی کریم ﷺ نے نوجوان کو سمجھایا کہ بالکل اسی طرح کوئی بھی آدمی اسے گوارا نہیں کرے گا کیوں کہ جب کسی بھی عورت سے زنا کا ارتکاب کیا جائے گا تو وہ کسی کی ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی یا خالہ ہی ہو گی۔

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے نوجوان کے سینے پر ہاتھ رکھا اور اس کے لئے تین دعائیں فرمائیں:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَہٗ، وَطَھِّرْ قَلْبَہٗ، وَحَصِّنْ فَرْجَہٗ))

''الٰہی! اس کی مغفرت فرما دے، اس کا دل پاک کردے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما!''

راوی کا بیان ہے:

((فَلَمْ یَکُنْ۔بَعْدَ ذٰلِکَ۔الْفَتٰی یَلْتَفِتُ اِلٰی شَیْئٍ)) [1]

''اس کے بعد نوجوان کسی برائی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا بھی نہ تھا''

ویلنٹائن ڈے کی شرعی حیثیت:

شرعی طور پر اس دن کے منانے میں سب سے بڑی قباحت یہ ہے کہ یہ مغربی تہوار ہے۔ اور اس کے منانے سے عیسائیوں کی مشابہت لازم آتی ہے دیگر اور بھی کئی قباحتیں اس دن کے منانے میں شامل ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

گناہ کی ابتداء:

اس دن چونکہ غیر محرم مرد یا عورت کو اظہار محبت کے لئے پھول سے مزین کارڈ پیش کیا جاتا ہے جو اس بات کی خواہش اپنے اندر لئے ہوتا ہے کہ میں آپ سے تعلقات کا خواہاں ہوں اور یوں یہ کارڈ مرد و عورت کو غیر شرعی طریقہ سے ایک دوسرے کے قریب کر دیتا ہے اور پھر اس کے بعد وہ سارے ہی کام ہوتے ہیں جو شرعی طور پر ناجائز ہیں مثلاً نظر بازی، نرم آواز سے پیار و محبت کی گفتگو، فون پہ شہوانی خیالات کا اظہار اور بالآخر عزتوں کی پامالی یعنی ویلنٹائن ڈے گناہ کی جانب بڑھنے والا پہلا قدم ہے اور اس کے بعد عشق و محبت کی داستانیں جنم لیتی ہیں۔

---

[1] (صحیح) مسند احمد 265/5، سلسلہ احادیث صحیحہ 712/1

دشمن حیاء:

ایک پاکیزہ مسلمان عورت کی شان یہ ہے کہ وہ باپردہ ہو اس کی نگاہیں جھکی ہوئی اور شرم وحیاء سے بھرپور ہوں وہ غیر محرم مردوں سے بے باکانہ گفتگو سے کوسوں دور ہو اسی طرح مسلم نوجوان شرم وحیاء سے مزین ایک باوقار آدمی ہوتا ہے لیکن ویلنٹائن ڈے ان سب چیزوں کو ہوا میں اُڑا دینے کا نام ہے جہاں شرم وحیاء نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی بلکہ ان چیزوں کو بزدلی سمجھا جاتا ہے بے باکی سے آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا کارڈ پر عشق ومحبت کا کھلے لفظوں میں اظہار کرنا اور رومانوی اشعار میں اظہار محبت کرنا ایسی چیزیں ہیں جو شرم وحیاء کی دھجیاں اُڑا دیتی ہیں جب کہ اسلام نے تو حیاء کا درس دیا ہے۔ اپنی نگاہ کو نیچے رکھنے اور آزادانہ اختلاط سے روکا ہے چند احادیث اس ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔

1) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِضْمَنُوا لِيْ سِتًّا مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ: اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ، وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُمْ، وَاَدُّوْا اِذَا ائْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ، وَغُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ [1]

”عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی جانوں سے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں جب بات کرو تو سچ بولو، وعدہ کرو تو پورا کرو، جب تمہارے پاس امانت رکھوائی جائے تو اسے ادا کرو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، اپنی نظریں جھکا کے رکھو اور اپنے ہاتھوں کو غلط کاموں سے روکے رکھو۔“

2) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک پڑ جانے والی نظر کے متعلق سوال کیا۔

[1] السلسلة الصحيحة 454/3 رقم الحديث 1470 وكذا في صحيح الجامع (339/1) برقم (1029) قال الشيخ الالباني حسن

فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي [1]

''آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنی نظر پھیر لوں۔''

3) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ [2]

''اے نوجوانوں کی جماعت تم میں سے جو قوت رکھتا ہے نکاح کر لے اس لئے کہ نکاح کا عمل آنکھ کو زیادہ جھکا دینے والا اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہے اور جو اس کی قوت نہ رکھے وہ روزے کو لازم پکڑ لے اس لئے کہ وہ شہوت کو توڑنے والا ہے۔

4) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ ایک خوبصورت نوجوان تھے اور نحر کے دن نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھے قبیلہ خثعم کی ایک عورت آپ ﷺ سے فتوی پوچھنے کے لئے آئی اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھنے لگے نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے کیا:

فَأَخَذَ بِذَقَنِ الْفَضْلِ فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا [3]

پس فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو ٹھوڑی سے پکڑا اور اس کا منہ اس طرف سے پھیر دیا۔

5) عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: يَا عَلِيُّ، لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ [4]

---

[1] مسلم، کتاب الادب باب نظر الفجاءۃ

[2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب قول النبی من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج

[3] صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب قول اللہ تعالیٰ یا أیھا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا

[4] (حسن) جامع ترمذی، کتاب الادب عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی نظرۃ المفاجاۃ وقال الشیخ الالبانی حسن سند الحدیث

''حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! نظر کے پیچھے نظر مت لگا اس لئے کہ تیری پہلی نظر (اچانک پڑ جانے والی تو) معاف ہے اور دوسری نظر ڈالنا جائز نہیں۔''

6) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ فِي الطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَامِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا فَقَالَ فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوْا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذٰى، وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ [1]

''تم لوگ راستوں میں بیٹھنے سے بچو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہمارے لئے اپنی ان مجالس کے سوا کوئی چارہ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم انکار کرتے ہو تو راستوں کا حق ادا کرو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! راستے کا حق کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر کو جھکانا، تکلیف دہ چیز کو ہٹانا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

مذکورہ تمام روایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کو جھکانے اور اس کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے جب کہ ویلنٹائن ڈے ہاتھوں سے کارڈ پکڑانے اور نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرانے کا دن ہے اور جب نگاہیں چار ہوتی ہیں تو ناجائز مراسم کی راہیں آگے خود بخود کھل جاتی ہیں بقول شاعر

کل الحوادث مبداها من النظر
ومعظم النار من مستصغر الشرر
کم نظرة بلغت من قلب صاحبها
کمبلغ السهم بين القوس والوتر

[1] صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب قول اللہ تعالیٰ یا أیها الذین امنوا لاتدخلوا بیوتا

''تمام حوادث کی بنیاد نظر ہے اور بڑی آگ کا سبب چھوٹی سی چنگاری ہے کتنی نگاہیں ہیں جو دیکھنے والے کے دل میں ایسی پیوست ہو جاتی ہیں جیسے تیر کمان سے نکل کر پیوست ہو جاتا ہے۔''

بالفاظ دیگر ویلنٹائن ڈے نظر بازی اور بے شرمی کا دن ہے بھلا ایک جھکی نگاہوں والی پاکیزہ سیرت دوشیزہ کب ایسے کارڈ غیر محرموں کو دیتی یا وصول کرتی ہے یہ انہی کا کام ہے جن کی نظروں سے حیاء جاتی رہے اور ایک مسلمان عورت یا مرد شرم و حیاء کی صفت سے مزین اور بدنظری سے دور ہوتا ہے اس لئے کہ نبی ﷺ نے نظر کی حفاظت کا حکم دیا ہے جیسا کہ مذکورہ روایات سے واضح ہے مزید اس بارے میں سلف صالحین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

☆ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

حِفْظُ الْبَصَرِ أَشَدُّ مِنْ حِفْظِ اللِّسَانِ ❶

''نظر کی حفاظت زبان کی حفاظت سے زیادہ شدید ہے۔''

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِذَا مَرَّتْ بِكَ امْرَأَةٌ فَغَمِّضْ عَيْنَيْكَ حَتَّى تُجَاوِزَكَ ❷

''جب کوئی عورت تیرے پاس سے گزرے تو اپنی نظر کو جھکا لے یہاں تک کہ وہ گزر جائے۔''

☆ سعید بن ابی الحسن رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حسن سے کہا:

اِنَّ نِسَاءَ الْعَجَمِ يَكْشِفْنَ صُدُوْرَهُنَّ وَرُؤُوْسَهُنَّ قَالَ: اصْرِفْ بَصَرَكَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى : قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ❸

---

❶ الورع لابن أبي الدنيا(62) ❷ الورع لابن ابی الدنیا(62)

❸ اضواء البیان6/189-190)

''عجمی عورتیں اپنے سینوں اور سروں کو کھلا رکھتی ہیں تو انہوں نے کہا: اپنی نظر ہٹالو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''مومنین سے کہہ دیں وہ اپنی نظریں جھکا کے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔''

☆ حضرت وکیع بن جراح رحمہ اللہ ایک دفعہ عید کے دن سفیان ثوری رحمہ اللہ کے ساتھ نکلے تو سفیان ثوری رحمہ اللہ فرمانے لگے:

إِنَّ أَوَّلَ نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا غَضُّ أَبْصَارِنَا ❶

''آج کے دن جو ہم پہلا کام کریں گے وہ اپنی نظروں کو جھکانا ہے۔''

☆ ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ التَّقْوٰى سَبَبٌ لِغَضِّ الْبُصَرِ، وَتَحْصِيْنِ الْفَرْجِ ❷

''بلاشبہ تقویٰ نظر کو جھکانے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے کا ذریعہ ہے

☆ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں غض بصر کی دو قسمیں ہیں 1۔ شرمگاہ سے نظر کی حفاظت کرنا 2۔ شہوت کے مقام سے نظر کی حفاظت کرنا پھر فرماتے ہیں:

فَالْأَوَّلُ مِنْهَا: كَغَضِّ الرَّجُلِ بَصَرَهُ عَنْ عَوْرَةِ غَيْرِهِ، كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَيَجِبُ عَلَ الْإِنْسَانِ أَنْ يَسْتُرَ عَوْرَتَهُ

وَأَمَّا النَّوْعُ الثَّانِي فَهُوَ غَضُّ الْبُصَرِ عَنِ الزِّيْنَةِ الْبَاطِنَةِ مِنَ الْمَرْأَةِ الْأَجْنَبِيَّةِ وَهٰذَا أَشَدُّ مِنَ الْأَوَّلِ ❸

''پہلی قسم یعنی شرمگاہ سے نظر کی حفاظت کرنا یہ ہے کہ آدمی کسی غیر کی شرمگاہ پر نظر نہ ڈالے جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کوئی آدمی دوسرے آدمی کی شرمگاہ کو نہ

---

❶ الورع لابن أبی الدنیا 963 ❷ الفتح (109/9)

❸ مجموع الفتاویٰ 15/434-436)

دیکھے اور نہ ہی کوئی عورت کسی دوسری عورت کی شرمگاہ کو دیکھے اور انسان پر واجب ہے کہ اپنی شرمگاہ کو چھپائے۔اور دوسری قسم یعنی شہوت کے مقام سے نظر کی حفاظت وہ ہے اجنبی عورت کی باطنی زینت سے نظر کو بچانا اور یہ پہلی قسم سے زیادہ شدید ہے۔''

مذکورہ احادیث اور سلف کے اقوال ایک ہوش مند کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہیں لیکن ویلنٹائن ڈے منانے والوں کو نہ فرمان رسول ﷺ کا پاس لحاظ ہے اور نہ اسلاف کا وہ شیطانی ہوس اور شہوت کے اس قدر رسیا ہو چکے ہیں کہ آنکھیں بند کئے اپنے پاؤں تلے غیرت وحمیت کو مسلتے چلے جارہے ہیں اور جس انجانی محبت کی طرف وہ قدم قدم بڑھتے ہیں وہ درحقیقت رسوائی کا طوق ہے بقول شاعر

دیکھے ہیں بہت ہم نے ہنگامے محبت کے
آغاز بھی رسوائی انجام بھی رسوائی

اور ویلنٹائن کارڈ پکڑ کے کسی عورت کا پیچھا کرنا ایمانی اور روحانی نقصان ہے سلف کا قول ہے

اِمْشِ وَرَاءَ الْاَسَدِ وَالْاَسْوَدِ وَلَا تَمْشِ وَرَاءَ امْرَأَةٍ [1]

شیر اور سانپ کے پیچھے چلو لیکن عورت کے پیچھے مت چلو اس لئے کہ شیر کے حملے اور سانپ کے ڈسنے سے صرف جان جاتی ہے لیکن عورت کا پیچھا کرنے سے ایمان بھی جاتا رہتا ہے۔

آزادانہ اختلاط:

ویلنٹائن ڈے آزادنہ اختلاط کی راہ ہموار کرتا ہے اس میں وقتی طور پر آزادانہ اظہار محبت ہے اس کے نتائج بہت سنگین نکلتے ہیں ویلنٹائن ڈے کے ذریعہ سے ایک ایک قدم محبت کی سیڑھی چڑھنے والی عورتیں اکثر گوہر عصمت گنوا بیٹھتی ہیں اس کا احساس انہیں بعد

---

[1] ذم الھویٰ ص81

میں ہوتا ہے اظہار محبت کی یہ آزادی اکثر و بیشتر صنف نازک کی پامالی کا باعث بن جاتی ہے آزادی کے پیچھے بھاگنے والی بعض خواتین نے اس کا اعتراف بھی کیا ہے۔

آسٹریلیا کی مشہور آزادی پسند خاتون مز جرمین گریر(Mrs Germaine Greer)نے بڑی عمر کو پہنچ کر یہ اعتراف کیا ہے کہ نوجوانی کی عمر میں آزادئ نسواں کے لیے ان کا جوش وخروش حقیقت پسندانہ نہیں تھا۔انہوں نے 14 جنوری 1987 میں انڈین ایکسپریس کو دیے جانے والے ایک انٹرویو کہا:

What is worring today is the results of the sexual liberation movement the number of teenaged girls who have been on the pill since they were 12 and 13.the number of teenaged girls who get pregnant by the time they are 15 and 16. What is happening to them? Sex means something quite different for men. They can love and leave. When the time comes to go to university. they can take off quite easily. Women have a different sensibility. They have with thier heads,hearts and loins. And a broken love affair leaves them quite shattered. I have seen it happen to people close to me. And it is terrible.

”آج جو چیز پریشان کن ہے وہ آزاد صنفی تحریک کے نتائج ہیں۔کم عمر لڑکیاں جو 12 اور 13 سال کی عمر سے مانع حمل گولیوں پر رہنے لگتی ہیں اور وہ لڑکیاں جو 15 اور 16 سال کی عمر میں حاملہ ہوجاتی ہیں،ان کے ساتھ کیا بیت رہی ہے۔صنفی تعلق مرد

کے لیے کافی مختلف معنی رکھتا ہے۔وہ ایسا کر سکتے ہیں کہ محبت کریں اور چھوڑ دیں۔جب یونیورسٹی جانے کا وقت آتا ہے تو وہ نہایت آسانی سے روانہ ہو سکتے ہیں۔عورتیں مرد سے مختلف حساسیت رکھتی ہیں۔وہ اپنے دماغ، اپنے دل اور اپنے وجود کے ساتھ محبت کرتی ہیں۔ایک ٹوٹا ہوا محبت کا رشتہ انہیں بالکل توڑ کر رکھ دیتا ہے۔میں نے یہ بات اپنے قریب کے لوگوں میں ہوتے ہوئے دیکھی ہے۔اور یہ دہشت ناک بھی ہے۔''

موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی سوسائٹی میں بھی بگاڑ پایا جاتا ہے اور مغرب کی سوسائٹی میں بھی۔مگر دونوں میں ایک فرق ہے۔مسلمانوں کا بگاڑ اسلامی اصولوں پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔جب کہ مغربی سماج کا بگاڑ خود ان کے اصولوں پر عمل کی پیداوار ہے۔

آج جس چیز کو روشن خیالی سمجھا جاتا ہے یہ درحقیقت جہالت ہے اگر ننگے ہونا، بے باک اظہار محبت کرنا سر عام عشقیہ اشعار بولنا اور ان اشعار سے آلودہ کارڈز دوسروں کو بھیجنا ہی روشن خیالی ہے تو آج سے سینکڑوں سال پہلے دور جاہلیت میں زندگی گزارنے والے گنوار بدو زیادہ روشن خیال تھے جو بیت اللہ کا برہنہ طواف کیا کرتے تھے۔باپ کے مرنے کے بعد ماں سے نکاح کر لیا کرتے اعلانیہ بدکاری کرتے اور سر عام عشق و محبت کا اظہار کرتے میلوں کے اندر اپنی محبوباؤں کی موجودگی میں بے ہودہ شاعری کے ذریعہ اپنی داستان محبت بیان کرتے حفیظ جالندھری رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ''شاہنامہ اسلام'' میں ایسے ہی میلوں ٹھیلوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے کہ شاعر حضرات سر عام یوں اپنی عشق بازیوں کا ذکر کیا کرتے تھے۔

بہت سی عورتوں سے عشق بازی کر چکا ہوں میں
اب اس پر مر رہا ہوں پہلے اس پر مر چکا ہوں میں
فلاں اور فلاں کی عصمتیں میں نے بگاڑی ہیں
یہ سب بستی ہوئی آبادیاں میں نے اجاڑی ہیں
یہ عورت مجھ پر مرتی ہے وہ عورت مجھ سے ڈرتی ہے

یہ مجھ سے ملتفت ہے اور وہ پرہیز کرتی ہے
میں ، سے چھوڑوں گا اور اسے قابو میں لاؤں گا
بغیر وصل ، داہنے ہاتھ سے کھانا نہ کھاؤں گا
یہ شاعر اس طرح جن عورتوں کے نام لیتے ہیں
جنہیں فحش و زنا کاری کے یوں الزام دیتے ہیں
مزا یہ ہے کہ ان میں سے یہیں موجود ہیں اکثر
پھر ان میں بعض شوہر دار ہیں اور بعض بے شوہر
وہ سب بیٹھی ہوئی ہنستی ہیں اس افشائے حالت پر
کوئی ذلت کا دھبہ ہی نہیں گویا شرافت پر
ذرا کچھ آنکھ شرمائی تو اس نخرے سے شرمائی
بھری محفل میں گویا حسن و خوبی کی سند پائی

اسلام نے اس جہالت اور تاریکی کو اپنے نور سے مٹا دیا تھا اور آج اس جہالت اور گندگی کو مغرب کے چمکدار شاپنگ بیگ میں ڈال کر روشن خیالی کا نام دیا جا رہا ہے اور مخلوط تعلیم اس کی بہت بڑی معاون ہے۔ ویلنٹائن ڈے کی بے ہودگیوں میں بھی مخلوط تعلیم خاصا کردار ادا کر رہی ہے کلاس روم کے اندر ہی آنکھیں چار ہوتی ہیں دوستیاں بنتی ہیں اور پھر ویلنٹائن کارڈ بھیجے جاتے ہیں اسلام نے کبھی بھی ایسی بے پردہ اور بے باک تعلیم کی حوصلہ افزائی نہیں کی اور حیرت ہے ان اہل علم پر جو مغربی چکا چوند سے متاثر مخلوط تعلیم کے حق میں دلائل دیتے ہوئے ورق سیاہ کر رہے ہیں اور ان مقامات سے جنم لینے والی داستانوں کو بیان کرنے سے ان کا قلم ہچکچاتا ہے اس ضمن میں مفتی سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتویٰ کا بیان فائدہ سے خالی نہیں ہوگا جو انہوں نے صنعا یونیورسٹی کے مدیر عبدالعزیز مقالح کے جواب میں لکھا:

مخلوط تعلیم پر شیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

میں نے وہ بیان دیکھا ہے' جو اخبار ''السیاسة'' کے شمارہ نمبر 5644 میں شائع ہوا اور جسے صنعاء یونیورسٹی کے مدیر جناب عبدالعزیز مقالح کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور جس میں انہوں نے کہا کہ طالبات کو طلبہ سے الگ کر دینے کا مطالبہ شریعت کے مخالف ہے۔ انہوں نے طلبہ و طالبات کے اختلاط کے جواز کے لئے یہ دلیل دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تمام مسلمان خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں ایک ہی مسجد میں نماز ادا کیا کرتے تھے لہٰذا ضروری ہے کہ تعلیم بھی ایک ہی جگہ ہو۔ مجھے ایک اسلامی ملک کی اسلامی یونیورسٹی کے مدیر کا یہ بیان پڑھ کر بہت تعجب ہوا ہے جس سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ مردوں اور عورتوں کے شعبوں کو الگ الگ کر دے کہ اس میں دنیا و آخرت کی سعادت اور نجات ہے مگر انہوں نے اس کے جواب میں مذکورہ بات کہی ہے جس پر سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

بلاشک وشبہ اس بیان میں اسلامی شریعت کی طرف ایک بے حد غلط بات کو منسوب کیا گیا ہے کیونکہ اسلامی شریعت نے قطعاً اختلاط کی دعوت نہیں دی بلکہ اسلامی شریعت نے مرد وزن کے اختلاط سے منع کیا اور نہایت سختی سے منع کیا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾ (الاحزاب 33/33)

''اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل کرتی تھیں' اس طرح زینت نہ دکھاؤ۔''

اور فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (الاحزاب 59/33)

''اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو اپنے چہروں) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں یہ امر ان کے لئے موجب شناخت (وامتیاز) ہوگا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ ءَابَائِهِنَّ أَوْ ءَابَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ﴾ (النور 31/24)

''اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں (عصمتوں) کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر جو اس سے کھلا رہتا ہو اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اور اپنے خاوند' باپ' خسر' بیٹوں' خاوند کے بیٹوں' بھائیوں' بھتیجوں' بھانجوں اور اپنی ہی قسم کی) عورتوں اور لونڈی غلاموں کے سوا...... کسی پر اپنی زینت (اور سنگار کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں۔''

سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے آگے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (النور 31/24)

''اور اپنے پاؤں (ایسے طور پر زمین) پر نہ ماریں کہ (جھنکار کانوں میں پہنچے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے اور اے اہل ایمان! تم سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تا کہ فلاح پاؤ۔''

اور فرمایا:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾ (الاحزاب 53/33)

''اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو' یہ تمہارے اور ان کے دونوں کے دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔''

یہ آیات کریمہ اس امر پر دلالت کناں ہیں کہ عورتوں کے لئے حکم یہ ہے کہ فتنہ کے خوف کی وجہ سے وہ اپنے گھروں ہی میں رہیں ہاں البتہ بوقت ضرورت وہ اپنے گھروں سے باہر نکل سکتی ہیں' پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ حکم دیا ہے کہ جب بوقت ضرورت وہ اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو اس طرح اظہار تجمل نہ کریں جس طرح دور جاہلیت میں وہ اپنی زینت کا اظہار کیا کرتی تھیں یعنی اپنے حسن و جمال کے مقامات کو مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میرے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر اور کوئی فتنہ نہیں ہے۔'' (متفق علیہ) بروایت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ۔ نیز صحیح مسلم میں یہ روایت اسامہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہما دونوں سے مروی ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''بے شک دنیا شیریں اور سرسبز و شاداب ہے اور اللہ اس میں تمہیں یکے بعد دیگرے بھیجنے والا ہے اور وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو' دنیا سے بچ جاؤ اور عورتوں سے بچ جاؤ کیونکہ بنی اسرائیل میں بھی رونما ہونے والا پہلا فتنہ عورتوں ہی کا تھا۔'' سچ فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے، بلاشبہ عورتوں کی وجہ سے خصوصاً اس دور میں بہت بڑا فتنہ رونما ہو چکا ہے' جب کہ عورتوں نے پردہ کرنا چھوڑ دیا ہے' زمانہ جاہلیت کی طرح زیب و زینت کا اظہار شروع کر دیا ہے'

جس کی وجہ سے فواحش ومنکرات کی کثرت ہوگئی ہے اور بہت سارے ملکوں میں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں نے' اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نظام شادی سے روگردانی کر کے بدکاری کی زندگی بسر کرنا شروع کر دی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ پردے سے سب کے دلوں کو پاکیزگی حاصل ہوگی تو اس سے معلوم ہوا کہ بے پردگی سے سب کے دل ناپاک بھی ہو جاتے ہیں اور راہ حق سے منحرف بھی!

یاد رہے کلاس روم میں طالبہ کا طالب علم کے ساتھ اکٹھے بیٹھنا فتنے کا بہت بڑا سبب ہے کہ اس کہ وجہ سے اس پردے کو ترک کر دیا جاتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی مومن بندیوں کو حکم دیا ہے اور منع فرمایا ہے کہ وہ اپنی زینت کا اظہار بجز ان محرموں کے کسی کے سامنے کریں' جن کا اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی سابقہ آیت میں ذکر فرمایا ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ پردے کا حکم خاص طور پر صرف امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے لئے تھا' وہ بہت دور کی کوڑی لاتا اور کتاب و سنت کے ان بے شمار دلائل کی مخالفت کرتا ہے' جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پردے کا حکم عام ہے' یہ حکم امہات المومنین کے لئے بھی ہے اور دیگر تمام مسلمان عورتوں کے لئے بھی نیز یہ شخص درج ذیل ارشاد باری تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے کہ:

﴿ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ .﴾

''یہ تمہارے اور ان کے (دونوں کے) دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔''

لہٰذا یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ پردہ امہات المومنین اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کے لئے تو پاکیزگی کا سبب تھا دوسروں کے لئے نہیں اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ امہات المومنین اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت دوسرے لوگوں کو پردہ کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دوسرے لوگوں میں قوت ایمان اور بصیرت حق کے اعتبار سے بہت زیادہ فرق ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات...... جن میں امہات المؤمنین بھی شامل ہیں...... جو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد لوگوں میں سب سے

بہترین اور رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق جو صحیحین میں ہے' افضل القرون ہیں' اگر پردہ ان کے دلوں کے لئے پاکیزگی کا باعث ہے تو بعد کے لوگ اس پاکیزگی وطہارت کے' پہلے لوگوں کی نسبت زیادہ ضرورت مند اور محتاج ہیں اور پھر یہ بھی جائز نہیں کہ کتاب و سنت میں وارد نصوص کو کسی صحیح دلیل کے بغیر امت میں سے کسی کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے لہٰذا معلوم ہوا کہ پردہ سے متعلق آیات واحادیث عام ہیں' ان کا حکم آنحضرت ﷺ کے عہد سے لے کر قیامت تک کے لئے ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اپنے عہد سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (الاعراف 158/7)

"(اے محمد ﷺ!) کہہ دو کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں (یعنی اس کا رسول ہوں)"

اور فرمایا:

﴿وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا﴾

(سبا 28/34)

"(اور اے محمد ﷺ!) ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

قرآن کریم صرف نبی ﷺ کے عہد مبارک کے لوگوں ہی کے لئے تو نازل نہیں ہوا تھا بلکہ یہ ان کے لئے بھی اور قیامت تک آنے والے ان تمام انسانوں کے لئے بھی نازل ہوا ہے' جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب مقدس پہنچ جائے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هَٰذَا بَلَٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا۟ بِهِۦ وَلِيَعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَٰبِ﴾ (ابراھیم 52/14)

"یہ (قرآن) لوگوں کے نام (اللہ کا پیغام) ہے تاکہ ان کو اس سے ڈرایا جائے

اور تا کہ وہ جان لیں کہ وہی اکیلا معبود ہے اور تا کہ اہل عقل نصیحت پکڑیں۔''

اور فرمایا:

﴿وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ﴾ (الانعام 19/6)

''اور یہ قرآن مجھ پر اس لئے اتارا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ تم کو اور جس جس شخص تک یہ پہنچ سکے' (سب کو) ڈراؤں''

نبی کریم ﷺ کے عہد میں عورتوں اور مردوں کا وہ اختلاط نہیں ہوتا تھا نہ مسجدوں میں اور نہ بازاروں میں جس سے آج مصلحین منع کرتے اور قرآن' سنت اور علماء امت جس کے فتنہ سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔ عورتیں مسجد نبوی میں نماز اس طرح ادا کرتی تھیں کہ وہ مردوں سے پیچھے ہوتیں اور ان کی صفیں مردوں کی صفوں سے بہت دور ہوتی تھیں اور نبی ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ ''مردوں کی بہترین صف پہلی صف اور بری صف آخری صف ہے اور عورتوں کی بہترین صف آخری صف اور بری صف پہلی صف ہے۔'' یہ آپ اس لئے فرماتے تا کہ مردوں کی آخری صف کو عورتوں کی پہلی صف کے ساتھ ملنے کی وجہ سے ان کے فتنہ میں مبتلا ہونے سے بچا سکیں۔ نبی کریم ﷺ کے عہد میں مردوں کو یہ حکم بھی دیا جاتا تھا کہ وہ جلدی نہ کریں اور کچھ دیر کے لئے رک جائیں تا کہ عورتیں مسجد سے چلی جائیں اور یہ بھی آپ اس لئے فرماتے تا کہ مردوں اور عورتوں کا مسجد کے دروازوں پر اختلاط نہ ہو اور یہ احکام ان مردوں اور عورتوں کے لئے تھے، جو ایمان اور تقویٰ کے اعتبار سے بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ اس سے اندازہ لگایئے کہ ان کے بعد آنے والے مسلمانوں کو ان احکام کی پابندی کس قدر شدت سے کرنی چاہئے اس دور میں عورتوں کو اس بات سے بھی منع کیا جاتا تھا کہ وہ راستہ کے درمیان میں چلیں اور انہیں یہ حکم تھا کہ وہ راستہ کے کناروں پر چلیں' اس میں بھی یہی حکمت تھی کہ وہ مردوں کے ساتھ نہ ٹکرائیں اور راستہ میں چلتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ نہ لگیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مومن عورتوں کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ اپنے اوپر

چادر اوڑھ کر اپنی زینت کو چھپائیں تاکہ فتنہ سے بچا جا سکے' اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بات سے بھی منع فرمایا کہ وہ اپنی زینت کو ان لوگوں کے سوا کسی اور کے سامنے ظاہر کریں' جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے تاکہ اسباب فتنہ کی بیخ کنی' اسباب عفت کی ترغیب نیز فتنہ وفساد اور اختلاط کی خرابیوں سے دور رہا جا سکے۔

جامعہ صنعاء کے مدیر...... اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور رشد و بھلائی سے نوازے...... کو یہ بات کیسے زیب دیتی ہے کہ وہ اختلاط کی دعوت دیں اور یہ دعویٰ بھی کریں کہ اسلام نے اس کی دعوت دی ہے' جامعہ کا ماحول مسجد کے ماحول کی طرح اور تعلیمی اوقات' نماز کے اوقات کی طرح ہیں حالانکہ ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے' ہر اس شخص کو یہ فرق بہت نمایاں نظر آئے گا جس کی اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی پر نظر ہوگی اور وہ اس حکمت کو سامنے رکھے گا جس کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو احکام سکھائے اور مردوں اور عورتوں کے متعلق اپنے ان احکام کو اپنی کتاب عظیم میں بیان فرما دیا ہے۔ کسی مومن کے لئے یہ بات کہنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ ایک طالبہ کا کلاس روم میں ایک ہی ڈیسک پر ایک طالب علم کے ساتھ بیٹھنا اسی طرح ہے جس طرح ایک عورت مسجد میں مردوں کی صفوں کے پیچھے عورتوں کی صفوں میں ان کے ساتھ بیٹھتی ہے؟ یہ بات کوئی ایسا شخص نہیں کہہ سکتا جس میں ذرہ برابر بھی ایمان و بصیرت ہو اور جس میں اس قدر عقل ہو کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہو' اسے سمجھتا بھی ہو۔ یاد رہے کہ اگر ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ طالبات شرعی پردہ کی پابندی کرتی ہیں۔ (تو پھر بھی ان کے لئے طلبہ کے ساتھ اختلاط جائز نہیں) لیکن اگر وہ طلبہ کے ساتھ کلاس روم میں ایک ہی کرسی (سیٹ) پر اس طرح بیٹھیں کہ انہوں نے بناؤ سنگھار کر رکھا ہو' اپنے محاسن کو ظاہر کر رکھا ہو اور فتنہ انگیز نگاہوں اور باتوں پر بھی کوئی قدغن نہ ہو تو پھر اس کے سوا ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ **فالله المستعان ولا حول ولا قوة الا بالله** اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي

الصُّدُورِ﴾ (الحج 46/22)

''بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں (وہ) اندھے ہو جاتے ہیں۔''

مدیر جامعہ صنعاء نے جو یہ کہا ہے کہ ''امر واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد سے مسلمان مرد اور عورتیں ایک ہی مسجد میں نماز ادا کرتے رہے ہیں لہٰذا تعلیم بھی سب کی ایک ہی جگہ ہونی چاہیے۔''

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو صحیح ہے کہ مرد اور عورتیں ایک ہی مسجد میں نماز ادا کرتے تھے لیکن عورتیں مسجد کے پچھلے حصہ میں ہوتی تھیں' انہوں نے پردے کا پورا پورا اہتمام کیا ہوتا تھا اور وہ ان تمام امور سے محفوظ تھیں جو باعث فتنہ ہیں اور مرد مسجد کے اگلے حصہ میں ہوتے تھے۔ عورتیں وعظ و نصیحت اور خطبہ سنتیں' نماز ادا کرتیں اور سن کر اور دیکھ کر دین کے احکام سیکھتی تھیں۔ عید کے دن نبی کریم ﷺ مردوں کو وعظ و نصیحت کرنے کے بعد عورتوں کی صفوں کے پاس تشریف لے آتے کیونکہ دور ہونے کی وجہ سے انہوں نے خطبہ نہیں سنا ہوتا تھا اس لئے آپ انہیں بھی وعظ و نصیحت فرماتے۔ اگر مردوں اور عورتوں کے ایک ہی مسجد میں نماز ادا کرنے کی یہ صورت ہو تو اس میں کوئی اشکال یا حرج نہیں ہے۔

اشکال' مدیر جامعہ صنعاء...... اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت' اصلاح قلب اور فقاہت دین سے نوازے...... کی اس بات میں ہے (کہتے ہیں) کہ ''اس سے معلوم ہوا کہ ضروری ہے کہ تعلیم بھی ایک ہی جگہ ہو۔'' تعجب ہے کہ یہ کیسے جائز ہے کہ وہ ہمارے اس دور کے طریق تعلیم کو ایک ہی مسجد میں مردوں کے پیچھے نماز کے ساتھ تشبیہ دیں حالانکہ آج کے طریق تعلیم میں اور نبی کریم ﷺ کے دور میں مردوں کے پیچھے'' مسجد کے پچھلے حصہ میں عورتوں کے نماز ادا کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مصلحین اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کے تعلیمی ادارے الگ الگ ہونے چاہئیں تا کہ طالبات الگ تعلیم حاصل کریں اور طلبہ الگ' اسی صورت میں ہی طالبات اپنی استانیوں سے حجاب

اور مشقت کے بغیر آسانی کے ساتھ تعلیم حاصل کر سکتی ہیں اور پھر تعلیم حاصل کرنے کا وقت کافی طویل ہوتا ہے جب کہ نماز ادا کرنے کا وقت بہت مختصر ہوتا ہے اور پھر طالبات کے لئے خواتین کے مخصوص تعلیمی اداروں میں علم حاصل کرنا طلبہ وطالبات سب کے لئے عفت و پاک دامنی کا حصول اور اسباب فتنہ سے دور رہنے کا سبب ہے۔ نوجوان جب اپنے مخصوص تعلیمی اداروں میں علم حاصل کریں گے تو ایک طرف وہ اسباب فتنہ سے محفوظ رہیں گے تو دوسری طرف توجہ وانہماک سے تعلیم حاصل کریں گے' اساتذہ کرام کے لیکچروں کو غور سے سنیں گے اور زہریلی نظروں' فسق و فجور کی داعی باتوں' طالبات کے ساتھ دلچسپی اور مشغولیت جیسے قبیح کاموں سے بھی محفوظ رہ سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ اس مدیر کی اصلاح فرمائے' انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ طالبات کو طلبہ سے الگ کر دینے کا مطالبہ رجعت پسندی بھی ہے اور مخالف شریعت بھی' لہٰذا یہ مطالبہ ناقابل قبول ہے' حالانکہ یہ مطالبہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کی خیر خواہی ہے' اس کے دین پر عمل ہے اور ان آیات کریمہ اور دو مبارک احادیث پر عمل ہے جن کو قبل ازیں بیان کیا گیا ہے۔ میری مدیر کے لئے یہ نصیحت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے' جو کچھ اس نے کہا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے' راہ حق وصواب کی طرف رجوع کرے کیونکہ حق و صواب کی طرف رجوع ہی فضیلت اور ایک طالب علم کے حق وانصاف کے لئے جستجو کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو راہ راست کی ہدایت فرمائے' ہمیں اور تمام مسلمانوں کو بغیر علم کے کوئی بات کہنے' گمراہ کن فتنوں اور شیطان کے وسوسوں سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا ہے کہ وہ ہر جگہ کے مسلمان علماء وقائدین کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے جس میں دنیا وآخرت کے اعتبار سے بندگان الٰہی اور ان کے ملکوں کی بھی بھلائی ہو اور ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق سے سرفراز فرمائے۔

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

چیئرمین ادارات بحوث علمیہ وافتاء ودعوۃ وارشاد'

سعودی عرب چیئرمین تاسیسی کونسل رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ

بے غیرتی اور بے شرمی کی طرف قدم:

اسلام چاہتا ہے کہ بندے کی گفتگو، نظر اور چال ڈھال میں شرم وحیاء ہو ایمان اور حیاء کا آپس میں گہرا تعلق ہے شرم وحیاء کا فقدان ایمان کو نقصان پہنچاتا ہے بلکہ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق ایمان اور حیاء میں سے ایک چیز بھی جاتی رہے تو دوسری خود بخود رخصت ہو جاتی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

اَلْحَيَاءُ وَالْإِيْمَانُ قُرَنَاءُ جَمِيْعًا فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ۔ (1)

''حیاء اور ایمان دونوں ساتھی ہیں جب ان میں سے کوئی ایک چیز اٹھالی جائے تو دوسری بھی اٹھالی جاتی ہے۔''

یعنی حیاء اور ایمان میں بڑا گہرا تعلق ہے کسی شخص میں حیاء اور ایمان یا تو دونوں ہوں گے یا پھر دونوں میں ایک بھی نہ ہوگا ویلنٹائن ڈے بے حیائی اور بے شرمی کا مظہر ہے یہ دن منانے والے اپنے ایمان کی فکر کریں ایمان وہ گوہر آبدار ہے جو بندے کی جان سے بھی زیادہ قیمتی ہے لیکن ویلنٹائن ڈے کی بے حیائی میں ایمانی قدروں کو پامال کیا جارہا ہے جب کسی کی بہن یا نوجوان بیٹی اپنی ہاتھوں سے کسی غیر محرم کو پھول لگا کارڈ پیش کرتی ہے یقیناً شرم وحیاء سر پیٹ کے رہ جاتی ہوں گی ان ہاتھوں کو تو شریر لوگوں کی ہوس اور شیطانی خیالات سے دور ہونا چاہئے تھا بقول شاعر:

يُخَمِّرْنَ أَطْرَافَ الْبَنَانِ مِنَ التُّقٰى
وَيَخْرُجْنَ جُنْحَ اللَّيْلِ مُعْتَجِرَاتِ

''وہ تقویٰ کی وجہ سے اپنے ہاتھوں کی پوروں کے کنارے بھی ڈھانپ کر رکھتی ہیں اور جب رات چھا جاتی ہے تو چادر پہن کر باپردہ باہر نکلتی ہیں۔''

(1) (صحیح) الترغیب و الترهیب کتاب الادب وغیره باب الترغیب فی الحیاء ماجاء فی فضله وقال الشیخ الالبانی صحیح الاسناد، رقم الحدیث2636

ویلنٹائن کارڈ ہاتھ میں پکڑانا، نظریں ملانا، مسکرانا، Thank you کہنا اور اس کیفیت میں سرشار بات کرنا سب کام ایسے ہیں جن میں زنا کے جراثیم داخل ہیں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقدیر کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَتَمَنَّى وَتَشْتَهِي وَ الْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ)) [1]

''آنکھ کا زنا (حرام چیزوں کو) دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور نفس تمنا اور خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس سب کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب کرتی ہے۔''

ویلنٹائن ڈے شہوت پرست لوگوں کے گندے خیالات کی تخلیق ہے جو بے شرمی اور گمراہی کے بیوپاری بنے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا﴾ (النساء:٢٧)

''اور اللہ تعالیٰ تم پر توجہ (رحمت) کرنا چاہتے ہیں اور شہوت پرست چاہتے ہیں کہ تم بہت زیادہ ٹیڑھے ہو جاؤ۔''

حیرت ہے اس آدمی پر جس کی بیٹی یا بہن کسی غیر محرم کو یہ عشقیہ کارڈ دیتی یا وصول کرتی ہے اور وہ اسے آزادی کا نام دے کر خاموش رہتا ہے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ نے کہا:

لَوْرَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ إِمْرَءَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللّٰهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّي وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاستئذان باب زنا الجوار

[2] صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا شخص اغیر من اللہ

''اگر میں اپنی بیوی کے پاس غیر مرد کو دیکھوں تو اسے تلوار کی دھار سے ماردوں یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا تم سعد کی غیرت پر تعجب کرتے ہوئے اللہ کی قسم میں سعد سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہیں اور غیرت ہی کی وجہ سے اس نے بے شرمی کے تمام کھلے اور پوشیدہ کام حرام کر دیے ہیں۔''

ہم مسلمان اس نبی کے امتی ہیں جس نے سعد کی غیرت پر تعجب کرنے والوں کو کہا کہ میں سعد سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اس اللہ کے پجاری ہیں جس نے بے حیائی اور بے شرمی کے تمام کام اپنی غیرت کی وجہ سے حرام قرار دے دیے کیا وہ مسلمان افراد جن کا تعلق و رشتہ غیرت مند شخصیات سے ہو وہ ویلنٹائن کے نام پر غیرت کی یوں دھجیاں بکھیر سکتے ہیں آہ۔

لٹ گئی دولتِ ایماں کچھ احساس نہیں
کچھ بھی فرمان محمد ﷺ کا ہمیں پاس نہیں

غیرت مند افراد کبھی بھی یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کی بیٹی یا بہن کسی غیر محرم کو ویلنٹائن کارڈ دے یا وصول کرے عربی اشعار میں ایک قصہ مشہور ہے کہ ایک آدمی نے دیکھا کہ کوئی شخص اس کی بیوی کی طرف متوجہ ہے اور وہ عورت بھی اس کو دیکھ رہی ہے تو اس نے غیرت میں آ کے اسے طلاق دے دی اور یہ اشعار کہے

وَاَتْرُكُ حُبَّهَا مِنْ غَيْرِ بُغْضٍ
وَذَاكَ لِكَثْرَةِ الشُّرَكَاءِ فِيهِ
اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ عَلٰى طَعَامٍ
رَفَعْتُ يَدِيْ وَنَفْسِي تَشْتَهِيهِ
وَتَجْتَنِبُ الْاُسُوْدُ وُرُوْدَ مَاءٍ
اِذَا رَاَتِ الْكِلَابَ وَلَغْنَ فِيهِ

''میں اس کی محبت چھوڑ رہا ہوں اگرچہ مجھے اس سے کوئی بغض نہیں بس ایک ہی

وجہ ہے کہ اس میں محبت کے شریک زیادہ ہو گئے ہیں جب مکھیاں کھانے میں گر جائیں تو خواہش ہونے کے باوجود میں ہاتھ اُٹھا لیتا ہوں شیر اس پانی سے اجتناب کرتے ہیں جس میں وہ کتوں کو زبان ڈالے دیکھ لیں۔''

اور اس آدمی پر بھی تعجب ہے جو قصاب کی دکان سے گوشت لے کے نکلتا ہے تو اسے اخبار کے کاغذ اور کپڑے میں لپیٹ کر کہ کہیں کوئی چیل کوا اسے اچک نہ لے لیکن اپنی بیٹی یا بہن کو ویلنٹائن کارڈ وصول کرنے کے لئے بازاری گدھوں اور چیلوں کے لئے آزاد چھوڑ دیتا ہے اس کی نظر میں ایک کلو گوشت کی زیادہ قدر ہے کہ جسے خوب اچھی طرح لپیٹا اور محفوظ کیا ہوا ہے اور بہن کو بے پردہ اور آزاد چھوڑا ہوا ہے ہاں یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر انہیں بے شرم اور بے غیرت کہا جائے تو لڑ پڑیں گے اگر ان کا نسب پوچھیں تو خود کو شریف لوگوں کی اولاد بتائیں گے اگر ان کا مذہب پوچھا جائے تو سینے پر ہاتھ مار کے اسلام اور خود کو مسلمان کہیں گے۔

یہ سارے خود کو اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کہتے ہیں
مگر ہم تو انہیں مادر پدر آزاد کہتے ہیں

خواتین کا عالمی دن

(International Women's Day)

خواتین کا عالمی دن

(International Women's Day)

8 مارچ کو خواتین کا عالمی دن منایا جاتا ہے اس دن خواتین کی مختلف تنظیمیں اور این۔جی اوز اپنے اپنے انداز میں خواتین کے حقوق کا مطالبہ کرتی ہیں خواتین کا پہلا عالمی دن 28 فروری 1909ء کو منایا گیا جسے یورپی باشندوں نے 1908ء کی مزدور خواتین کے اعزاز میں ڈیزائن کیا تھا اور 1975ء میں اقوام متحدہ نے 8 مارچ کے دن کو خواتین کا عالمی دن قرار دیا اور اسے باقاعدہ منانے کا آغاز کیا جیسا کہ انٹرنیٹ کی ویب سائٹ (www.un-org/events/women/iwd/2005/history) میں درج ہے۔

In 1975, during International Women's year, the United Nations began celebrating International Women's Day on 8 March. Two years later, in December 1977, the General Assembly adopted a resolution proclaiming a United Nations Day for Women's Rights.

"1975ء کے دوران جسے خواتین کا عالمی سال قرار دیا گیا تھا اقوام متحدہ نے 8 مارچ کو خواتین کا عالمی دن منانے کا آغاز کیا دو سال بعد دسمبر 1977ء میں جنرل اسمبلی نے ایک باضابطہ قرارداد کے ذریعہ اس دن کو خواتین کے حقوق کے طور پر اختیار کیا۔"

"عورتوں کے لئے حقوق کا مطالبہ" اپنے اندر ایک وزنی کشش رکھتا ہے اور خواتین سمجھتی ہیں کہ معلوم نہیں انہیں کون سی سربلندی عطا کی جانے والی ہے حالانکہ اس دن کی حقیقت یہ ہے کہ بے پردہ خواتین سر سے دوپٹہ اتار کے بازاروں میں اپنے حقوق کی مہم چلاتی دکھائی دیتی ہیں اور مختلف سیمینارز میں جو مقالہ جات پیش کئے جاتے ہیں ان کا لب

لباب یہی ہوتا ہے کہ خواتین کو پردہ کی پابندیوں سے آزاد کر کے مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کی اجازت دی جائے انہیں گھر کی چار دیواری سے نکال کر شمع محفل بننے کی اجازت دی جائے عورت کو حقوق میں مردوں کے مساوی قرار دیا جائے اور جو جو کام مرد کرتے ہیں عورتوں کو بھی ان کی اجازت ہونی چاہئے مرد کے پاس وراثت میں زیادہ حصہ اور ایک سے زیادہ شادیوں کا حق کیوں ہے عورت کو بھی کچھ ایسے ہی حقوق ملنے چاہئیں عورت کو جنسی تعلقات میں آزاد ہونا چاہئے اس سے ملتے جلتے کچھ اور مطالبات اور نعرے ہیں جو اس دن کا ماحصل ہیں ہاں اس دن کے حوالہ سے کچھ اچھی باتیں بھی ہیں مثلاً مظلوم خواتین کی داد رسی کے مطالبات خواتین پر ناروا ظلم کے خاتمہ کا مطالبہ لیکن یہ چند باتیں بے ہنگم غیر شرعی و غیر فطری مطالبات کے پلندوں کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں رکھتیں اس دن کے ذریعہ سے مغربی سوچ اور مغربی طرز زندگی کی طرف للچائی نظروں سے دیکھنے والی خواتین چاہتی یہ ہیں کہ وہ مسلمان بھی رہیں اور اسلامی لبادے کو بھی اتار پھینکیں عورت کا وقار اور حسن اس کی نیچی نگاہ اور شرم و حیاء میں ہے اور مغرب زدہ خواتین اسے بزدلی قرار دیتے ہوئے چاہتی ہیں کہ عورت کی نظروں میں بے باکی ہو وہ مردوں سے کھلے عام ملے اور دو ٹوک بات کر سکے اس مغربی سوچ نے مشرقی اقدار کو اس قدر متاثر کیا ہے کہ دردمند دل یہ کہنے پر مجبور ہے ؎

یہ بھوکی نگاہیں حسینوں کی جانب
یہ بڑھتے ہوئے ہاتھ سینوں کی جانب
لپکتے ہوئے پاؤں زینوں کی جانب
ثنا خوان تقدیس مشرق کہاں ہیں؟
یہ گونجتے ہوئے قہقہے راستوں پر
یہ چاروں طرف بھیڑ سی کھڑکیوں پر
یہ آوازے کھنچتے ہوئے آنچلوں پر

ثنا خوان تقدیس مشرق کہاں ہیں؟

یہ حقیقت ہے کہ مشرقی اقدار کا تقدس پامال کرنے میں ان آزاد خیال عورتوں کا بڑا ہاتھ ہے جو اسلامی تحفظات کو پابندیاں کہہ کے پاؤں تلے روندیتی ہیں اور اپنی آزاد طبیعت کے تراشے خود ساختہ اصولوں کو اللہ کے بنائے ہوئے قوانین کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت دیتی ہیں۔

آزاد خیال خواتین کے مطالبات شریعت کی نظر میں:

اسلام نے عورت کو ایک محترم ہستی کا درجہ دیا ہے اور ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے روپ میں اس کے الگ الگ حقوق متعین کیے اور مردوں سے اس سلسلہ میں پرزور اپیل کی ہے کہ وہ ان حقوق کو ادا کریں اور ان میں کوتاہی کرنے والے کو مجرم قرار دیا عورت کی کامیابی اور سر بلندی کے تمام راستے اسلام نے متعین کردیے ہیں جن پر سفر کر کے عورت لافانی کردار ادا کرسکتی ہے لیکن افسوس ناک بات یہ ہے کہ دینی تعلیم سے بے بہرہ نام نہاد سکالرہ خواتین اس دن کچھ ایسے مطالبات پیش کرتی ہیں جو نا صرف غیر شرعی بلکہ غیر فطری ہیں اور اگر بالفرض ان کو مان لیا جائے تو معاشرہ میں نا صرف بہت بڑا بگاڑ لازم آئے گا بلکہ عورت بھی ایک مضحکہ خیز صورتحال اختیار کرلے گی ایسے مطالبات میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں:

مرد کو زیادہ شادیوں کا اختیار ہے تو عورت کو کیوں نہیں؟

اسلام نے مرد کو ایک سے لے کر چار تک شادیوں کی اجازت دی ہے کہ وہ بیک وقت اپنے نکاح میں چار عورتیں رکھ سکتا ہے اس اجازت کے پس منظر کو دیکھیں تو عرب کے پرانے حالات پر نظر پڑتی ہے جہاں بعض عربوں کے نکاح میں دس دس عورتیں ہوتی تھیں اسلام نے انہیں زیادہ تعداد سے کم تعداد کی طرف مائل کیا اور چار تک کا پابند کیا ہے اور یہ نہیں کہ اسلام نے ہر مرد کو لازمی حکم دیا ہے کہ وہ چار تک تعداد پوری کر کے ہی دم لے بلکہ یہ اس کی قوت انصاف اور کفالت پر منحصر ہے اور مرد کو زیادہ شادیوں کا اختیار دے کر عورتوں کے حقوق کم نہیں کیے بلکہ عورت کو تحفظ عطا کیا ہے اور مرد پر مزید ذمہ داری ڈال دی ہے۔

اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ باعتبار پیدائش عورت اور مرد کی تعداد تقریباً یکساں ہوتی ہے۔یعنی جتنے بچے، تقریباً اتنی بچیاں۔مگر شرح اموات (Mortality) کے جائزہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ عورتوں کے مقابلہ میں مردوں کے درمیان موت کی شرح زیادہ ہے۔یہ فرق بچپن سے لے کر آخر عمر تک جاری رہتا ہے۔انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (1984) کے مطابق، عمومی طور پر، موت کا خطرہ عمر کے ہر مرحلہ میں، عورتوں کے لئے کم پایا گیا ہے اور مردوں کے لیے زیادہ:

In general, the risk of death at any given age is less for females than for males (vii/37)

اکثر حالات میں سماج کے اندر عورتوں کی تعداد کا زیادہ ہونا اور مردوں کی تعداد کا کم ہونا مختلف اسباب سے ہوتا ہے۔مثلاً جب جنگ ہوتی ہے تو اس میں زیادہ تر صرف مرد مارے جاتے ہیں۔پہلی عالمی جنگ (۱۸۔۱۹۱۴) میں آٹھ ملین سے زیادہ فوجی مارے گئے۔شہری لوگ جو اس جنگ میں ہلاک ہوئے وہ اس کے علاوہ ہیں۔یہ زیادہ تر مرد تھے۔دوسری عالمی جنگ (۴۵۔۱۹۳۹) میں ساڑھے چھ کروڑ آدمی ہلاک ہوئے یا جسمانی طور پر ناکارہ ہو گئے۔یہ سارے لوگ زیادہ تر مرد تھے۔عراق، ایران جنگ (۱۹۸۸۔۱۹۷۹) میں ایران کی ۸۴ ہزار عورتیں بیوہ ہو گئیں۔عراق میں ایسی عورتوں کی تعداد تقریباً ایک لاکھ ہے جن کے شوہر اس دس سالہ جنگ میں ہلاک ہوئے۔

اس طرح جیل اور قید کی وجہ سے بھی سماج میں مردوں کی تعداد کم اور عورتوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔

اسی طرح جدید صنعتی نظام نے حادثات کو بہت زیادہ بڑھا دیا ہے۔موجودہ زمانہ میں حادثاتی موتیں روزمرہ کا معمول بن گئی ہیں۔سڑک کے حادثے، ہوائی حادثے، کارخانوں کے حادثے اور دوسرے مشینی حادثے ہر ملک میں اور ہر روز ہوتے رہتے ہیں۔جدید صنعتی دور میں یہ حادثات اتنے زیادہ بڑھ گئے ہیں کہ اب سیفٹی انجینئرنگ (Safety

(engineering) کے نام سے ایک مستقل فن وجود میں آ گیا ہے۔ ۱۹۶۷ کے اعداد و شمار کے مطابق، اس ایک سال میں پچاس ملکوں کے اندر مجموعی طور پر ۱۷۵۰۰۰ حادثاتی موتیں واقع ہوئیں (EB-16/137) یہ سب زیادہ تر مرد تھے۔

صنعتی حادثات کی موتوں میں، سیفٹی انجینئرنگ کے باوجود، پہلے سے بھی زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ مثال کے طور پر ہوائی حادثات جتنے ۱۹۸۸ میں ہوئے، اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے۔ اسی طرح تمام صنعتی ملکوں میں مستقل طور پر اسلحہ سازی کے تجربات ہو رہے ہیں۔ ان میں برابر لوگ ہلاک ہوتے رہتے ہیں۔ ان ہلاک شدگان کی تعداد کبھی نہیں بتائی جاتی، تاہم یہ یقینی ہے کہ ان میں بھی تمام تر صرف مرد ہی ہیں جو ناگہانی موت کا شکار ہوتے ہیں۔

اس طرح کے مختلف اسباب کی بنا پر عملی صورت حال اکثر یہی ہوتی ہے کہ سماج میں عورتوں کی تعداد نسبتاً زیادہ اور مردوں کی تعداد نسبتاً کم ہو جائے۔

دنیا کی آبادی میں مرد اور عورتوں کی تعداد کے فرق کو بتانے کے لئے یہاں کچھ مغربی ملکوں کے اعداد و شمار دیئے جا رہے ہیں۔ یہ اعداد و شمار انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا سے لیے گئے ہیں:

S#	COUNTRY	MALE	FEMALE
1.	Austria	47.07%	52.93%
2.	Burma	48.81	51.19
3.	Germany	48.02	51.89
4.	France	48.99	51.01
5.	Italy	48.89	51.11
6.	Poland	48.61	51.39
7.	Spain	48.94	51.06

8.	Switzerland	48.67	51.33
9.	Soviet Union	48.59	53.03
10.	United States	48.58	51.42

ایک سے زیادہ نکاح کے لئے صرف یہی کافی نہیں ہے کہ آبادی کے اندر عورتیں زیادہ تعداد میں موجود ہوں۔ اس کے ساتھ یہ بھی لازمی طور پر ضروری ہے کہ جس عورت سے نکاح کرنا مطلوب ہے وہ خود بھی اپنی آزادانہ مرضی سے اس قسم کے نکاح کے لئے پوری طرح راضی ہو۔ اسلام میں عورت کی رضامندی مسلمہ طور پر نکاح کے لئے شرط ہے۔ کسی عورت سے زبردستی نکاح کرنا جائز نہیں۔ اسلام کی نمائندہ تاریخ میں کوئی ایک بھی ایسی مثال نہیں ہے جب کہ کسی مرد کو یہ اجازت دی گئی ہو کہ وہ کسی عورت کو جبراً اپنے نکاح میں لے آئے۔

معاشرہ کے اندر عورتوں کا زیادہ اور مردوں کا کم ہونا فطری طور پر اس امر کا تقاضہ کرتا ہے کہ مردوں پر زیادہ عورتوں کی ذمہ داری ڈال دی جائے اس سے عورت کو تحفظ ملے گا اور اگر عورت کو بھی چار چار مردوں کی اجازت دے دی جائے تو اس سے مرد اور کم ہو جائیں اور نتیجتاً شوہر کا ملنا نایاب ہو جائے گا پھر مرد اگر دوسری یا تیسری بار شادی کرنا چاہتا ہے تو عورت پر زبردستی نہیں وہ صرف اسی عورت سے نکاح کر سکے گا جو اس کی دوسری یا تیسری بیوی بننا پسند کرے گی۔

اسلام میں چار کی حد تک نکاح کرنے کی اجازت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی مرد چار عورتوں کو پکڑ کر اپنے گھر میں بند کر لے۔ یہ دو طرفہ رضامندی کا معاملہ ہے۔ وہی عورت کسی شادی شدہ مرد کے نکاح میں لائی جا سکتی ہے جو خود اس کی دوسری یا تیسری بیوی بننے پر بلا اکراہ راضی ہو۔ اور جب یہ معاملہ تمام تر عورت کی رضامندی سے انجام پاتا ہے تو اس پر کسی کو اعتراض کرنے کا کیا حق۔

اگر عورت کو مرد کی طرح ایک سے زیادہ مردوں سے شادی کی اجازت دے دی جائے تو کئی قباحتیں جنم لیں گی مشہور سکالر ڈاکٹر ذاکر نائیک سے کسی عورت نے یہ سوال کیا کہ اگر

اسلام مرد اور عورت کو برابر سمجھتا ہے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ مرد کو تو چار شادیوں کی اجازت دی گئی ہے لیکن عورت کو یہ اجازت نہیں دی گئی تو انہوں نے تفصیلی طور پر اس کا یہ جواب دیا:

''اس سلسلے میں آپ کو چند نکات ذہن میں رکھنے چاہئیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مرد میں جنسی خواہش اور جذبہ عورت کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ دونوں جنسوں کی حیاتیاتی ساخت میں فرق اس نوعیت کا ہے کہ مرد کے لیے ایک سے زیادہ بیویوں کے ساتھ زندگی گزارنا آسان ہے جب کہ عورت کے لئے بہت مشکل ہے طبی سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ ایام حیض کے دوران وہ کچھ ذہنی اور نفسیاتی تبدیلیوں سے گزرتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس کے مزاج میں چڑ چڑا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان بیشتر جھگڑے انہی دنوں میں ہوتے ہیں۔

خواتین کے جرائم کے بارے میں ایک رپورٹ امریکہ سے شائع ہوئی ہے۔ اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ مجرم خواتین کی اکثریت ایام حیض کے دوران جرائم کی مرتکب ہوئی۔

اس لیے اگر ایک عورت کے ایک سے زیادہ خاوند ہوں تو اس کے لیے ذہنی طور پر اس صورت حال سے نپٹنا بہت مشکل ہے۔

ایک اور سبب یہ ہے کہ جدید علم طب کے مطابق اگر ایک عورت ایک سے زیادہ مردوں کے ساتھ جنسی روابط رکھتی ہے تو اس کے بیماریوں کے شکار ہونے اور بیماریاں پھیلانے کے امکانات بہت زیادہ ہیں۔ جبکہ اگر ایک مرد ایک سے زیادہ شادیاں کرتا ہے تو ایسے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ اگر ایک مرد کی ایک سے زیادہ بیویوں سے اولاد ہے تو اس کے ہر بچے کو اپنی ماں کا بھی علم ہوگا اور باپ کا بھی۔ یعنی یہ بچہ اپنے والدین کی یقینی شناخت کر سکے گا۔ دوسری طرف اگر ایک عورت کے شوہر ایک سے زیادہ ہیں تو اس کے بچوں کو اپنی ماں کا تو علم ہوگا لیکن باپ کا علم نہیں ہوگا۔

اسلام والدین کی شناخت کو بھی بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے، اور ماہرین نفسیات بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ایک بچے کو اپنے والدین کا علم نہ ہو تو یہ بات اس کے لئے ذہنی صدمے کا باعث بن سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بدکردار عورتوں کے بچوں کا بچپن بالعموم بہت برا گزرتا ہے۔

اگر ایک ایسے بچے کو آپ سکول میں داخل کروانا چاہیں تو کیا کریں گے۔ ولدیت کے خانے میں دو نام لکھنے پڑیں گے۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ایسے بچے کو کیا کہہ کر پکارا جائے گا؟

میں جانتا ہوں کہ آپ جواباً کچھ دلائل پیش کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ کہہ سکتے ہیں کہ اگر بے اولادی کی وجہ سے، بیوی کے بانجھ ہونے کی وجہ سے شوہر کو دوسری شادی کی اجازت ہے تو شوہر میں خرابی ہونے کی صورت میں بیوی کو دوسری شادی کی اجازت کیوں نہیں ہے؟

اس سلسلے میں آپ کو بتانا چاہوں گا کہ کوئی مرد سو فی صد نامرد نہیں ہوتا۔ اگر وہ جنسی عمل سرانجام دے سکتا ہے تو اس کے باپ بننے کے امکانات موجود رہتے ہیں۔ خواہ وہ نس بندی ہی کیوں نہ کروا لے۔ لہٰذا اولاد کی ولدیت میں شک بہر حال موجود رہے گا کوئی بھی ڈاکٹر آپ کو سو فی صد گارنٹی نہیں دے سکتا کہ یہ شخص باپ نہیں بن سکتا۔

اسی طرح آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر بیوی کے حادثے کا شکار یا شدید بیمار ہونے کی صورت میں شوہر دوسری شادی کر سکتا ہے تو شوہر کے کسی حادثے کا شکار ہونے یا بیمار ہونے کی صورت میں یہی اجازت بیوی کو بھی ہونی چاہئے۔

اس سلسلے میں عرض ہے کہ ایسی کسی صورت حال کے دو طرح کے اثرات ظاہر ہوں گے۔ ایک تو یہ ہوگا کہ شوہر کے لئے بیوی بچوں کے اخراجات پورے کرنا ممکن نہیں رہے گا اور دوسرے یہ کہ وہ بیوی کے ازدواجی حقوق ادا نہیں کر سکے گا۔

جہاں تک پہلے مسئلے کا تعلق ہے اسلام ایسی کسی صورت حال کے لئے ''زکوٰۃ'' کا

ذریعہ فراہم کرتا ہے۔ وہ لوگ جن کے پاس مالی وسائل نہیں ہیں ان کی مدد زکوٰۃ کی رقوم سے کی جانی چاہئے۔

دوسرے مسئلے کا معاملہ یہ ہے کہ طبی سائنس کی تحقیقات کے مطابق عورت میں جنسی خواہش مرد کے مقابلے میں کم ہوتی ہے اگر عورت سمجھے کہ وہ غیر مطمئن ہے تو اس کے پاس ''خلع'' کے ذریعے علیحدگی کا راستہ موجود ہے۔ وہ اپنے شوہر سے خلع لے کر دوسری شادی کر سکتی ہے۔ اس طرح عورت کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ کیونکہ خلع کے ذریعے علیحدہ ہونے والی عورت صحت مند ہوگی ہے۔ اور دوبارہ شادی کر سکتی ہے۔ بصورتِ دیگر، اگر وہ خود بیمار یا معذور ہو تو کون اس سے شادی کرے گا۔

عورت کے پاس طلاق کا اختیار کیوں نہیں؟

خواتین کے مطالبات میں ایک بات یہ بھی شامل ہے کہ ان کے پاس طلاق کا اختیار ہونا چاہئے اور وہ مردوں پر طلاق کا اختیار استعمال کریں۔ حالانکہ اسلام نے یہاں بھی حقوق کو متوازی رکھنے کے لئے عوت کو خلع کا اختیار دیا ہے یعنی اگر وہ مرد کے گھر میں نہیں بسنا چاہتی تو خلع کے ذریعہ اس کی زوجیت سے نکل سکتی ہے جب اسلام نے مانگے بغیر عورت کو یہ اختیار دیا ہے تو پھر اس کے لئے نعرے لگانے اور مضامین لکھنے کا مقصد؟

اگر ناپسندیدگی خاوند کی طرف سے ہے تو اس کے ہاتھ میں طلاق ہے وہ اس کے حقوق میں سے ایک حق ہے اور اگر ناپسندیدگی عورت کی طرف سے ہے تو اسلام نے اس کے لئے زوجیت سے چھٹکارہ پانے کے لئے خلع کا راستہ مباح کیا ہے وہ خاوند کو وہ کچھ دے دے جو اس نے اس سے شادی کے نام پر لیا تا کہ اس کے ساتھ تعلق ختم ہو جائے۔ اسی سے متعلق اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّا آتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَّخَافَا اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ﴾[سورة البقرة:229]

''اور تمہارے لئے حلال نہیں ہے کہ جو تم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ بھی لو۔ سوائے اس کے کہ دونوں ڈریں کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھیں گے۔ اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھیں گے تو تم پر حرج نہیں ہے اس چیز میں جس کا عورت فدیہ دے۔''

خاوند کے فدیہ لینے میں عدل اور انصاف ہے کیونکہ اسی نے عورت کو مہر دیا۔ شادی اور زفاف کے اخراجات برداشت کیے اور اس پر خرچ کیا جب کہ عورت نے اس سب کا بدلہ نہ ماننے کا دیا اور علیحدگی کا مطالبہ کر دیا تو یہ انصاف ہے کہ وہ جو کچھ اس سے لے چکی ہے اسے واپس کرے اگر ناپسندیدگی ان دونوں کی طرف سے اکٹھی ہو اگر خاوند علیحدگی کا مطالبہ کرے تو اس کے ہاتھ میں طلاق ہے اور اس پر اس کے اثرات لاگو ہوں گے۔ اگر بیوی علیحدگی کا مطالبہ کرے تو اس کے ہاتھ میں خلع اور اس پر اس کے اثرات لازم آئیں گے۔

مرد پر حرام ہے کہ وہ اپنی بیوی کے بعض حقوق روک کر اس کو ایذاء دے حتیٰ کہ وہ مجبور ہو جائے اور اپنے لیے خلع لے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو خلع باطل اور معاوضہ واپس ہوگا۔ اگرچہ اس کا فیصلہ عدالت نے کیا ہو۔ یہ اس لئے حرام ہے تا کہ عورت پر خاوند سے جدائی اور مالی تاوان اکٹھے نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾ (سورة النساء:19)

''مومنو! تمہارے لیے حلال نہیں ہے کہ تم عورت کے زبردستی وارث بنو اور ان کو نہ روکو تا کہ تم بعض وہ لے جاؤ جو ہم نے ان کو دیا الا یہ کہ وہ واضح بے حیائی کو آئیں۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ

قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا اَتَأْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ (سورة النساء:20)

''اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی کو بدلنا چاہو اور تم نے ان میں سے کسی کو ایک خزانہ دیا ہو تو تم ان سے اس میں سے کچھ بھی نہ لو۔ کیا تم اس سے لیتے ہو بہتان اور واضح گناہ کے طور پر۔''

اس مسئلہ میں ڈاکٹر ذاکر نائیک ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

طلاق عربی کا لفظ ہے اور یہ اسی موقع کے لیے خاص ہے جب شوہر اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کرے۔ اسلام میں میاں بیوی کی علیحدگی کے پانچ طریقے ہیں:

پہلا طریقہ تو باہمی رضامندی کا ہے۔ اگر دونوں فریق یہ فیصلہ کرلیں کہ بس ہم اور اکٹھے نہیں چل سکتے اور ہمیں علیحدہ ہو جانا چاہیے تو وہ اس رشتے کو ختم کر سکتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی مرضی سے بیوی کو چھوڑ دے۔ اسے طلاق کہتے ہیں۔ اس صورت میں حق مہر سے دستبردار ہونا پڑتا ہے اور اگر ابھی تک ادا نہیں کیا گیا تو ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور جو کچھ وہ تحائف کی صورت میں دے چکا ہے وہ بھی بیوی ہی کی ملکیت رہتا ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ عورت اپنی مرضی سے نکاح کو ختم کرنے کا اعلان کر دے۔ جی ہاں۔ بیوی بھی اس طرح کر سکتی ہے اگر یہ معاہدہ نکاح میں طے ہو جائے کہ بیوی کو بھی یہ حق ہوگا۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ اگر بیوی کو شوہر سے شکایات ہوں کہ وہ اس سے برا سلوک کرتا ہے یا اس کے حقوق ادا نہیں کرتا یا اس کے اخراجات کے لیے وسائل فراہم نہیں کرتا تو وہ عدالت میں جا سکتی ہے اور قاضی ان کا نکاح فسخ کر سکتا ہے۔ اس صورت میں وہ شوہر کو مہر کی پوری، یا جزوی ادائیگی کا حکم بھی دے سکتا ہے۔

پانچویں اور آخری قسم خلع ہے۔ اگر بیوی محض ذاتی ناپسندیدگی کے باعث علیحدگی

چاہتی ہے۔شوہر میں کوئی خرابی نہیں مگر وہ پھر بھی علیحدہ ہونا چاہتی ہے تو وہ خود علیحدگی کی درخواست کرسکتی ہے۔اسے خلع کہتے ہیں۔

بچوں سے آزادی:

خواتین کا ایک یہ مطالبہ بھی ہے کہ انہیں بچوں سے مکمل آزادی ہونی چاہئے۔ بچے ان کی ترقی میں رکاوٹ ہیں اس لئے وہ اپنی مرضی سے چاہیں تو بچہ لیں اور چاہیں تو ساری عمر اس جھنجھٹ سے آزاد رہیں خواتین کا یہ مطالبہ نہ صرف غیر فطری بلکہ شریعت اسلامیہ سے متصادم بھی ہے اس لئے کہ نکاح کا مقصد نسل کو برقرار رکھنا ہے اور نکاح نہ صرف جنسی جذبات کی تسکین کے لئے ہوتا ہے بلکہ اس کا مقصد حصول اولاد بھی ہے اور عورت اپنے بچوں کی پرورش کر کے ان سے بطور ماں سرپرائز لے سکتی ہے۔اولاد کو بڑھاپے کا سہارا قرار دیا گیا ہے اگر ایک عورت اولاد سے دور بھاگتی ہے اور اپنی جوانی دفتروں میں کلرکی کرتے اور فائلیں اُٹھاتے گزار دیتی ہے یا بالفرض چالیس سال کی عمر میں وہ چاہتی ہے کہ اسے اولاد ہو تو بچہ کبھی اس کے بڑھاپے کا سہارا نہیں بن سکتا اس لئے کہ عورت کی عمر جب ساٹھ برس کو پہنچے گی تو بچہ ابھی بیس برس کا ہوگا جسے ابھی تعلیمی کاموں سے ہی آزادی نہ ملی ہوگی مزید یہ کہ اولاد مرد اور عورت کے رشتے کو مضبوط بنا دیتی ہے بچہ گویا ایک قسم کی زنجیر ہے۔ جو اس بات کی ضمانت ہوتی ہے کہ دونوں زیادہ گہرائی اور پائیداری کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہو چکے ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (1984) میں مغربی ملکوں کے اعداد و شمار کی روشنی میں بتایا گیا ہے کہ بے اولاد جوڑوں میں طلاق کا رجحان اس سے زیادہ پایا گیا جتنا کہ ان جوڑوں میں ہے جو صاحب اولاد ہیں:

Childless couples tend to have higher divorce rate than couples with childern (7/163-64)

ایک مغربی جج نے اپنے فیصلہ میں اس فطری حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا کہ ہر

چھوٹا بچہ جو ایک جوڑے کے یہاں پیدا ہو وہ ایک مزید ضمانت ہے کہ ان کی شادی کسی طلاق کی عدالت میں کبھی ختم نہ ہوگی:

Every little youngster born to a couple is an added assurance that their marriage will never be dissolved in a divorce court.

وراثت میں زیادہ کا مطالبہ:

خواتین کا ایک یہ مطالبہ بھی ہے کہ عورت کا وراثت میں مرد سے نصف حصہ کیوں رکھا گیا ہے۔ بیٹے اور بیٹی کا حصہ برابر ہونا چاہیئے جب کہ دیکھا جائے تو اسلام نے مرد کے مقابلے میں عورت کا نصف حصہ مقرر کر کے اس کی ذمہ داریوں سے بہت بڑھ کے عنایت کیا ہے مرد کو وراثت سے جو حصہ ملتا ہے ممکن ہے اس کی معاشی ذمہ داریوں پر وہ سارا خرچ ہو جائے جب کہ عورت کا حصہ اس کے پاس محفوظ ہے اس لئے کہ اس پر ایسی کوئی معاشی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ شادی پر اسے شوہر کی جانب سے حق مہر ملے گا جو اس کی مالی حیثیت کو مزید مستحکم کر دے گا اور بیٹے کو تو اپنی شادی پر بھی خرچ کرنا پڑے گا بیوی کو حق مہر دے گا اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری اُٹھائے گا بہنوں کی شادیوں کے اخراجات اُٹھائے گا اور عورت پر ان میں سے کوئی بھی ذمہ داری نہیں۔

دہلی ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ چیف جسٹس مسٹر راجندر سچر نے یہی بات قدیم ہندستان کے حوالہ سے کہی۔ نئی دہلی کی ایک تقریب میں مسٹر جسٹس سچر نے کہا کہ تاریخی طور پر اسلام عورتوں کو جائداد کے حقوق دینے میں بہت زیادہ فراخ دل اور ترقی پسند رہا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ 1956 میں ہندو کوڈ بل بننے سے پہلے ہندو عورتوں کا جائداد میں کوئی حصہ نہ تھا، جب کہ اسلام مسلم عورتوں کو یہ حقوق 1400 سال پہلے دے چکا تھا:

Mr.Justice Sachar said that historically Islam had been very liberal and progressive in granting

property rights to women. The fact that there were no property rights to Hindu women untill 1956 when the Hindu code Bill was passed whereas Islam had granted these rights to Muslim women over 1400 years ago.

The statesman, Delhi,April 26,1986

محترم ڈاکٹر ذاکر نائیک ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ کہا جاسکتا ہے کہ بیشتر صورتوں میں عورت کا آدھا حصہ ہوتا ہے۔لیکن ہر صورت میں ایسا نہیں ہوتا۔مثال کے طور پر:

اگر مرنے والے کی کوئی اولاد نہ ہوتو ماں اور باپ دونوں کو ہی چھٹا حصہ ملتا ہے۔بعض اوقات ،اگر مرنے والی خاتون ہو،اس کی اولاد بھی نہ ہوتو اس کے شوہر کو نصف ، ماں کو تیسرا حصہ اور باپ کو چھٹا حصہ ملتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ بعض صورتیں ایسی بھی ہیں جن میں عورت کا حصہ مرد سے دوگنا ہوسکتا ہے۔جیسا کہ اس مثال میں ماں کا حصہ باپ کے مقابلے میں دوگنا ہے۔

لیکن میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ بیشتر صورتوں میں عورتوں کا حصہ مردوں کے مقابلے میں آدھا ہی ہوتا ہے۔لیکن اس کی وجہ یہ ہے اسلام میں معاشی ذمہ داریاں مرد پر ڈالی گئی ہیں اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لئے مرد کا حصہ زیادہ رکھا گیا ہے۔خاندان کے تمام معاشی اخراجات پورے کرنے کی وجہ سے ضروری ہے کہ عورت کے مقابلے میں مرد کو زیادہ حصہ ملے۔بصورت دیگر یہ ہوگا کہ ہمیں ''مرد کے حقوق'' پر بھی لیکچر دینے پڑیں گے۔

میں یہاں ایک مثال پیش کرنا چاہوں گا۔فرض کیجئے ایک صاحب فوت ہوئے۔ان کی جائداد میں سے باقی تمام حقوق ادا کرنے کے بعد بچوں کے حصہ میں ڈیڑھ لاکھ روپے

آتے ہیں۔اس شخص کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔اسلامی شریعت کی رو سے بیٹے کو ایک لاکھ اور بیٹی کو پچاس ہزار ملیں گے۔لیکن بیٹے پر ایک پورے خاندان کی معاشی ذمہ داریاں ہیں۔لہٰذا اسے اس میں ایک لاکھ کا بیشتر حصہ مثال کے طور پر 10 ہزار یا شاید پورا ایک لاکھ ہی ان ذمہ داریوں کی وجہ سے خرچ کرنا پڑ جائے گا۔دوسری طرف خاتون کو پچاس ہزار ملیں گے لیکن یہ ساری رقم اسی کے پاس رہے گی کیونکہ اس پر ایک پائی کی بھی ذمہ داری نہیں ہے۔لہٰذا اسے خاندان پر کچھ بھی خرچ کی ضرورت نہیں۔

پردے سے چھٹکارے کے مطالبہ:

خواتین کی طرف سے ایک یہ مطالبہ بھی ہے کہ انہیں مختصر لباس پہن کے بے پردہ گھومنے پھرنے کی اجازت دی جائے یہ مطالبہ ان آزاد خیال عورتوں کی جانب سے ہوتا ہے جو خود تو بے پردہ ہیں ہی اور بازاروں کی رونق بنی ہوئی ہیں لیکن انہیں یہ بات بھی ناپسند ہے کہ دیگر عورتیں پردہ کیوں کرتی ہیں ان میں شرم وحیاء کیوں ہے اور یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ پردہ اتار دینے کی بات وہی کرتی ہے اور اس پر مقالے بھی اسی عورت کی جانب سے لکھے جاتے ہیں جو خود بے پردہ ہے درحقیقت اس کے دل میں یہ چور ہوتا ہے کہ وہ بے پردہ ہے اور لوگ اسے بے حیاء خیال کررہے ہیں اپنے ضمیر کو تسلی دینے کے لئے وہ دین وشریعت کو ایک طرف رکھ کے اپنی مکار عقل سے دلیلیں تراشتی ہے اور یہ خواہش رکھتی ہے کہ سب عورتیں بے پردہ ہو جائیں تاکہ لوگوں کی نظروں سے اس کی جان چھوٹ جائے ایسی عورت کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر تو وہ یہ چاہتی ہیں کہ انہیں دین اسلام کی جانب سے بے پردہ ہونے کی اجازت مل جائے اور انہیں بوائے کٹ بال اور مختصر لباس میں پکا سچا مسلمان بھی سمجھا جائے تو پھر ان کی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہوگی اسلام نے پردہ کی صورت میں اسے ایک محفوظ تحفظ عطا کیا ہے اور اس تحفظ کو ختم کرنا اسلامی ڈھانچے کے خلاف ہے قرآن پاک نے واضح طور پر پردہ کے احکام صادر فرمائے ہیں سعودی عرب کے مفتی اعظم عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے پردہ اور حجاب کے متعلق ایک بہت قیمتی مقالہ تحریر کیا ہے ہم

قارئین کے افادہ کے لئے اسے تلخیص و ترجمہ کے ساتھ یہاں نقل کر رہے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ اسلام نے پردے کی کس قدر سختی سے تلقین کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کریم میں عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ پردہ کی پابندی کریں' گھروں کو اختیار کریں اور فتنہ و فساد سے محفوظ رہنے کے لئے غیر محرم آدمیوں کے سامنے حسن و جمال کا اظہار نہ کریں نہ نرم لب ولہجہ میں بات کریں ارشاد ربانی ہے:

﴿يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ ٱلنِّسَآءِ إِنِ ٱتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِٱلْقَوْلِ فَيَطْمَعَ ٱلَّذِى فِى قَلْبِهِۦ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَقَرْنَ فِى بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ ٱلْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتِينَ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَطِعْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ﴾ (الاحزاب33/32-33)

''اے پیغمبر کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو' اگر تم پرہیزگار رہنا چاہتی ہو تو (کسی اجنبی شخص سے) نرم نرم باتیں نہ کرو تاکہ وہ شخص جس کے دل میں کوئی مرض ہے کوئی امید (نہ) پیدا کرلے اور دستور کے مطابق بات کیا کرو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح پہلے جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل کرتی تھیں' اس طرح زینت نہ دکھاؤ اور نماز پڑھتی رہو اور زکوۃ دیتی رہو' اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتی رہو۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو جو امہات المومنین اور دنیا کی تمام عورتوں سے بہتر اور اطہر ہیں' منع فرمایا ہے کہ وہ بھی دوسرے مردوں کے سامنے نرم لب ولہجہ میں گفتگو نہ کریں تاکہ جس کے دل میں شہوت زنا کا مرض ہے' وہ طمع نہ کرنے لگ جائے اور یہ خیال نہ کرنے لگ جائے کہ وہ بھی اس کی ہم خیال ہیں نیز اللہ تعالیٰ نے گھروں میں رہنے کا حکم دیا اور زمانہ جاہلیت کے ''تبرج'' کے معنی ہیں زینت اور محاسن' سر' چہرہ' گردن' سینہ' بازوؤں اور پنڈلیوں کا اظہار کیونکہ اس سے عظیم فساد اور بڑے

بڑے فتنے رونما ہونے کا اندیشہ ہے اور یہ اظہار حسن و جمال ہی تو مردوں کے دلوں میں زنا کی تحریک پیدا کرنے کا بہت بڑا سبب ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نیکی وتقویٰ اور ایمان و طہارت کے باوجود امہات المومنین کو ان منکر اشیاء سے منع فرما دیا ہے تو دیگر عورتوں کو تو بالاولیٰ ان سے باز رہنا چاہئے اور انہیں اسباب فتنہ سے زیادہ ڈرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو گمراہ کن فتنوں سے محفوظ رکھے۔

اس آیت میں مذکورہ احکام صرف ازواج مطہرات ہی کے لئے مخصوص نہیں بلکہ یہ سب مسلمان عورتوں کے لئے ہیں' عموم پر دلالت کے لئے آیت کا درج ذیل حصہ ملاحظہ فرمائیے:

وَأَقِمْنَ الصَّلَوٰةَ وَءَاتِينَ الزَّكَوٰةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (الاحزاب33/33)

''اور نماز پڑھتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتی رہو۔''

اور یہ سب اوامر' ازواج مطہرات اور دیگر عورتوں کے لئے احکام کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَٰعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ﴾ (الاحزاب33/53)

''اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو یہ تمہارے اور ان (دونوں) کے دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔''

یہ آیت کریمہ واضح نص ہے کہ عورتوں کے لئے مردوں سے پردہ اور ستر فرض ہے اور اللہ تعالیٰ نے پردے کی فرضیت میں مضمر حکمت کو بھی بیان فرما دیا ہے کہ یہ عورتوں اور مردوں کے دلوں کے لئے پاکیزگی کا باعث ہے نیز برائی اور اس کے اسباب سے دور کرنے والا ہے گویا اس بات کی طرف بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اشارہ فرما دیا ہے کہ عدم حجاب خباثت اور

حجاب طہارت اور سلامتی ہے۔

مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہوئے آداب اختیار کرو' اس کے حکم کے سامنے سر اطاعت خم کر دو اور عورتوں سے پردے کی پابندی کراؤ' کیونکہ وہ طہارت کا سبب اور سلامتی کا وسیلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَـٰبِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ (الاحزاب 59/33)

''اے نبی! اپنی بیویوں' بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (چہروں) پر چادر لٹکا (کر گھونٹ نکال) لیا کریں یہ امر ان کے لئے موجب شناخت (وامتیاز) ہوگا تو کوئی ان کو ایذاء نہ دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

جلابیب' جلباب کی جمع ہے۔ جلباب اس کپڑے کو کہتے ہیں جسے عورت حجاب اور ستر پوشی کے لئے اپنی سر پر اوڑھتی ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سب مومن عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے چہرے اور بالوں یعنی مقامات حسن کو اوڑھنیوں سے چھپا کر رکھیں تاکہ معلوم ہو کہ یہ عفت مآب ہیں اور خود فتنہ میں مبتلا ہوں نہ دوسروں کے لئے فتنہ سامانی کا باعث بنیں۔ علی بن ابی طلحہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کے باعث گھروں سے نکلیں تو اوڑھنیوں کے ساتھ اپنے سروں کے اوپر سے چہروں کو ڈھانپ لیا کریں اور دیکھنے کے لئے صرف ایک آنکھ ظاہر کر لیا کریں۔ امام محمد بن سیرین روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سلمانی سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَـٰبِيبِهِنَّ﴾ (الاحزاب 59/33)

''اپنے (چہروں) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں۔''

کی تفسیر کیا ہے؟ تو انہوں نے اپنے چہرے اور سر کو ڈھانپ لیا اور بائیں آنکھ کو ظاہر کیا۔

اور احکام کے بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس نہی اور ممانعت سے قبل اس باب میں جو تقصیر ہوئی ہو' اسے اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا کیونکہ وہ غفور ورحیم ہے' پھر ارشاد ہے:

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَٰتٍ بِزِينَةٍ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (النور 60/24)

''اور بڑی عمر کی عورتیں جن کو نکاح کی توقع نہیں رہی اور وہ کپڑے اتار (کر سر ننگا کر) لیا کریں تو ان پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اپنی زینت کی چیزیں ظاہر نہ کریں اور اگر اس سے بچیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے اور وہ اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بوڑھی عورتیں جنہیں اب نکاح کی اُمید نہیں' اگر اپنے چہروں اور ہاتھوں کو برہنہ کرلیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ اظہار حسن و جمال مقصود نہ ہو' اس سے معلوم ہوا کہ اظہار زینت کے لئے چہرے اور ہاتھوں کو ننگا کرنے والی گنہگار ہے خواہ وہ بوڑھی ہی کیوں نہ ہو' اس لئے کہ ہر گری پڑی چیز کو کوئی ضرور اٹھالیتا ہے اور اس لئے بھی کہ اس سے اس کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔ جب بوڑھی عورتوں کی یہ کیفیت ہے تو جوان اور خوبصورت عورتوں کے اظہار حسن و جمال سے تو یقیناً عظیم المیہ' شدید گناہ اور بہت بڑا فتنہ رونما ہوگا۔ بوڑھی عورتوں کو پردہ کی رخصت دیتے وقت اللہ تعالیٰ نے ایک شرط یہ بھی عائد کی ہے کہ وہ نکاح کی امیدوار نہ ہوں' اگر وہ امیدوار ہوں گی تو یقیناً اظہار حسن و جمال کو اپنائیں گی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انہیں رخصت نہیں دی۔ آیت شریفہ کے خاتمہ پر اللہ تعالیٰ نے بوڑھی عورتوں کو بچنے کی وصیت کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ ان کے لئے بہتر

ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ حجاب اور ستر پوشی کس قدر افضل عمل ہے اور اگر بوڑھی عورتیں بھی اسے اپنائیں تو اس کی افضلیت میں فرق نہیں آتا' جوان عورتوں کے لئے تو اس سے بہتر اور فتنہ کے اسباب سے دور رکھنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔

پردہ کے سلسلہ میں درج ذیل ارشادات ربانی بھی قابل غور ہیں:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○﴾ (النور 24/30-31)

''اے پیغمبر! مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں' یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں' اللہ ان سے خبردار ہے اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اس میں کھلا رہتا ہو اور اپنے سینے پر اپنی اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اور اپنے خاوند' باپ' خسر' خاوند کے بیٹوں' بھائیوں' بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی (ہی قسم کی) عورتوں' لونڈیوں اور غلاموں کے سوا نیز ان خدام کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یا

ایسے لڑکوں سے جو عورتوں کے پردہ کی چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا) کسی پر اپنی زینت اور (سنگھار کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ (جھنکار کی آواز کانوں میں پہنچے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے اور اے اہل ایمان! سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔"

ان دو مبارک آیتوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو نگاہیں نیچی رکھنے اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا' اس لئے کہ زنا کی برائی بہت خطرناک اور اس سے پیدا ہونے والا فساد بہت اندوہناک ہے۔ نظر کو اٹھانا دل کے مرض اور برائی کے وقوع کی علامت ہے جب کہ اسے جھکانا سلامتی کی دلیل ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں' یقیناً اللہ تعالیٰ ان سے خبردار ہے۔"

نظریں نیچی رکھنا اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنا مومنوں کے لئے دنیا و آخرت میں پاکیزگی کا باعث ہوگا اور بصر و فرج کو کھلا چھوڑ دینا دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا بہت بڑا سبب ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی خبر دی کہ وہ لوگوں کے افعال سے باخبر ہے اور اس اس سے کچھ بھی مخفی نہیں' اس میں بھی گویا تخدیر کا پہلو نمایاں ہے اور وہ اس طرح کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور کا ارتکاب کرتے وقت اور اس کے احکام سے اعراض کرتے وقت ہمیشہ یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اچھے برے سب اعمال پر اللہ تعالیٰ کی نظر ہے اور وہ انہیں بخوبی جانتا ہے، جیسا کہ اس فرمان میں ہے:

﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ﴾ (غافر 19/40)

"وہ خیانت کرنے والی آنکھ اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔"

نیز فرمایا:

﴿وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۵﴾(یونس 61/10)

''اور آپ جس حال میں بھی ہوں' قرآن کی تلاوت کر رہے ہو یا کوئی بھی عمل کر رہے ہوں تو تم جو کام بھی کرتے ہو ہم بھی موجود ہوتے ہیں جب تم اس کام کو کرنا شروع کرتے ہو۔''

لہٰذا ہر آدمی پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اس بات سے حیاء محسوس کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے کوئی معصیت کا کام کرتے ہوئے دیکھے یا واجب الاطاعت امور میں کوئی کمی بیشی دیکھے۔ مومن مردوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو یہ حکم دیا ہے:

﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾(النور 31/24)

''اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔''

غض بصر (نگاہ نیچی رکھنا) اور حفظ فرج (عصمت وعفت) کا یہ حکم اس لئے دیا تاکہ اسباب فتنہ سے محفوظ رہیں نیز اس طرح عفت مآبی وسلامتی کی راہ کی طرف توجہ مبذول کرانا مقصود ہے۔ پھر فرمایا:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾(النور 31/24)

''اور اپنی آرائش کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر جو اس میں کھلا رہتا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' سے ظاہر لباس وغیرہ مراد ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ زیب تن کیا ہوا لباس اگر ظاہر ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ لباس حسین وجمیل اور فتنہ کا باعث نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن

عباس رضی اللہ عنہ سے جو ''وما ظہر منہا'' کی تفسیر میں منقول ہے اس سے چہرہ اور ہاتھ مراد ہیں تو اس تفسیر کو آیت حجاب کے نزول سے قبل کی حالت پر محمول کیا جائے گا کیونکہ بعد میں تو اللہ تعالیٰ نے تمام جسم کی ستر پوشی کا حکم دے دیا جیسا کہ سورۃ الاحزاب کی مذکورہ آیات سے ثابت ہے اور اس پر وہ روایت بھی دلالت کرتی ہے جسے علی بن ابی طلحہ نے بیان کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ جب کسی ضرورت کے باعث اپنے گھروں سے باہر نکلا کریں تو اپنے سروں اور چہروں کو اوڑھنیوں سے چھپا لیا کریں'' شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور کئی دیگر اہل علم و دانش نے بھی اسی بات کی نشاندہی فرمائی ہے اور بلا شک وشبہ حق بات بھی یہی ہے کیونکہ ساری فتنہ سامانی ہی چہروں اور ہاتھوں کے حسن و جمال کی بدولت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے کہ:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ﴾

(الاحزاب 53/33)

''اور جب پیغمبر کی بیویوں سے تم کوئی سامان مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔''

اس آیت مبارکہ میں قطعاً کوئی استثناء نہیں۔ یہ محکم ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اس مسئلہ میں ازواج مطہرات اور مسلمانوں کی عورتیں سب برابر ہیں۔ سورۂ نور کو مذکورہ آیات سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بوڑھی عورتوں کو ناامیدی نکاح اور عدم تبرج کی دو شرطوں کے ساتھ حجاب سے مستثنیٰ قرار دیا ہے جیسا کہ تفصیل کے ساتھ قبل ازیں ذکر کیا جا چکا ہے۔ یہ مذکورہ آیت حجت ظاہر اور برہان قاطع ہے کہ عورتوں کے لئے بے پردگی اور اظہار زیب و زینت حرام ہے۔ قصہ افک والی حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو فوراً اپنے چہرے کو ڈھانپ لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''صفوان رضی اللہ عنہ انہیں پردے کی آیت کے نازل ہونے سے پہلے پہچانتے تھے'' تو یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حکم حجاب

کے نزول کے بعد عورتیں اپنے چہروں کے پردے کی وجہ سے نہیں پہچانی جا سکتی تھیں۔

آج عورتیں جس قدر دیدہ دلیری کے ساتھ حسن و جمال اور محاسن کا اظہار کرتی ہیں' یہ کسی سے بھی مخفی نہیں لہٰذا واجب ہے کہ ان تمام ذرائع اور وسائل کو ختم کر دیا جائے' جو فتنہ و فساد اور فواحش و منکرات کو جنم دیتے ہیں۔ سب سے بڑا سبب مردوں اور عورتوں کی خلوت گزینی اور عورتوں کا بغیر محرم کے سفر کرنا ہے حالانکہ حضرت محمد ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ إِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ ، وَلَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ

''کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے اور نہ کوئی آدمی عورت کے ساتھ اس کے محرم کے بغیر خلوت اختیار کرے۔''

دوسرا ارشاد ہے:

﴿لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ الشَّيْطَانُ ثَالِثَهُمَا﴾

''جب بھی کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرتا ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے (جو) انہیں گمراہ کرتا ہے۔''

تیسرا ارشاد گرامی ہے:

﴿لَا يَبِيْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ زَوْجًا أَوْذَا مَحْرَمٍ﴾

''کوئی مرد کسی عورت کے پاس رات بسر نہ کرے الا یہ کہ وہ (مرد اس عورت کا) شوہر ہو یا محرم۔''

مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی عورتوں کو سمجھاؤ اور انہیں بے حجابی، اظہار حسن و جمال اور عیسائیوں وغیرہ' اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی مشابہت سے روکو اور یاد رکھو کہ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے خاموش رہنا ان کے گناہ میں مشارکت اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے' اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اس شر (برائی) سے محفوظ رکھے۔

ایک بہت بڑا فریضہ یہ بھی ہے کہ آدمیوں کو عورتوں کے ساتھ خلوت اختیار کرنے' تنہائی میں ان کے پاس جانے اور محرم کے بغیر ان کے ساتھ سفر اختیار کرنے سے روکا جائے کیونکہ یہ سب امور فتنہ وفساد برپا کرنے والے ہیں' آنحضرت ﷺ کا صحیح فرمان ہے:

﴿مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ﴾

''میرے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ ضرر رساں فتنہ کوئی نہ ہوگا۔''

نیز فرمایا:

﴿إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ ، وَ إِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا ، فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ كَانَتْ فِي النِّسَآءِ﴾

دنیا شیریں اور سرسبز وشاداب ہے' اللہ اس میں تمہیں یکے بعد دیگرے بھیجنے والا ہے اور وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو' دنیا سے بچ جاؤ اور عورتوں سے بچ جاؤ کیونکہ بنی اسرائیل میں رونما ہونے والا پہلا فتنہ بھی عورتوں ہی کا تھا۔''

یہ بھی نبی ﷺ کا فرمان ہے:

﴿رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْاٰخِرَةِ﴾

''دنیا میں بہت سی لباس پہنے والی آخرت میں عریاں ہوں گی۔''

آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی قابل غور ہے:

﴿صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا بَعْدُ: نِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِيْلَاتٌ رُؤُوْسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَآئِلَةِ ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا ، رِجَالٌ بِأَيْدِيْهِمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ﴾

''جہنم والوں کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں میں نے بھی ابھی تک نہیں دیکھا ایک تو وہ عورتیں جو لباس پہنے ہوئے ہیں لیکن درحقیقت وہ عریاں ہیں۔ خود مائل

ہونے والی اور دوسروں کو مائل کرنے والی ہیں' ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں جیسے ہیں' یہ جنت میں داخل ہو سکیں گی نہ جنت کی خوشبو پا سکیں گی۔ اور دوسرا اگر وہ ان آدمیوں کا ہے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دموں جیسے کوڑے ہوں گے جن کے ساتھ وہ لوگوں کو ماریں گے۔''

اس ارشاد نبوی ﷺ میں اظہار حسن و جمال' بے پردگی باریک اور چھوٹے کپڑے پہننے، حق اور عفت سے اعراض اور لوگوں کو باطل کی طرف مائل کرنے والی عورتوں کے لئے شدید ترین وعید ہے نیز لوگوں پر ظلم و زیادتی کرنے والوں کو بھی یہ وعید سنائی گئی کہ وہ جنت سے محروم رہیں گے۔ (نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ مِنْ ذٰلِكَ)

ایک عظیم ترین فتنہ یہ ہے کہ آج بہت سی مسلمان عورتیں چھوٹے چھوٹے کپڑے پہننے' بالوں اور محاسن کے ننگا کرنے' کفار و فساق کی عورتوں کی طرح بالوں کے سٹائل بنانے اور مصنوعی بالوں کی وگیں وغیرہ لگانے میں عیسائی اور ان جیسی دوسری کافر عورتوں کی مشابہت کرنے لگی ہیں' حالانکہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ﴾

''جس شخص نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔''

اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ نیم عریاں قسم کے لباس پہننے کی مشابہت اختیار کرنے کی وجہ سے کس قدر فتنہ و فساد برپا ہو رہا ہے اور دین و حیا میں کمی پیدا ہو رہی ہے لہٰذا اس سے اجتناب انتہائی ضروری ہے اور عورتوں کو نہایت سختی سے منع کرنا عین فرض ہے ورنہ یہ فتنہ و فساد نہایت شدت اختیار کر جائے گا اور اس کا انجام انتہائی تباہ کن ثابت ہوگا۔ ان مسائل میں چھوٹی بچیوں کے ساتھ بھی تساہل روا نہیں رکھنا چاہئے کیونکہ بچپن میں جس انداز کی تربیت ہوگی بڑی ہو کر وہ انہیں عادات کو اپنائیں گی لہٰذا اے بندگان الٰہی! اللہ سے ڈرو' اللہ تعالیٰ نے جن اشیاء کو حرام قرار دیا ہے' ان سے اجتناب کرو' نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو اور حق و صبر کی وصیت کرو اور یاد رکھو ان امور کے سلسلہ

میں اللہ تم سے یقیناً باز پرس کرے گا اور اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا اور وہ ہمیشہ صابر' متقی اور محسن لوگوں کا ساتھ دیتا ہے لہٰذا صبر کرو' دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کرو اور اللہ سے ڈر جاؤ۔

بلاشک وشبہ یہ فریضہ دوسروں کی نسبت حکام' امراء، قضاۃ اور بڑے بڑے اداروں کے سربراہوں پر زیادہ عائد ہوتا ہے کیونکہ ان حضرات کے سکوت کی وجہ سے یہ فتنہ عظیم سے عظیم تر ہو جائے گا لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اس فتنہ کا سد باب صرف انہی پر فرض ہے بلکہ یہ تو تمام مسلمان پر فرض ہے خصوصاً عورتوں کے اس فتنہ کو کچل دینا چاہئے اور ذرہ بھر تساہل نہیں کرنا چاہئے کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بلا کو ختم کر کے ہمیں اور ہماری عورتوں کو سیدھے راستے کی ہدایت دے دے۔"

بے پردگی میں خواتین کا تحفظ ہے یا پامالی......؟

پردہ خواتین کے لئے ایک ایسا قلعہ ہے جہاں وہ تماش بین آنکھوں سے اپنا بچاؤ کر سکتی ہیں بے پردہ خواتین اپنا تحفظ کھو دیتی ہیں ان کے جسمانی خدوخال اوباش نظروں سے اپنی داد پاتے ہیں۔ ان کے حسن سے پھر ایک شوہر ہی نہیں زمانہ فیض یاب ہوتا ہے اور یہ اس کے لئے کوئی عزت و وقار والی بات نہیں بلکہ اس کی بے بسی اور لاچاری ہے۔ تجزیہ نگاروں کی نظر میں پردہ دار خواتین کے مقابلہ میں بے پردہ خواتین کی عصمت دری کے واقعات زیادہ ہیں۔ بے پردگی میں خواتین کا گھر سے باہر نکلنا، مردوں کو بطور خاص پیچھے آنے کی دعوت دینا ہے۔ بقول شاعر

مجھی سے سب کہتے ہیں کہ رکھ نیچی نگاہ اپنی
ان سے کوئی نہیں کہتا نہ نکلو یوں عیاں ہو کر

زنا بالجبر کی وارداتوں کو اگر ختم نہیں کیا جاسکتا تو پردہ کے ذریعہ کم ضرور کیا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائک خواتین کے اسی مطالبہ کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

آپ کہتے ہیں کہ آپ نے عورت کو حقوق دیئے ہیں۔ مگر یہ حقوق محض نظری طور پر

دیے گئے ہیں عملاً آپ نے عورت کو ایک طوائف اور ایک داشتہ کی حیثیت دے دی ہے۔

میں محض پردے کے موضوع پر کئی دن تک گفتگو کر سکتا ہوں۔ لیکن میں اپنا جواب مختصر رکھتے ہوئے ایک مثال پیش کرنا چاہوں گا۔

فرض کیجیے دو خواتین ہیں جو آپس میں جڑواں بہنیں ہیں"۔ اور دونوں خواتین یکساں خوبصورت ہیں۔ دونوں ایک گلی میں سے گزر رہی ہیں۔ گلی کی نکڑ پر ایک بدمعاش کھڑا ہے۔ جو لڑکیوں کو چھیڑتا ہے، تنگ کرتا ہے۔ یہ دونوں خواتین یکساں خوبصورت ہیں لیکن ایک اسلامی لباس میں ہے یعنی اس نے پردہ کیا ہوا ہے جب کہ دوسری مغربی لباس میں ہے یعنی اس نے منی سکرٹ وغیرہ پہنا ہوا ہے۔ اب یہ بدمعاش ان میں سے کسے چھیڑے گا؟ ظاہر ہے کہ مغربی لباس والی خاتون کو۔

یا فرض کیجیے کہ ان میں سے ایک خاتون تو پردے میں ہے اور دوسری بھی شلوار قمیص میں ہے لیکن اس کا لباس تنگ ہے، سر سے دوپٹہ غائب ہے اس صورت میں بھی وہ کسے چھیڑے گا؟ پردہ دار خاتون کو یا بے حجاب خاتون کو؟ صاف ظاہر ہے کہ دوسری خاتون کو۔

اس بات کا ایک عملی ثبوت ہے کہ اسلام نے عورت کو حجاب کا حکم اس کی عزت اور وقار کی حفاظت کے لیے دیا ہے اس کی عزت گھٹانے کے لیے نہیں۔

عورت کی گواہی مرد کے برابر ہونی چاہئے:

خواتین کا ایک مطالبہ یہ بھی ہے کہ ان کی گواہی مرد کے برابر ہونی چاہئے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر قرار دینا عورتوں کی توہین اور حق تلفی ہے حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں صرف چند مخصوص نوعیت کے معاملات میں مرد کو ترجیح دی گئی ہے، اور ان معاملات میں ایک مالی فیصلہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد ریاضیاتی معلومات کو عورتوں کے مقابلہ میں زیادہ یاد رکھنے والے ہیں جیسا کہ:

ٹائمس آف انڈیا (18 جنوری 1985) میں یو پی آئی کے حوالہ سے ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ یہ رپورٹ اخبار کے صفحہ 9 پر ہے اور اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

MEMORISING ABILITY: Men have a greater ability to memorise and process mathematical information than women but females are better with words, a Soviet scientist says, reports UPL. 'Men dominate mathematical subjects due to the peculiarities of their memory. Dr. Vladimir Konovalov told the Tass news agency. "The stronger sex showsgreter difficulties in processing and adapting language material."

عورتوں کے مقابلہ میں مردوں کے اندر اس بات کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ ریاضیاتی معلومات کو یاد رکھیں اور اس کو ترکیب دے سکیں۔ مگر عورتیں الفاظ میں زیادہ بہتر ہوتی ہیں۔ یہ بات ایک روسی سائنس دان نے کہی۔ ڈاکٹر ولادیمیر کونو ولوف نے تاس نیوز ایجنسی کو بتایا کہ مرد ریاضیاتی موضوعات پر چھائے ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ ان کے اندر حافظہ کی خصوصی صلاحیت ہے۔ جبکہ صنف قوی لسانی مواد کو ترکیب دینے اور استعمال کرنے میں زیادہ مشکل محسوس کرتا ہے۔

ایک مرد کے مقابلہ میں دو عورتوں کی گواہی مالی معاملات میں عورتوں کی بہتری کے لئے ہے اس لئے کہ حیاتیاتی طور پر عورت کی یادداشت مرد سے کم ہے دو عورتوں کی گواہی میں حکمت بھی یہی ہے کہ اگر ایک عورت الجھ جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے گویا عورت اور مرد میں گواہی کا فرق ضرورت کے پیش نظر ہے نہ کہ فضیلت کے اعتبار سے۔

اسلام میں عورت کا مقام:

خواتین کے حقوق کا نعرہ بلند کرنے والی عورتیں یا تو اسلام سے ناواقف ہیں یا پھر انہوں نے گہری نظر سے اسلام کا مطالعہ نہیں کیا اسلام نے عورت کو ذلت کی پستیوں سے نکال کر ثریا کی بلندی پر پہنچایا ہے۔ اسے مذہبی، روحانی، معاشرتی، معاشی، سیاسی، قانونی

اور تعلیمی حقوق عنایت کئے اور اسے ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کا روپ دے کر قابل احترام بنایا جب کہ اسلام سے پہلے گھر اور معاشرہ میں عورت کی حیثیت ساز وسامان یا پالتو جانور کی سی تھی جس کے پاس اپنی مرضی یا رائے کا کوئی اختیار نہیں تھا اس سے جان چھڑانے کے لئے پیدا ہوتے ہی اس کا گلا دبایا جاتا یا زندہ دفن کر دیا جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی اس گندی حرکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ (سورة النحل:58-59)

(اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوش خبری دی جاتی، تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا اور وہ غم سے بھرا ہوتا۔ اسے دی گئی بشارت کی وجہ سے لوگوں سے چھپتا پھرتا۔ آیا ذلت کے باوجود اس کو (اپنے پاس) رکھ لے یا اسے مٹی میں ٹھونس دے۔ آگاہ رہو، کہ ان کا فیصلہ بڑا برا ہے)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ﴾ (سورة زخرف:17)

(اور جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوش خبری دی جائے، جس کی اس نے رحمان کے لئے مثال بیان کی ہے، تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے۔)

اسلام نے اس رسم بد کا خاتمہ کیا اور بیٹیوں کو کھلانے پلانے اور ان کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا چند روایات اس ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا

''مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ ، وَأَطْعَمَهُنَّ ، وَسَقَاهُنَّ ، وَكَسَاهُنَّ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ'' [1]

(جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں، اور وہ ان پر صبر کرے، انہیں اپنی استطاعت کے مطابق کھلائے، پلائے اور پہنائے، تو وہ اس کے اور (دوزخ کی) آگ کے درمیان پردہ بن کر حائل ہو جائیں گی۔)

ب: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا: ''میرے پاس ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کے ہمراہ آئی۔ اس نے مجھ سے سوال کیا، لیکن اس نے میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہ پایا۔ میں نے اس کو وہی دے دی۔ اس نے اس کو لے کر ان دونوں میں تقسیم کر دیا اور خود اس میں سے کچھ نہ کھایا۔ پھر وہ اٹھی اور اپنی دونوں بیٹیوں کے ہمراہ چلی گئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے، تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا واقعہ سنایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ ، فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ ، كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ''

(جس شخص کو ان بیٹیوں میں سے کسی چیز کے ساتھ آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے ان کے ساتھ احسان کیا، تو وہ اس کے لئے (جہنم کی) آگ کے مقابلے میں رکاوٹ ہوں گی۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا ، مَا صَحِبَتَاهُ ، أَوْمَا صَحِبَهُمَا ، إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ'' [2]

---

[1] (صحیح) سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب بر الوالد والاحسان الی البنات

[2] حسن سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب بر الوالد والاحسان الی البنات

''کوئی شخص ایسا نہیں، کہ اس کے ہاں دو بیٹیاں ہوں اور وہ دونوں جب تک اس کے ساتھ رہیں، یا وہ ان کے ساتھ رہے، ان کے ساتھ احسان کرتا رہے، مگر وہ دونوں اس کو جنت میں داخل کروادیں گی۔''

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، أَنَا وَهُوَ ،'' وَضَمَّ أَصَابِعَهُ'' [1]

''جس شخص نے دو بیٹیوں کی، بلوغت کو پہنچنے تک، پرورش اور تربیت کی، وہ قیامت کے دن (اس طرح) آئے گا کہ میں اور وہ (یوں ایک ساتھ ہوں گے) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو آپس میں ملایا۔''

امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''میرے ہاں ایک مسکین عورت اپنی دو بیٹیوں کو اُٹھائے ہوئے آئی۔ میں نے اس کو کھانے کے لئے تین کھجوریں دیں، تو اس نے ان دونوں میں سے ہر ایک (بیٹی) کو ایک ایک کھجور دے دی۔ اور (پھر) خود کھانے کی خاطر کو اپنے منہ کی طرف ایک کھجور اٹھائی۔ دونوں بیٹیوں نے اس سے اس (کھجور) کو مانگا تو اس نے وہ کھجور بھی، جو وہ کھانا چاہتی تھی، ان دونوں میں تقسیم کر دی۔

اس عورت کے طور طریقہ نے مجھے حیرت زدہ کر دیا۔ میں نے اس کے طرز عمل کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ أَوْ اعْتَقَ بِهَا مِنَ النَّارِ'' [2]

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اس (عمل) کی وجہ سے جنت کو واجب کر دیا یا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصله والادب باب فضل الاحسان الی البنات

[2] صحیح مسلم کتاب البر والصلة والآداب باب فضل الاحسان إلی البنات

اس (عمل) کے سبب اس کو (دوزخ کی) آگ سے آزاد کر دیا ہے۔"

اسلام نے عورت کو اظہار رائے کی آزادی دی ہے اور اس پر زبردستی کرنے سے قطعی روک دیا ہے کہ نکاح کو بھی اس کی مرضی پر موقوف کیا عورت کی مرضی کے بغیر اس سے نکاح نہیں کیا جاسکتا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ"

"بیوہ کا نکاح، اس کے مشورہ کے بغیر نہ کیا جائے، اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت کئے بغیر نہ کیا جائے۔"

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟"

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی اجازت کیسے ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أَنْ تَسْكُتَ" [1]

("یہ کہ وہ خاموش رہے")

اگر عورت کی مرضی کے برعکس زبردستی اس کا نکاح کر دیا جائے تو اسلام عورت کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ ایسے نکاح کو رد کر دے۔

امام بخاری نے حضرت خنساء بنت خدام انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے:

"أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا ، وَهِيَ ثَيِّبٌ ، فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ، فَأَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهَا" [2]

"ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا اور تب وہ بیوہ تھیں، انہیں یہ (نکاح) پسند نہ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح رقم الحدیث: 5136

[2] صحیح بخاری، کتاب النکاح رقم الحدیث: 5138

تھا۔اس لیے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو آپ ﷺ نے اس نکاح کو فسخ کر دیا۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

"أَنَّ جَارِيَةً بِكْرًا أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا، وَهِيَ كَارِهَةٌ، فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ" [1]

(بلاشبہ ایک دوشیزہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، کہ اس کے والد نے اس کا نکاح کیا ہے اور وہ اس کو ناپسند کرتی ہے، تو نبی کریم ﷺ نے اس کو اختیار دے دیا۔)

اسلام نے عورتوں کے حقوق میں کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا کوئی بھی صاحب علم عورت تعصب چھوڑ کے گہری نظر سے اسلام کا مطالعہ کرے تو اسے اپنے حقوق میں کوئی پہلو ادھورا نظر نہیں آئے گا مضمون کے آخر میں قرآن حکیم سے چند آیات درج کی جارہی ہیں جن سے پتہ چلے گا کہ عورت کے احترام کا درس خود رب تعالیٰ نے دیا ہے اس اعتبار سے مسلمانوں کے لئے عورت کی عزت وتکریم کرنا ایک شرعی فریضہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا لِّتَسْكُنُوٓا۟ إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾ (الروم 21/30)

"اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تم ہی میں سے جوڑے پیدا کیے تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان مودت ورحمت پیدا فرمادی۔"

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰٓ أَن تَكْرَهُوا۟ شَيْـًٔا وَيَجْعَلَ ٱللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ (النساء 19/40)

"عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں (تب بھی ان سے نباہ

[1] (صحیح) سنن ابن ماجه ابواب النكاح باب من زوج ابنتة وهي كارهة

کرو) ہو سکتا ہے کہ جس کو تم ناپسند کرتے ہو' اس میں اللہ تعالیٰ خیر کثیر پیدا فرما دے۔''

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (البقرہ: 228/2)

''ان عورتوں کے لئے (مردوں پر) معروف کے مطابق وہی (حقوق) ہیں جو عورتوں پر (مردوں کے لئے) عائد ہوتے ہیں۔''

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النحل 97/16)

''جس کسی نے بھی' چاہے وہ مرد ہو یا عورت' عمل صالح کیا اور وہ مومن ہے تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے بہترین عملوں کا ضرور بدلہ دیں گے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ﴾

(آل عمران 195/3)

''میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کروں گا (بلکہ بہترین بدلہ دوں گا) چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔''

اور اس مفہوم کو سورۂ احزاب میں تفصیل سے بیان کیا۔ فرمایا:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾(الاحزاب33/35)

''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں' مومن مرد اور مومن عورتیں' فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں، راست گو مرد اور راست گو عورتیں' صابر مرد اور صابر عورتیں' خشوع کرنے والے مرد' اور خشوع کرنے والی عورتیں' صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں' روزے دار مرد اور روزے دار عورتیں' شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں' اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو بہت یاد کرنے والی عورتیں' اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کیا ہے۔''

مذکورہ آیات واحادیث سے واضح ہے کہ اسلام نے مرد وعورت کے حقوق میں توازن رکھا ہے اور عورت کو ہر طرح کا تحفظ عنایت کیا ہے، اب حقوق کے نام پر اسلام کے خلاف بدگمانی کرنا اور کیچڑ اچھالنا نری جہالت اور کم عقلی ہے، خواتین کا عالمی دن منانے والی عورتوں کو پردہ نوچ کر پھینکنے اور غیر فطری حقوق کا مطالبہ کرنے کی بجائے اسلام کا مطالعہ کرنا چاہیے اسلامی تعلیمات میں انہیں اپنے حقوق اور وہ روشنی ملے گی جو بازاروں اور محفلوں میں نہیں ہے۔

حجاب و شرم و حیاء زندگی ہے عورت کی
جو یہ نہ ہو تو برابر ہے پھر وجود و عدم
وہی ہے راہ تیرے عزم و شوق کی منزل
جہاں ہیں عائشہ و فاطمہ رضی اللہ عنہما کے نقش قدم

اپریل فول

(April Fool)

اپریل فول

(April Fool)

چند دن قبل مجھے میرا ایک انتہائی عزیز دوست ملا اور کہنے لگا: عرصہ ہوا تم سے ملاقات نہیں ہوئی اب تو تم اچھے خاصے مولوی بن گئے ہو ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا فرمایئے:

کہنے لگا میری نئی نئی شادی ہوئی ہے میں اپنی بیگم کو مذاق کے طور پر ذرا تنگ کرنا چاہتا ہوں اس طرح سے کہ اگر میں یکم اپریل کو فون پر اسے طلاق دے دوں اور برا بھلا بھی کہوں اور پھر شام کو جا کر اسے کہہ دوں جانی! یہ تو اپریل فول تھا تو کیا اس طرح طلاق واقع ہو جائے گی۔

میں اس دوست کے منہ کو تک رہا تھا جو کلین شیو کیے مغربی لباس میں ملبوس میری طرف مستفسرانہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے کہا دوست پہلے تو نے اپنے چہرے اور لباس کو مغربی رنگ میں رنگ لیا ہے اب تم مغربی رسومات کو اختیار کر کے بے غیرتی کے گڑھے تک پہنچ جاؤ گے اپنے گھر کو بھی برباد کر لو گے اور تم خود ہی زندگی میں تلخیوں کا بیج بوؤ گے اس لئے کہ اس میں ایک طرف تو تم شریعت کا مذاق اُڑاؤ گے اور دوسری جانب تمہاری بیوی کے دل میں اس مذاق کے بعد ہمیشہ کے لئے شکوک وشبہات اُبھرنا شروع ہو جائیں گے۔

قارئین کرام! یہ تو بڑی واضح سی بات ہے کہ جس چیز کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہو اور اس سے مقصود بھی محض تفریح ہو اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اسلام نے تو جھوٹ کو دوزخ میں لے جانے والا فعل قرار دیا ہے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

﴿عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا ﴾ [1]

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچ کو لازم پکڑلو اس لئے کہ سچائی جنت کی جانب رہنمائی کرتی ہے اور آدمی ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو اس لئے کہ جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کی طرف لے جاتے ہیں اور آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں وہ جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

معلوم ہوا کہ جھوٹ جہنم کے راستوں میں سے ایک راستہ ہے اور جھوٹ بولنے والا درحقیقت جہنم کا بیوپار کرتا ہے اور بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ اسلام میں ہمیں ایک دن دیا ہے کہ خوشی ومسرت کے لئے تم جس قدر چاہو جھوٹ بول لو حالانکہ اسلام نے اس دن کے بارے میں کوئی معلومات تو کجا کہیں ہلکا سا اشارہ بھی نہیں ملتا اور یہ خالصتاً مغربی خرافات سے درآمد شدہ ہے اس دن کی ابتداء کرنے والے بھی غیر مسلم ہیں اور اس کو پروان چڑھانے والے بھی غیر مسلم اور عنقریب ہم انشاء اللہ یہ ثابت بھی کریں گے اور بعض کہتے ہیں اسلام نے خوش مزاجی اور مزاح کی اجازت دی ہے اور خوش خلقی ،خوش دلی کو مستحسن نظروں سے بھی دیکھا ہے ہاں یہ بات درست ہے اسلام میں آپس کے تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے خوش طبعی ایک اچھا فعل ہے لیکن جھوٹ کی اجازت نہیں دی بلکہ خوش مزاجی اور مزاح

---

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله

کا دائرہ بھی اسلام میں سچائی کے گرد ہی گھومتا ہے یاد رکھئے وہ مذاق وخوش طبعی اور ظرافت جس میں جھوٹ شامل ہو اسلام اسے بھی اچھا نہیں سمجھتا حدیث مبارک ہے۔

﴿عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَهُ ثُمَّ وَيْلٌ لَهُ﴾ [1]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جو جھوٹی باتیں کرتا ہے تا کہ لوگوں کو ہنسائے ہاں اس کے لئے ہلاکت ہے اس کے لئے ہلاکت ہے۔''

خود پیارے حبیب ﷺ سے خوش طبعی کے کئی واقعات ملتے ہیں لیکن ان میں ذرہ بھر جھوٹ نہیں بلکہ وہ سچائی پر مبنی ہیں مثال کے طور پر چند ایک ملاحظہ فرمائیے:

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی سواری عنایت فرمائیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم تجھے اونٹنی کا بچہ دے دیں گے اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اونٹنی ہی تو اونٹ کو جنم دیتی ہے۔ [2]

☆ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے بطور مزاح کے فرمایا: ارے دو کان والے۔ [3]

☆ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام فلاں! جنت میں بوڑھے داخل نہیں ہوں گے یہ سن کر وہ بڑھیا روتے ہوئے واپس جانے لگی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے بتاؤ کہ یہ بڑھاپے کی حالت میں جنت نہیں

---

[1] (حسن) سنن ابی داؤد، کتاب الادب باب فی التشدید فی الکذب وقال الشیخ الالبانی حسن سند الحدیث

[2] جامع ترمذی باب ماجاء فی المزاح

[3] (صحیح) سنن ابی داؤد، کتاب الادب باب ماجاء فی المزاح

جائے گی بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ بوڑھی عورتوں کو نئے سرے سے جوان کردیں گے۔ ❶

غور فرمایئے یہ خوش طبعی اور ہنس مکھی کی باتیں بھی ہیں اور ان میں ذرہ بھر جھوٹ بھی شامل نہیں ایسے ہی کئی واقعات نبی کریم ﷺ سے ملتے ہیں گویا اسلام نے خوش مذاقی سے نہیں روکا بلکہ جھوٹ سے روکا ہے۔

وہ خاص امور جن میں جھوٹ بولنا جائز ہے:

دو لڑے ہوئے شخصوں کے درمیان صلح کروانے کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے یعنی ان کو قریب لانے اور ان کے دلوں سے باہمی بغض وعناد دور کرنے کے لئے اپنی طرف سے ایسی جھوٹی باتیں بنا کر ان کے سامنے پیش کرنا جس سے بغض وعناد کی برف پگھل جائے اور ان کی دوریاں قربت میں بدل جائیں تو عنداللہ یہ شخص جھوٹا یا چغل خور شمار نہیں ہوگا۔

اسی طرح جنگ کے موقع پر مسلمانوں کو نقصان سے بچانے کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے وگرنہ مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچ سکتا ہے۔

تیسرا موقع میاں بیوی کی باہمی گفتگو کا ہے معاشرتی زندگی میں بھی بہت سے موڑ ایسے آتے ہیں کہ ازدواجی تعلق کو برقرار رکھنے یا انہیں خوشگوار بنانے کے لئے خاوند کو بیوی سے یا بیوی کو خاوند سے کچھ باتیں چھپانی پڑ جاتی ہیں ایسے خاص موقعوں اور ضرورتوں پر اخفائے حال کے لئے کچھ جھوٹ بولنا جائز ہے تاہم اس رخصت کا مطلب مطلقاً جھوٹ کی اجازت نہیں ہے کہ میاں بیوی آپس میں ہر وقت جھوٹ ہی بولتے رہیں دونوں کا کردار ایک دوسرے پر آئینے کی مانند شفاف ہونا چاہئے ہاں کسی خاص مجبوری کے پیش نظر اس کی اجازت ہے۔

ان تینوں مواقع کا احادیث میں ذکر یوں ہے:

﴿قَالَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ وَلَمْ أَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ تَعْنِي الْحَرْبَ وَالْإِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ

❶ شمائل ترمذی، وقال الشیخ الالبانی فی غایۃ المرام حسن، رقم:375

وَحَدِيْثُ الرَّجُلِ اِمْرَأَتَهُ وَحَدِيْثُ الْمَرْأَة زَوْجَهَا﴾ ;

''سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے تین موقعوں کے جھوٹ میں رخصت دیتے نہیں سنا اور تین موقعوں سے مراد وہ لیتی تھیں جنگ کا موقع، لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا موقع اور مرد کا اپنی بیوی سے اور بیوی کا اپنے خاوند سے بات کرنے کا موقع۔''

معلوم ہوا کہ ان مواقع کے علاوہ جھوٹ بولنا جائز نہیں خواہ اس کا تعلق سنجیدگی سے ہو یا محض دل لگی اور خوش طبعی سے اس لئے کہ سچ میں عزت ہے جھوٹ بولنے میں ذلت ورسوائی ہے کہ جھوٹا آدمی بے اعتبار ہوتا ہے سچا وفادار ہوتا ہے جھوٹا آدمی گنہگار ہوتا ہے اور سچا آدمی ثواب کا حقدار ہوتا ہے اور جس نے ایک جھوٹ بولا تو اسے اس جھوٹ کو چھپانے کے لئے نجانے اور کتنے جھوٹ بولنے پڑیں گے انسان کو پتہ ہی نہیں ہوتا اور وہ مصائب میں پھنستا چلا جاتا ہے

اپریل فول منانا کیوں جائز نہیں؟

مسلمانوں کیلئے اپریل فول ڈے منانے میں تین اعتبار سے شدید ممانعت ہے۔

۱ اس میں انسان جھوٹ بولتا ہے۔

۲ دوسرے بھائی سے دھوکہ کرتا ہے۔

۳ اپنے مسلمان بھائی کو تکلیف پہنچاتا ہے۔

جھوٹ کی وضاحت تو ہو چکی رہا دھوکہ تو یکم اپریل کو آدمی دوسرے بھائی کو بے وقوف بنانے کے لے ایسے طریقے اختیار کرتا ہے جو دھوکہ دہی کے زمرے میں آتے ہیں جیسے کسی کو ٹافی کھلانے کے بہانے صابن کا ٹکڑا اسی انداز سے کاٹ کر کھلا دیا جس سے بعض دفعہ کھانے والا آدمی قتل تک ہو جاتا ہے اور اسلام میں دھوکہ دہی سے سختی سے روکا گیا ہے۔

اور آدمی اپنے مسلمان بھائی کو اذیت دینے کا باعث بنتا ہے مثال کے طور پر کسی کو فون

---

[1] صحیح مسلم، باب تحریم الکذب و بیان المباح منه

کردیا کہ دوست! تیرا باپ فوت ہوگیا ہے۔ جلدی سے گھر پہنچ یا فلاں ہسپتال چلا جا، وہ روتا دھوتا بدحواسی کے عالم میں وہاں پہنچے گا تو بتایا جائے گا جناب یہ تو جھوٹ تھا چونکہ آج اپریل فول ڈے ہے اس لیے تجھے اس طرح تنگ کرنا میرے لئے جائز تھا۔ گویا کہ ہم اپنے قول و فعل سے دوسرے مسلمان بھائی کو تنگ کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔ [1]

''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان بھائی محفوظ و مامون رہیں۔''

اور ان حرکات کے حرام ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس میں یہود و نصاریٰ سے مشابہت ہے جب کہ اس مشابہت سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے اور یہ دن منانا بھی بالکل ایسے ہی ہے جیسے غیر مسلموں کے تہوار نوروز اور مہرجان کا دن منالینا اور آج کے غیر مسلم تہوار بھی انہی جشن کے دنوں کی مانند ہیں تو جس طرح وہ جشن منانا مسلمانوں کے لئے حرام تھا اسی طرح یہ دن منانا بھی حرام ہے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

((مَنْ بَنٰى بِبِلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ وَصَنَعَ نَيْرُوْزَهُمْ وَمَهْرَجَانَهُمْ حَتّٰى يَمُوْتَ حُشِرَ مَعَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [2]

''جس نے مشرکین کے ملک میں گھر بنایا ان کے نوروز اور مہرجان کے جشن منائے اور اسی حالت میں موت آ گئی تو وہ قیامت کے روز انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔''

اپریل فول کی تاریخی حیثیت:

سولہویں صدی عیسوی تک فرانس میں نیا انگریزی سال اپریل کی پہلی تاریخ کو شروع

---

[1] صحيح مسلم كتاب الايمان، باب تفاضل الاسلام وأى اموره افضل

[2] سنن بيهقى: 234، باب كراهية الدخول 2/ 167

ہوا کرتا تھا اور نئے سال کے استقبال کے لئے لوگ مختلف تقریبات کا اہتمام کرتے ڈانسنگ پارٹیاں رات گئے تک اپنے کام میں مصروف رہتیں اس خوشی میں شریک ہونے کے لئے اور بھی مختلف طریقے اختیار کئے جاتے ۱۵۶۴ء میں (Pope Gergory) نے عیسائی دنیا میں لیک نئے کلینڈر کو متعارف کروایا جس میں نیا سال جنوری سے شروع ہونا تھا چنانچہ ۱۶۴۵ء میں فرانس کے حکمران شارل نہم نے اپریل کی بجائے جنوری سے سال شروع کرنے کا حکم دے دیا لیکن کچھ لوگ ایسے تھے جن تک شاید یہ اعلان پہنچ نہیں سکا تھا یا انہوں نے اس تبدیلی پر یقین نہیں کیا چنانچہ انہوں نے سابقہ روایات کے مطابق اپریل کی پہلی تاریخ کو نیا سال منانے کا مختلف انداز سے اہتمام کیا جب کہ دیگر لوگوں نے انہیں تماشہ بناتے ہوئے ان سے دل لگی کی اور انہیں (April Fool) اپریل کے بیوقوفوں کے نام سے پکارا اور ان کی جانب مختلف پیغامات بھی ارسال کئے اس سے یہ سلسلہ ایسا چل پڑا کہ ہر سال یکم اپریل کو لوگوں کو بے وقوف بنایا جانے لگا فرانس میں آج کل اپریل فول (Pissond April) یعنی اپریل کی مچھلی سے پکارا جاتا ہے۔ اور فرانسیسی بچے کاغذ کی مچھلیاں اپنے دوستوں کے پیچھے چپکا کر انہیں بیوقوف بناتے ہیں۔

امریکی اپریل کی پہلی تاریخ کو اپنے دوستوں کو مختلف انداز سے دھوکہ دے کر انہیں بے وقوف بناتے ہیں انیسویں صدی میں اساتذہ اپنے شاگردوں کو بے قوف بنانے کے لئے کہتے وہ دیکھو! ہنسوں کا گروہ اس جانب نشان دہی بھی کرتے اور یوں انہیں بے قوف بناتے طلباء اپنے کلاس فیلوز کو یہ کہتے ہوئے بے وقوت بناتے کہ آج سکول بند ہے جو ان کا شکار ہو جاتا اسے اپریل فول کے نام سے پکارتے اور یاد کرتے۔

یورپ میں اس کی ابتداء کیسے ہوئی ڈاکٹر عبداللہ القریونی کے مطابق ایک انگریزی اخبار ایفنج سٹار نے ۳۱ مارچ ۱۸۴۶ء کو اعلان کیا کہ کل یکم اپریل کو فلاں شہر کے زراعتی فارم میں گدھوں کی نمائش اور میلہ ہوگا لوگ یکم اپریل کو اس زراعتی فارم پر پہنچے بہت بڑا ہجوم ہوا لوگ نمائش کا انتظار کرنے لگے جب وہ انتظار کر کے تھک گئے تو پوچھنا شروع کیا میلہ کب

ہوگا؟ تب انہیں بتایا گیا کہ آج چونکہ یکم اپریل ہے اس لئے جو لوگ اس میلہ کو دیکھنے آئے ہیں اور گدھوں کی نمائش دیکھنا چاہتے ہیں وہ خود ہی گدھے ہیں خود کو دیکھ لیں اس طرح ایک اخبار ڈریک نیوز لیٹر میں اعلان ہوا کہ یکم اپریل کو لندن ٹاور میں شیروں کے غسل کا عملی مظاہرہ ہوگا لوگ وہاں پہنچے تو کچھ بھی نہ تھا۔

یہ واقعات اور چھوٹے موٹے واقعات اس تسلسل سے ہوتے رہے کہ یہ دن ایک مکمل حیثیت اختیار کر گیا عیسائیوں سے شروع ہوا عیسائیوں نے اس کی ابتداء کی مسلمانوں نے اسے اپنا لیا سوچنے کی بات ہے عیسائیوں نے کبھی ہماری مسجد میں آ کر نماز نہیں پڑھی ہمارے اسلامی شعائر کو کبھی قبول نہیں کیا بلکہ وہ ہمیشہ سے ہمارے دشمن اور ہم سے نفرت کرنے والے اور ہم ان کے تہواروں کو منا کر ان سے محبت اور فرمان رسول ﷺ سے نفرت کا اظہار کرنے والے ہیں اور اسلام احمقانہ حرکات اور خرافات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا جب کہ اپریل فول ڈے ہے ہی احمقانہ خرافات کا مجموعہ اور غیر مسلموں کا تہوار۔

ثبوت کے لئے ملاحظہ فرمایئے: (لغت کی چند کتابوں سے)

April Fool: One on whome som practical Joke is played on Ist April (GEM Pracitical DIctionary)

وہ شخص جسے لوگ یکم اپریل کو عملی طور پر بے وقوف اور احمق بنائیں وہ اپریل فول کہلاتا ہے۔ (جی۔ امی۔ ایم پریکٹیکل ڈکشنری)

India at the feast of Huli the last day of which is March 31 the Chief amusements the befooling of People by sending them on fruiless foolish errands.

انڈیا میں ہولی کے میلہ پر آخری دن ۳۱ مارچ کو یعنی (اپریل سے ایک دن پہلے) اہم تفریح لوگوں کو بے فائدہ اور احمقانہ پیغامات سے بے وقوف بنانے کا مشغلہ ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا آف بریطانیہ جلد ۲ ص ۱۴۹)

اپریل فول (April fool) پہلی اپریل کو دوسروں کو احمق بنانے کی رسم (فیروز اللغات اردو)

اپریل فول اپریل کا احمق یکم اپریل کو لوگوں کو احمق بنانے کا مغربی طریقہ اس دن حیرت واستعجاب پھیلانے والی سنسنی خیز خبروں سے ایک دوسرے کو بے وقوف بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ (پاپولر اردو لغات)

غرض یہ کہ آپ کوئی بھی لغت و معلومات کی کتاب اٹھالیں وہاں اپریل فول کو حماقت اور بے وقوفی پر مبنی چیزوں کی جانب منسوب کیا گیا ہوگا اور اس کی کڑیاں غیر مسلم اقوام سے ملتی ہوئی نظر آئیں گی لیکن وائے افسوس کہ ہم یہ جانتے ہوئے کہ اسلام میں جھوٹ اور دھوکہ دہی حرام ہے اپنے مسلمان بھائی کو تکلیف دینا حرام ہے اور یہ جانتے ہوئے کہ نبی رحمت ﷺ کا فرمان ہے تم یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو ہم مخالفت کی بجائے ان کے دن منا کے ان سے موافقت کرتے ہیں اور جس کے پاس جتنے وسائل ہیں اتنے ہی بھرپور طریقے سے ان وسائل کو استعمال کرتے ہوئے وہ سر عام موافقت کرتا ہے میرے ایک دوست کا پریس مارکیٹ میں کام ہے اپریل سے چند دن قبل میں کچھ اوراق کمپوزنگ کروانے کے لئے اس کے ہاں گیا تو کہنے لگا اس بار ہم اپریل فول پر عجیب ڈرامہ رچانے والے ہیں اپنے کمپیوٹر پر کسی دوست کا شادی کارڈ بنائیں گے اپنے پریس سے اسے تیار کریں گے پھر اس کی جانب سے تمام احباب کو بھیجیں گے کہ یکم اپریل آپ کو شادی کی دعوت ہے کیا اس طرح کرنے سے انہوں نے ایک دوست کے گھر والوں کو پریشان نہیں کیا؟ اور دیگر دوستوں کو اپنی مصروفیات چھوڑ کے اس احمقانہ فعل میں حصہ ڈالنے کی ترغیب اور زحمت نہیں دی اور کیا اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے وسائل کا غلط استعمال نہیں کیا اگرچہ ہم اسے وقتی مزاح سمجھتے ہیں لیکن درحقیقت نبی کریم ﷺ کے فرمان کو چھوڑ کے کافر اور مشرک کی بات کو مانتے ہیں جھوٹ سے اسلام کے چہرے کو داغدار کرتے ہیں۔ پھر خود کو محبّ رسول ﷺ بھی کہتے ہیں کیا ہمارے ہاں محبت صرف زبانی دعوؤں اور نعروں کا نام ہے جلسوں اور جلوسوں کا نام ہے......؟ اگر یہی محبت ہے تو پھر ہم نے غلط سمجھا ہے اس لئے کہ اللہ نے محبت کا ایک دائرہ

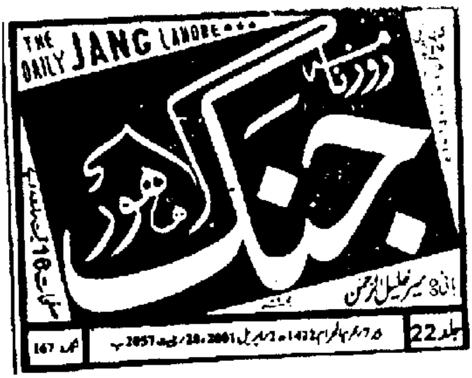
کار بنایا ہے جو اس میں داخل ہوگا وہ محب صادق ہے جو اس میں داخل نہیں ہوگا وہ کوتاہ ہے وہ دائرہ کار ہے۔

﴿اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً﴾(البقرة:۲۰۸)

''اسلام کے (دائرہ) میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ۔''

اور اپریل فول کو مسلم دنیا کس قدر معیوب سمجھتی ہے اس کے ثبوت کے لے ہم آ کر میں سعودی مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز ﷺ کا فتویٰ اور دیگر اخبار تراشے پیش کر رہے ہیں۔

شیخ عبدالعزیز بن باز کا فتویٰ





اپریل فول کافروں کا شغل اور مسلمانوں کیلئے حرام ہے: سعودی مفتی اعظم

صرف صلح، جنگ کے وقت اور میاں بیوی کی عزت کے تحفظ کیلئے جھوٹ کی اجازت ہے

ریاض (اے پی) سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ ...

یوم مئی
اور مزدور دن

یوم مئی اور مزدور دن

یکم مئی کا دن ہر سال آتا ہے اور اس دن ہمارے سکول کالجز، سرکاری دفاتر، ادارے، مارکیٹیں اور دکانیں بند ہوتی ہیں اور نعرہ لگایا جاتا ہے کہ یہ محنت کشوں کا دن ہے۔ دہقانوں کا دن ہے معماروں کا دن ہے فنکاروں کا دن ہے اور مزدوروں کا دن ہے تمام مزدور اس دن فیکٹریوں اور ملوں کو بند کر کے جلوس کی شکل میں سڑک پر نکل آتے ہیں۔ پر امن جلوس بھی ہوتے ہیں نعرے بازی اور ہنگامے بھی ہوتے ہیں۔ سرخ جھنڈے لہرا کے قرار دادیں پیش کی جاتی ہیں اور اس دن کو منانا مسلمان مزدور بھی اپنا حق سمجھتا ہے۔ لیکن افسوسناک صورتحال یہ ہے کہ اس دن کا مسلمانوں کی ثقافت اور اسلامی روایات سے کوئی تعلق نہیں بلکہ جس طرح دیگر غیر اسلامی دن جیسے بسنت ویلنٹائن ڈے، اپریل فول وغیرہ ہمارے معاشرہ میں رواج پا گئے ہیں اسی طرح یکم مئی کو مزدور دن منانا بھی خالصتاً غیر اسلامی ہے اور حصول حقوق کی آڑ میں معیشت کی تباہی اور مالک و مزدور کے مابین ایک خلیج حائل کرنے کے لئے اسے رواج دیا گیا ہے۔ اسلام میں کوئی خاص دن منانے سے مزدور کے حقوق متعین نہیں ہو جاتے بلکہ اسلام نے مستقل ایک نظام پیش کیا ہے جسے سامنے رکھ کے ہر دور اور ہر معاشرہ میں مالک و مزدور ہر دو کو مساوی حقوق دلائے جا سکتے ہیں۔

یکم مئی کی حقیقت کیا ہے؟ اس کا رشتہ و تعلق کس قوم سے ہے اس کی تاریخ کہاں سے شروع ہوتی ہے؟ ابھی مختصر طور پر ہم آپ کے سامنے بیان کرتے ہیں جس سے یہ واضح ہوگا کہ ہم کس طرح اسلامی روایات کو چھوڑ کے غیر مسلم رسومات پہ فخر و ناز کر رہے ہیں اور ہمارے خنجر سے ہماری تہذیب کس طرح قتل ہو رہی ہے۔

یکم مئی کی تاریخی حیثیت:

انیسویں صدی کے نصف میں روس میں مزدوروں سے روزانہ انیس بیس گھنٹے کام لیا جاتا تھا اور معاوضہ اتنا بھی نہیں دیا جاتا تھا کہ وہ اور ان کے بیوی بچے دو وقت پیٹ بھر کے اچھا کھانا کھا سکیں۔ وہ ہاتھ جو فصلیں اگاتے تھے ان کے بچے اچھے کھانے کو ترستے تھے وہ ہاتھ جو کھڈیوں اور فیکٹریوں میں ہزاروں اور لاکھوں گز کپڑا بنتے ان کی عورتیں جسم چھپانے کو ترستی تھیں۔ فیکٹری کے کسی حصے میں آگ بھڑک اٹھتی تو کئی مزدور جل کر راکھ ہو جاتے۔ سرمایہ دار یہ کہتے ہوئے نظر انداز کر دیتے کہ ''کام کے دوران حادثات ہو سکتے ہیں ٹھیک ہے ایک حادثہ ہو گیا مزدوری کرتے وقت مرکھپ جانا ہی کام کا حصہ ہے۔'' انہی مزدوروں کی وجہ سے خام مال تیار شدہ مصنوعات میں تبدیل ہو رہا تھا۔ زردار سرمایہ دار بن رہے تھے اور سرمایہ دار اپنی عیاریوں سے غریب کا خون چوس رہے تھے۔ اوقات کار کا تعین نہ ہونے کے سبب امریکہ میں بھی مزدوروں سے سولہ گھنٹے کام لیا جانے لگا۔ امریکہ اور روس کی متمدن تہذیب کا یہ حال تھا کہ وہاں ہل چلانے والے بیل کی طرح مزدور کو مشین چلانے والا ترقی یافتہ جانور سمجھا جاتا تھا اور فیکٹریوں میں کام کرنے والے غلام سمجھے جاتے تھے اور فطری بات ہے کہ جس مذہب اور قانون میں ظلم جائز ہو انسان اس سے تنگ آ جاتا ہے۔ یورپ اور روس کے محنت کشوں نے دس گھنٹے کام کرنے کی تحریک کا آغاز کیا۔ لیکن سرمایہ دار اور جاگیر دار حکومتیں مزدوروں کی ہر جائز جدوجہد کو خلاف ضابطہ قرار دے کر ہمیشہ کے لئے دبانے کے درپے تھیں۔ چنانچہ اس تحریک کو پوری قوت اور بے دردی سے کچل دیا گیا۔ پھر دوسری مرتبہ امریکی مزدوروں نے یکم مئی ۱۸۸۶ء میں بے روزگاری اور سرمایہ داروں کے مظالم کے خلاف ہڑتال کا اعلان کیا اس مرتبہ مزدور بپھرے ہوئے تھے۔ اور امریکہ کے صنعتی شہر شکاگو میں فیکٹریاں اور کارخانے بند تھے۔ کالے اور گورے تمام مزدور امریکی قانون پر لعنت بھیج رہے تھے جس میں مزدور کو تحفظ نہیں تھا اور سرمایہ دار کی ہوس پرستیوں کو روکنے کے لئے کوئی لگام بھی نہیں تھی۔ مزدور نعرے لگا رہے تھے۔ ''اوقات کار

میں کمی کرواتنی اجرت دو کہ زندہ رہ سکیں۔"

ہڑتال کا آغاز یکم مئی سے ہوا اور جب ۳ مئی کو بھی ہڑتال رہی تو پولیس نے سرمایہ داروں کے حکم سے ہڑتال کرنے والے مزدوروں پر فائر کھول دیا۔کئی مزدور ہلاک ہو گئے۔۴مئی کو محنت کشوں نے ہلاک ہونے والوں کے سوگ میں ایک اور جلوس نکالا۔مزدوروں کی ایک بڑی تعداد شکاگو مارکیٹ کے چوراہے میں جمع ہو گئی۔اس مرتبہ پولیس اور فوج نے مل کر حملہ کیا سڑکیں اور دیواریں مزدوروں کے خون سے سرخ ہو گئیں۔اپنے مطالبات منوانے کے لئے جو انہوں نے سفید پرچم اٹھا رکھے تھے سرخ ہو گئے۔بعض نے اپنی قیمصیں پھاڑ کے اپنے بھائیوں کے سرخ خون سے رنگ کے پرچم بنا لئے اپنے حقوق کے لئے انہوں نے جو صدا بلند کی تھی اس کے جرم میں نہ صرف ان کو گولیوں کا نشانہ بننا پڑا بلکہ وہ تختہ دار پر بھی کھینچے گئے۔مزدور تحریک کی قیادت کرنے والے مزدور راہنماؤں کو گرفتار کر لیا گیا۔جن کے نام تھے.....ایجنل ،منشر،اسپائنز اور پیرسنز۔ان سب کو بے دردی سے سولی پر چڑھا دیا گیا۔مزدوردن کی تاریخی حیثیت کی مزید وضاحت شفیع موسیٰ منصور کے درج ذیل کالم سے ہوتی ہے:

آلات پیداوار نے جب مشین کا روپ دھارا تو استحصال کا نیا عفریت،سرمایہ دارانہ نظام کی صورت میں سامنے آیا۔کارل مارکس کے نزدیک سرمایہ داری نظام کا بیج تو چودھویں اور پندرھویں صدی ہی میں پھوٹنے لگا تھا،لیکن اس کی کونپلیں سولہویں صدی میں نکلیں۔ بلیجیم میں اون کی صنعت کو فروغ حاصل ہوتے ہی یورپ میں کارخانوں کا جال بچھ گیا اور کسان،مزدوروں میں تبدیل ہو کر شہروں کا رخ کرنے لگے۔اس طرح جاگیرداروں اور کسانوں کے درمیان ہونے والی طبقاتی جنگ مزدوروں اور سرمایہ داروں کی طبقاتی جنگ میں بدل گئی۔فیکٹریوں میں کام کرنے سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ مزدور ایک دوسرے کے قریب آئے اور اُن میں تنظیم سازی کا رجحان فروغ پانے لگا۔اس دوران کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز کی تحریروں اور کام نے مزدوروں میں طبقاتی جدو جہد،محنت کا استحصال اور

سرمائے دارانہ نظام کی جملہ برائیوں کو اجاگر کرنا شروع کر دیا تھا، جس کے باعث مزدور طبقہ شعوری طور پر طبقاتی جدوجہد کے لیے تیار ہو گیا۔ انیسویں صدی میں فرانس، برطانیہ اور جرمنی کے کارخانوں میں ہڑتالوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ برطانیہ میں مزدور تحریک کا آغاز انیسویں صدی کی دوسری دہائی میں ہوا۔ ابتداء میں مزدوروں کو اپنی یونین بنانے کا حق نہ تھا اور نہ وہ اپنے مطالبات منوانے کے لیے ہڑتال کر سکتے تھے۔ انھوں نے یونین سازی کا حق بہت کوششوں کے بعد حاصل کیا۔ یہ جیت دراصل اُن کے جذبۂ اتحاد کی علامت تھی اور ہڑتال کا حق اُن کی قوت عمل کا اظہار تھا۔ تاہم اُس وقت تک ٹریڈ یونینوں کا دائرۂ عمل بہت محدود تھا۔ یہ یونینیں مزدوروں کی سیاسی اور طبقاتی جدوجہد کی راہ نمائی نہیں کر سکتی تھیں۔ یہ تاریخی فریضہ چارٹسٹ تحریک نے پورا کیا، جس کا آغاز انقلاب فرانس کے زمانے سے ہو چکا تھا، لیکن اس کا زور 1835ء کے قریب ہوا۔ چارٹسٹ تحریک مزدوروں کی سیاسی تحریک تھی، جس کا نعرہ ''سیاسی اقتدار ہمارا ذریعہ سماجی مسرت ہمارا مقصد'' تھا۔ یہ تحریک اگرچہ سیاسی اقتدار حاصل کرنے میں ناکام رہی۔ لیکن 1842ء کی آئینی اصلاحات میں عوامی چارٹر کے سبھی مطالبات حکومت برطانیہ کو منظور کرنے پڑے۔

مزدور جدوجہد دنیا کے ایک خطے تک محدود نہیں تھی۔ امریکا اور یورپ کے علاوہ چین، جاپان، انڈیا اور روس وغیرہ کے مزدور و کسان بھی اپنے اپنے طور پر جدوجہد کر رہے تھے۔ تاہم، علم و تمدن کے باعث یورپ اور امریکہ کے مزدور دوسرے ممالک کے مزدوروں کے مقابلے میں زیادہ باشعور تھے۔ مارکس اور فریڈرک اینگلز دنیا بھر کے محنت کشوں کو ایک لڑی میں پرونے کے لیے کوشاں تھے۔ اُن دونوں کی دلی آرزو تھی کہ یورپ کے کم از کم ترقی یافتہ ملکوں کے مزدوروں میں فکری اور تنظیمی اتحاد پیدا ہو جائے اور قوم پرستی کے دائرے سے نکل کر وہ اپنے بین الاقوامی کردار سے باخبر ہوں۔ اسی لیے انھوں نے 1948ء میں کمیونسٹ منشور کو اس فقرے پر ختم کیا ''دنیا کے مزدورو! ایک ہو جاؤ'' کمیونسٹ منشور کی اشاعت کو چند ہی دن گزرے تھے کہ یورپ میں انقلاب کا شور بلند ہوا۔ پیرس کے مزدوروں اور

طالب علموں نے مظاہرے شروع کر دیئے، جنھیں فوج بھی نہ دبا سکی اور بادشاہ لوئی فلپس کو تخت سے دست بردار ہونا پڑا۔ اسی سال آسٹریا میں بغاوت پھوٹ پڑی اور میٹرنگ جیسے جابر وزیر اعظم کو جو 39 سال سے سلطنت کے سیاہ و سفید کا مالک تھا، ملک چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ اس کے ایک ماہ بعد جرمنی کی کئی ریاستوں میں لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ کاشت کاروں نے نوابوں کے محلوں کو آگ لگا دی، رہن اور قرضوں کے کاغذات جلا ڈالے اور لگان دینے اور بیگار کرنے سے انکار کر دیا۔ ان ہنگاموں سے ڈر کر بادشاہ فریڈرک ولیم نے ایک لبرل سیاست دان کو وزیر اعظم مقرر کر دیا۔ مزدوروں اور فوجیوں کے درمیان متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ صنعتی مزدوروں کی تعداد میں بے حد اضافہ ہوا اور انہوں نے لڑ جھگڑ کر سولہ گھنٹے سے دس گھنٹے یومیہ اوقاتِ کار کا حق منوایا۔ اس دوران بعض بین الاقوامی واقعات نے مزدوروں کو اور زیادہ قریب کر دیا، جن میں 1857ء کا اقتصادی بحران، امریکہ میں نیگرو نسل کی آزادی کے مسئلے پر شمالی اور جنوبی ریاستوں کے درمیان خانہ جنگی، جس کی وجہ سے برطانیہ کی سوتی صنعت میں مندی اور مزدوروں کی چھانٹیاں، لندن کی بڑی نمائش میں فرانسیسی مزدوروں کے دو سو نمائندوں کی شرکت، امریکہ کے صدر ابراہام لنکن کی حمایت میں مزدوروں کے بڑے بڑے مظاہرے (جن کے خوف سے برطانوی حکومت جنوبی ریاستوں کی مدد کے لیے فوج بھیجنے کی ہمت نہ کر سکی) شامل ہیں۔ یہ ایسے واقعات تھے جن کے باعث مزدوروں میں اپنی عالمی برادری بنانے کا احساس شدت اختیار کر گیا۔ 28 دسمبر 1864ء کو لندن میں انگریز، فرانسیسی اور جرمن مزدوروں کے ایک عظیم الشان جلسے میں مزدوروں کی پہلی انٹرنیشنل تنظیم کی بنیاد رکھی گئی۔

مزدوروں کی یہ عالمی جدوجہد شکاگو میں یکم مئی 1886ء کے اُس عظیم واقعے کا باعث بنی، جس کی یاد دنیا ہر سال یکم مئی کو مناتی ہے۔ اگرچہ اس معرکے میں مزدوروں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، لیکن یہ واقعہ مستقبل قریب میں شروع ہونے والی مزدور جدوجہد کو نئی توانائی دے گیا۔ اسی واقعے کی بدولت کسانوں اور مزدوروں نے انقلاباتِ روس، چین اور کیوبا کو

جنم دے کر دنیا بھر کے پس ماندہ طبقات کو جینے کا نیا حوصلہ دیا اور اسی طبقاتی جنگ کی بدولت مزدوروں نے اپنے اوقاتِ کار میں کمی کروانے سمیت اپنے لیے مراعات اور تنظیم سازی کے حقوق حاصل کیے۔

یوم مئی کو محرم اور عید کا نام دینا

روس جیسے غیر اسلامی ملک سے شروع ہونے والا یہ غیر اسلامی تہوار آج مسلمان ممالک میں بھی اس شدومد کے ساتھ منایا جانے لگا ہے کہ اسے بعض نے محرم اور عید دونوں کے اجتماع کا نام دے دیا ہے جیسا کہ درج ذیل نظم سے واضح ہے:

لال قمیصوں والا دن بھی
کیسا بانکا،
عجب مزاج کا دن ہے،
عید و محرم
دونوں جیسے ساتھ چلے آتے ہیں
ایک آنکھ سے دکھ بہتا ہے
ایک سے شادانی کا نم
سرخ قمیصوں والا دن ہے
گلیوں بازاروں چورستوں اوپر
لال گلابوں کا موسم اترا ہے،
شہر لہو کا عطر لگا کر اتراتا پھرتا ہے
عجب مزاج کا بانکا دن ہے
اس دن،
انسانوں کی شکل گری ہوتی ہے،
لال چڑیا اوڑھے دھرتی کی

آغوش ہری ہوتی ہے

[ایکسپریس یکم مئی 2009]

آج دنیا کے مختلف ممالک میں اس واقعہ کی یاد میں یہ دن منایا جاتا ہے جس کا آغاز ۱۸۸۴ء میں امریکہ کے شہر شکاگو سے ہوا اس سے قبل اس کا وجود نہیں تھا۔ اس دن نے امریکی دہشت گردی اور ظلم کے نتیجہ میں جنم لیا جس کا اسلامی روایات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے کہ اسلام کسی پر ظلم کرنا جائز نہیں سمجھتا بلکہ اسلام تو ہر ایک کو اس کے حقوق دیتا ہے اور اسلامی تاریخ نے کبھی کوئی ایسا ظلم کا اجتماعی نظارہ پیش نہیں کیا ہے۔

قارئین کرام! مذکورہ واقعہ سے ہمیں یکم مئی کے ہنگامہ کی وجوہات یوں نظر آتی ہیں۔

۱۔ امریکی اور روسی مزدوروں کے لئے کام کرنے کا مناسب وقت متعین نہیں تھا۔

۲۔ مزدور کے معاشی حالات کے مطابق مناسب اجرت نہیں تھی۔

۳۔ ان سے اس قدر کام لینے کی کوشش کی جاتی جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے تھے۔

۴۔ معاشرتی مساوات کے برعکس آقائی تصور قائم تھا۔

۵۔ مزدور کی عزت نفس کو پامال کیا جاتا تھا۔

۶۔ امریکی معاشرت میں اعلیٰ کو ادنیٰ پر ظلم کا اختیار تھا۔

یہ تمام وجوہات ظلم و ناانصافی کے گندے وجود سے جنم لیتی ہیں جن سے امریکی اور روسی معاشرہ متعفن تھا اور اس نے انصاف کی آنکھوں پہ روایتی پٹی باندھ رکھی تھی۔ آج مسلمان بھی اس دن کو مناتے ہیں جب کہ اسلام قطعی طور پر ظالمانہ کاروائیوں سے پاک ہے جن سے امریکی معاشرت مرکب تھی اور اب قبل اس کے کہ مذکورہ وجوہات کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامی نقطہ نظر کو بیان کیا جائے۔ پہلے یکم مئی کے دن لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے بعض سرزد ہونے والے امور کی جانب نشاندہی کی جاتی ہے۔ آج مسلم ممالک میں یکم مئی کو شکاگو میں ہلاک ہونے والے غیر مسلم مزدوروں کو شہداء کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے۔ شہید مزدور کہہ کے ان کو خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔ ان بھولے لوگوں کو اتنا پتہ نہیں کہ غیر مسلم کو شہداء کے روپ میں پیش کرنا اسلامی تعلیمات اور اصلاحات کا مذاق

ہے۔شہید کی عظمت اور مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔غیر مسلم کا تصور و خیال بھی ان بلندیوں کو نہیں چھو سکتا جہاں شہید کا گزر ہے۔کیا مسلمان مزدور لیڈروں اور عوام کو اتنا بھی علم نہیں کہ شہادت کے بلند مقام پر فائز ہونے کے لئے پہلے مسلمان ہونا ضروری ہے۔جب کہ امریکہ میں ہلاک ہونے والے غیر مسلم تھے اور ان کے نام بھی غیر اسلامی ہیں۔جیسے اسپائیز اور پیرسنز وغیرہ۔اس لئے سوشلزم اور اشتراکیت کے علمبرداروں کے اس مقرر کردہ دن منانے والوں کو جان لینا چاہئے کہ ایک تو یہ دن غیر اسلامی ہے۔دوسرا اس میں اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور پھر اس میں ہم امریکی مزدور لیڈروں کے اشاروں پہ ناچ کر اسلامی تعلیمات سے روگردانی کرتے ہوئے امریکی کلچر کو فروغ دے رہے ہیں اور جس طرح اپریل فول، ویلنٹائن ڈے، بسنت، ہیپی نیو ایئر وغیرہ منانا تشبہ بالنصاریٰ ہے اسی طرح یکم مئی کو مزدور دن منانا اور غیر مسلموں کو خراج عقیدت پیش کرنا بھی ﴿مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ﴾ کے زمرہ میں آتا ہے اور مسلمان کو تو کوئی ایسا مزدور دن منانے کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ اسلام نے مزدور اور مالک کے تمام حقوق متعین کر دیئے ہیں۔جن پر عمل کیا جائے تو معیشت اور معاشرت دونوں میں جائز ضروریات حل ہو جاتی ہیں۔اب ہم انہی وجوہات کو اسلام کے سامنے رکھتے ہوئے ایک جائزہ لیتے ہیں جن کی وجہ سے یوم مئی نے جنم لیا۔

سرمایہ دار اور مزدور کے مابین جھگڑے کی وجوہات کو اگر تلاش کیا جائے تو ایک طویل فہرست تیار کی جاسکتی ہے لیکن یہ تمام وجوہ اور ان سے پیدا شدہ اثرات صرف ایک ہی وجہ پر مبنی ہیں اور وہ ہے خیر خواہی کے جذبہ سے عاری اور خود غرضی سے لبریز ذہنیت جو سرمایہ دار اور مزدور دونوں میں موجود ہے۔سرمایہ دار چاہتا ہے کہ مزدور سے کام زیادہ لے اور اپنا زیادہ نفع یقینی بنائے جب کہ مزدور چاہتا ہے کہ کام چوری کرے کارخانہ کی پیداوار نہ ہو مگر اسے اجرت زیادہ سے زیادہ یقینی طور پر ملے۔یہی وہ خود غرضانہ ذہنیت ہے جس نے سرمایہ دار کو ظالمانہ استحصال پر لگا دیا ہے اور مزدور کو بغاوت پر ابھار دیا ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ

مالک خود کو برتر اور فریق ثانی کو کمتر سمجھتا ہے۔ یہی تصور اسے فریق ثانی پر زیادتیوں میں دلیر بنا دیتا ہے۔ اسلام نے اس برتری کے تصور پر کاری ضرب لگائی اور مزدور کے یوں حقوق مقرر کر دیئے فرمایا:

((اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ)) [1]

''تمہارے مزدور یا ملازم تمہارے بھائی ہیں۔ پس اللہ نے تم میں سے جس کے ماتحت اس کے بھائی کو کیا ہے تو وہ اس کو ویسا ہی کھلائے جیسا وہ خود کھاتا ہے اور اسی سے اس کو پہنائے جس سے خود لباس پہنتا ہے اور اس کو وہ کام کرنے کا نہ کہے جسے کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا اور اگر ایسا کام کرنے کا کہہ دے تو خود بھی اس کا ہاتھ بٹائے۔''

درج بالا حدیث نے بڑے احسن انداز سے مزدور کے حقوق متعین فرما دیئے ہیں مثلاً۔

ا۔ مزدور کے معاشی حالات کے مطابق اجرت:

حدیث میں فرمایا ہے کہ مالک جو کھاتا ہے ویسا ہی مزدور یا ملازم کو کھلائے اور جو پہنتا ہے ویسا ہی اس کو پہنائے۔ ان الفاظ سے مالک اور مزدور کے لئے معاشی زندگی کا ایک اصول مقرر کر دیا گیا ہے کہ نہ تو مالک کو عیاشانہ زندگی اور ہوس پرستی کی اجازت ہے اور نہ مزدور کو اتنا معاوضہ دینے کی کہ وہ بمشکل اپنی زندگی کو برقرار رکھ سکے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ مالک خود اپنی خوراک و پوشاک کو اس سطح تک نیچے لے آئے جس سطح تک وہ مزدور کی خوراک و پوشاک کو بلند کر سکتا ہے۔ مزدور دن جس شاخ سے پھوٹا ہے اس کی تہہ میں یہ بات شامل تھی کہ مزدور کو جینے کے لئے اتنی خوراک دو کہ اس کی روح اور بدن کا رشتہ ہی قائم رہ سکے۔ اسلام نے اس معاشی استحصال کو پاؤں تلے روند دیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان، باب المعاصی من امر الجاھلیہ

بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ثَلٰثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ اَعْطٰى بِىْ ثُمَّ غَدَرَ وَ رَجُلٌ بَاعَ حُرًّا ثُمَّ اَكَلَ ثَمَنَهٗ وَرَجُلٌ اسْتَأجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُوْتِهٖ اَجْرَهٗ

قیامت کے دن تین آدمیوں کی طرف سے میں خود مدعی بنوں گا۔ ایک وہ شخص جس نے میرا نام لے کر عہد کیا پھر فریب کیا۔ دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد کو بیچ کھایا اور تیسرا وہ جس نے مزدور سے محنت تو پوری لے لی مگر اس کو مزدوری نہ دی۔

۲۔ مزدور کی طاقت سے بڑھ کر کام لینے کی ممانعت:

حدیث بالا میں ہے کہ مزدور کو وہ کام کرنے کے لئے نہ کہا جائے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔ دیکھا جائے تو ان الفاظ سے مزدور کے اوقات کار کا تعین ہوتا ہے۔ مثلاً ایک عام انسان ایک دن ہفتہ یا مہینہ بھر میں کتنا اور کتنے گھنٹے کام کر سکتا ہے جو اس کی صحت پر منفی اثرات مرتب نہ کرے۔ پھر اس کی طاقت کے مطابق کام کرنے میں بیماری کی صورت میں رخصت اور غمی یا خوشی کے موقع پر انسانی مجبوری سب ہی شامل ہیں۔ اگر ایسے موقع پر بھی اس سے کام لیا جائے گا تو اس ضمن میں آئے گا جس کے کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔ اب یکم مئی کی ابتداء کو دیکھئے تو امریکہ کے گندے قانون میں مزدور سے سولہ گھنٹے کام لیا جارہا تھا جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا تھا، لیکن ظلم سے اسے مجبور کیا جارہا تھا یہیں سے نفرت کی دیواریں بلند ہونا شروع ہوتی ہیں جب کہ اسلام نے مزدور کی طاقت کے مطابق کام لینے کا اصول وضع کر کے ان دیواروں کو گرا دیا ہے۔

مزدور کی عزت نفس کا خیال:

مزدور کو اچھا کھانا دینے، اچھا کپڑا دینے اور مناسب کام لینے میں اس کی عزت افزائی ہے نیز اس سے بڑھ کر اس کا احترام اور کیا ہو سکتا ہے کہ مزدور کو مزدوری اس کا پسینہ خشک

ہونے سے پہلے ادا کرنے کا حکم ہے۔ کہ تمہیں اس کی اجرت دیتے وقت اتنی بھی دیر نہ لگے جتنی دیر میں پسینہ خشک ہوتا ہے ادھر وہ کام سے فارغ ہوا ادھر اس کے ہاتھ میں اجرت تھما دو یہ احترام ہے مزدور کا جس کا حکم اسلام نے دیا ہے۔ اور مزدور کو گالی دینے یا برے الفاظ سے پکارنے کی بھی حوصلہ شکنی کی ہے۔ حضرت معرور بیان کرتے ہیں کہ میں ربذہ میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ملا۔ وہ ایک جوڑا پہنے ہوئے تھے اور ان کا غلام بھی ویسا ہی جوڑا پہنے ہوئے تھا۔ میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ایک شخص سے جھگڑا کیا تو اس کی ماں کو گالی دی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا اَبَاذَرٍّ عَيَّرْتَهُ بِاُمِّهِ اِنَّكَ امْرَءٌ فِيكَ اَمْرُ الْجَاهِلِيَّةِ ❶

اے ابوذر! تو نے اسے اس کی ماں سے عار دلائی ہے تو ایسا شخص ہے جس میں ابھی تک جاہلیت کا اثر باقی ہے۔

یہ شخص حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جو ماں کی گالی دی وہ صرف یہ تھی کہ انہوں نے کہا تھا: اے کالی ماں کے کالے بیٹے۔ اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب فرمایا تو انہوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے معافی مانگی اور اپنا گال زمین پر رکھ کر کہنے لگے کہ اس وقت تک گال نہ اٹھاؤں گا جب تک بلال رضی اللہ عنہ اپنے پاؤں سے نہ روندیں۔

اعلیٰ وادنیٰ کے تصور کا خاتمہ:

حدیث میں کہا گیا ہے کہ تمہارے مزدور و ملازم تمہارے بھائی ہیں۔ اس سے آقائی تصور کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ آقا و مالک انسان ہونے کے اعتبار سے برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔ صرف برابر نہیں ان سے بھائیوں کا سلوک کرنے کا حکم ہے۔ ذرا سوچیئے اسلام میں تو مزدور کو بھائی کہا جا رہا ہے۔ بھائیوں کی طرح ان سے سلوک کا حکم دیا جا رہا ہے۔ جب کہ امریکی نظام میں تو مزدور کو ان کے جائز حقوق سے بھی محروم رکھا گیا تھا۔ سرمایہ دارانہ اور جاگیر دارانہ نظام نے اپنے بازو پھیلا رکھے تھے۔

---

❶ بخاری کتاب الایمان ،باب المعاصی من امر الجاهلية

اسلام ان تمام چیزوں سے پاک ہے لہٰذا مزدوروں کے تمام مسائل کا حل اسلام کے اندر ہے۔ اسلام کو ملک کا واحد سپریم لاء تسلیم کیا جائے تو کسی کی حق تلفی نہیں ہوتی۔ جلوس نکالنے جلسے اور ہڑتالیں کرنے اور نعرہ بازی سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ فساد اور جھگڑا مزید پھیلتا ہے اور نہ ہی سرکاری طور پر چھٹی منانے سے مزدور مسائل حل ہوتے ہیں"۔ بلکہ سرکاری طور پر چھٹی کا اعلان کرنا اگر ایک طرف مزدور کو مالک کے گریبان سے کھیلنے اور دونوں میں نفرت پیدا کرنے کے لئے راہ ہموار کرتا ہے تو دوسری جانب اسلام کو چھوڑ کر اشتراکیت اور سوشلزم کی جانب قدم بڑھانے میں بھی معاونت کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک دوسرے نظام جن کا تعلق امریکی گندگی سے ہے اسلام سے بڑھ کر مزدور کے حقوق کا تحفظ کر سکتے ہیں"۔ جبھی تو ہم نچلی سطح پر ان کا دن منا کے غیر مسلموں کو شہداء کے نام سے پکار رہے ہیں اور سرکاری سطح پر چھٹی کا اعلان کر کے انہیں خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں اور مغربی دشمنوں کا مقصد بھی یہ ہے کہ:

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو
فکرِ عرب کو دے کر فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

اور یوم مئی جلسوں اور جلوسوں کے ذریعہ مالک، مزدور کے مابین خلیج کو مزید وسیع کر دیتا ہے مالک کے خلاف نفرت کی آگ کو ہوا دیتا ہے مزدور کے ذہن میں یہ بات بٹھانے کے لئے راہ ہموار کرتا ہے کہ اس کا مالک غاصب، ظالم اور سرمایہ دار فرعون ہے جس وجہ سے وہ معمولی جھگڑے پر بھی اس کی املاک کو نقصان پہنچانے، ہڑتال کرنے اور تالا بندی کرنے سے گریز نہیں کرتا یوم مئی درحقیقت سڑکوں پر مالکوں کے خلاف اعلان جنگ ہے اس کی دلیل وہ آتش بار تقریریں اور نظمیں ہیں جن میں مالک کے گریبان سے کھیلنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ یوم مئی کے حوالہ سے ایک نظم ملاحظہ فرمائیے:

نظامِ زر کا جو کہنہ طلسم توڑ گئے
وہ شاہراہ پہ نقشِ حیات چھوڑ گئے
خراج لے کے رہیں گے اسی قیادت کا
ہمیں یقیں ہے کہ نوری سحر تو آئے گی
سراغ مل نہ سکے گا کہیں بھی ظلمت کا
یقین ہے نئی تحریک بن کے ابھرے گا
زمین بوس ہوا جو لہو صداقت کا
نہ چوسنے دو لہو اپنا اہلِ حکمت کو
انہیں بتا دو بھلا کیا ہے طاقتِ جمہور
نہ زرگروں کے خدا کی خدائی چلنے دو
جہاں میں عام کرو اپنے عدل کا منشور
عظیم تر مرے محنت کشو! نہ گھبراؤ
بس اتحاد کے مرکز پہ ایک ہو جاؤ
یہ عزم ایک نیا انقلاب لائے گا
یہ عزم ایک نیا انقلاب لائے گا

اس نظم کا عنوان منشور ہے جس میں خراج لینے، ظلمت کو مٹا دینے، لہو نہ چوسنے دینے، انقلاب برپا کرنے اور ایک مرکز پر جمع ہو کے تنظیم بندی کرنے کے دھمکی آمیز اشعار موجود ہیں ان چیزوں سے مزدور کے دل میں محنت اور لگن سے کام کر کے اپنے حالات درست کرنے کی بجائے تشدد اور جبر کے ذریعہ چھین لینے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں بہت سے ایسے مزدوروں کی مثالیں موجود ہیں جنہوں نے محنت سے اپنے سفر کو جاری رکھا اور مزدور سے مالک کے درجہ تک پہنچے کامیابی میں اصل کردار محنت، لگن اور مستقل مزاجی ادا کرتی ہے

۔کامیاب کاروباری حضرات جو مزدور سے صنعت کار اور مالک کے درجہ پر پہنچے ان کی سابقہ زندگی کو کھنگالیں تو بہت کم تشدد کے راستے دکھائی دیں گے۔

اسلام نے اگر ایک طرف مزدور اور ملازم کے حقوق متعین کیے ہیں تو دوسری جانب مزدور کو اس کی ذمہ داریوں سے بھی آگاہ کر دیا ہے۔قرآن کے مطابق مزدور میں دو خوبیوں کا ہونا ضروری ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ﴾[قصص38]

''بہتر مزدور جو تو رکھے وہ طاقتور اور امین ہونا چاہیے۔''

اب یہاں طاقت سے مراد کام کرنے کی صلاحیت ہے۔دفتری کام ہو یا کوئی بھی جسمانی کام اسے اس کام کی طاقت و صلاحیت ہونی چاہیے اور دوسرا یہ کہ وہ مالک کے مفادات کا امین ہو۔جو کام بھی اسے سونپا جائے اسے وہ امانت و دیانت سے کرنے والا ہو۔اسلام نے مزدور کے لئے یہ جو دو صفات متعین کی ہیں،کاروباری اعتبار سے یہ بہتر کارکردگی اور کامیابی کی جان ہیں اگر مزدور اپنے کام کو نیک نیتی سے نہیں کرتا تو ہو سکتا ہے کہ دنیا میں تو وہ مالک کی آنکھوں میں دھول جھونک دے لیکن آخرت میں وہ عنداللہ جواب دہ ہوگا۔نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)) [1]

یاد رکھو!تم میں سے ہر کوئی نگران و مسئول ہے اور ہر ایک سے اس کی مسئولیت کے بارے میں قیامت کے دن باز پرس ہوگی۔

آج دیکھا جائے تو اسلام سے بڑھ کے مالک و مزدور کے حقوق کا محافظ دنیا کا کوئی قانون نظر نہیں آتا لیکن یہ کیسا احساس کمتری اور رلا دینے والی بدبختی ہے کہ ہمارے اپنے گھر میں تہذیب و ثقافت کے یہ لعل و گہر موجود ہیں اور ہم غیر کے طرز زندگی کو للچائی ہوئی نظروں

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب قوا انفسکم واھلیکم نارا

سے دیکھ رہے ہیں۔ جو نازیبا حرکات وہ کرتے ہیں ہم اسے فیشن کا نام دے کر قبول کر لیتے ہیں۔ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی فرماتے ہیں:

''اگر مزدور یونین کا مقصد اپنی محنت کے مقابلہ میں جائز حد تک اپنے حقوق کا مطالبہ ہو۔ تو درست ہے۔ لیکن اگر یونین سازی کا مقصد کام چوری اور سینہ زوری ہو کہ اس اتحاد اور ہڑتالوں کے ذریعہ مالک کو اس بات پر مجبور کر دیا جائے کہ ان کا معاوضہ بڑھائے اور انہیں ملازمت سے جواب بھی نہ دے سکے۔ تو ایسی یونین سازی کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ اور ایسا اتحاد نیکی کی بجائے بدی پر اتحاد سمجھا جائے گا۔''

موجودہ دور کی حکومتوں نے مزدوروں کی اس زیادتی کے مقابلہ میں مالکوں کو تالہ بندی کا حق دیا ہے، جس کے ذریعے وہ مزدوروں کو کچھ عرصہ کے لئے بے روزگار بنا سکتا یا پریشان کر سکتا ہے، مگر اس سے بھی مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ فریقین میں مقدمہ بازی کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس میں کبھی مزدور جیت جاتے ہیں اور کبھی مالک۔ تاہم فریقین میں جو باہمی کشیدگی باقی رہ جاتی ہے وہ آپس کے تعلقات کی خوشگواری میں رکاوٹ بنی رہتی ہے۔ جس سے صنعت اور کاروبار متاثر ہوتا ہے اور بعض دفعہ تو صنعت کار یہ دھندا ہی ختم کر دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

اتفاق کی بات یہ ہے کہ یونین کا مقصد اور اتحاد ہی اس بات پر ہوتا ہے کہ کام تو کم سے کم کیا جائے اور مالک سے سینہ زوری کے ذریعہ معاوضہ زیادہ وصول کیا جائے۔

آج کے دور میں ہر مزدور اور ہر ملازم اپنے کام کا چور بن چکا ہے۔ اجرت پوری وصول کرتا ہے مگر کام نیک نیتی سے نہیں کرتا۔ ٹھیکہ پر کام کرتا ہے تو ٹھیک نہیں کرتا۔ اور اگر اجرت پر لگائیں تو کام کم کرے گا۔ دفتروں کے اکثر ملازم کام چور ہیں۔ نہ پورا وقت دیتے ہیں نہ کام دیانت داری سے کرتے ہیں پھر اس بددیانتی پر مطمئن اور خوش ہیں کہ دفتر میں بڑا عیش ہے۔ اپنی مرضی سے جتنا چاہا کام کیا۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ یہ عیش اللہ کے نزدیک کتنا بڑا ظلم ہے۔ جب وہ ایک طے شدہ معاہدہ کے مطابق تنخواہ پوری وصول پا لیتے

ہیں۔تو پھر یہ انتہا درجہ کی بد دیانتی نہیں تو اور کیا ہے!

مالک و مزدور کے جھگڑوں کی مرکزی وجہ خیر خواہی کے جذبات کا فقدان ہے سرمایہ دار مزدور سے زیادہ سے زیادہ کام لینا چاہتا ہے تاکہ وہ اپنی پیداوار بڑھائے اور مزدور چاہتا ہے کہ وہ کام چوری اور ہڈ حرامی سے کام لے۔مالک کا نفع ہو یا نقصان اسے مزدوری پوری ملے یہی وہ خودغرضی والی سوچ ہے جس نے مالک و مزدور کے مابین تصادم کو جنم دیا ہے کہ مالک سختی سے کام لیتا ہے بلکہ بعض دفعہ استحصال پر اتر آتا ہے اور مزدور کو اپنی مزدوری سے غرض ہوتی ہے خواہ وہ کام چوری ہی کرے اور مالک کے سخت رویہ پر وہ بغاوت پر اُتر آتا ہے اگر دونوں طرف خیر خواہی کے جذبات موجود ہوں تو تنازعہ بالکل ختم ہو جائے گا۔

مدرز ڈے

(Mother's day)

مدرز ڈے

(Mother's day)

ماں کائنات کی عظیم ہستی ہے جس کی محبت سب سے بڑھ کے خالص ہوتی ہے صرف ماں وہ واحد ہستی ہے جس کی محبت کبھی بھی دکھاوے کے لئے نہیں ہوتی بلکہ ماں محبت کا عظیم پیکر ہے اگر کوئی اس حقیقت کو جان لے کہ ماں اس دنیا میں سب سے زیادہ مہربان ہستی ہے تو وہ کبھی ماں کی نافرمانی کا تصور بھی نہ کرے اسلام نے ماں کی محبت کا دم بھرنے اور اس کی خدمت کرنے کا کوئی خاص دن متعین نہیں کیا بلکہ ہر روز ماں کی خدمت کرنے اس کا احترام کرنے اور اس کے ساتھ شفقت سے پیش آنے کا حکم دیا ہے۔

مدر ڈے کا تاریخی پس منظر:

یورپی لوگ سال بعد ماؤں کو اس لئے یاد کرتے ہیں کہ ان کا معاشرہ جنسی بے راہ روی کا شکار اور توہین آمیز حد تک آزاد ہے بوڑھے والدین کی خدمت سے پیچھا چھڑانے کے لئے انہوں نے اولڈ سنٹرز قائم کیے ہیں اور جوان مائیں اس بات پر شکوہ کناں ہیں کہ ان کے بیٹے ماں کی بجائے گرل فرینڈ اور بیٹیاں بوائے فرینڈ کو زیادہ ترجیح دیتی ہیں مغربی ممالک میں ماؤں کی محبت دوستوں کی سیکس آمیز محبت میں کہیں کھو کے سر پٹختی اور بھٹکتی پھر رہی ہے اس لئے وہ اس رشتے کو قائم رکھنے کے لئے سال بعد ماؤں کی محبت کو آواز دیتے ہیں قدیم زمانے میں یہ دن اُن دیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے منایا جاتا تھا جنہیں ان کے پیروکار عالم انسانی کی ماں کا درجہ دیا کرتے تھے قدیم یونان میں یہ دن موسم بہار کی آمد پر رہیا نامی دیوی کو خوش کرنے کے لئے منایا جاتا تھا جسے وہ اپنے عقیدے کے

مطابق دیوتاؤں کی ماں قرار دیتے تھے اور موسم بہار کی آمد پر اس کے مندر میں چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے جن کا مقصد زمین کی زرخیزی بڑھانے کے لئے دیوی کو خوش کرنا ہوتا تھا رومن قائبیل دیوی کو یہ درجہ دیتے تھے۔ عیسائیوں میں سیدہ مریم علیہا السلام کی یاد میں چالیس روزوں کے دوران چوتھے اتوار کو یہ تہوار منایا جاتا مدرز ڈے کی تاریخ کے بارے میں انٹرنیٹ کی ویب سائٹ Mothers.day-123holiday-net پر ذیل کی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

In the United States, Mother's Day started nearly 150 years ago, when Anna Jarvis, an Appalachian homemaker, organized a day to raise awareness of poor health conditions in her community, a cause she believed would be best advocated by mothers. She called it "Mother's Work Day."

Fifteen years later, Julia Ward Howe, a Boston poet, pacifist, suffragist, and author of the lyrics to the "Battle Hymn of the Republic," organized a day encouraging mothers to rally for peace, since she believed they bore the loss of human life more harshly than anyone else.

In 1905 when Anna Jarvis died, her daughter, also named Anna, began a campaign to memorialize the life work of her mother. Legend has it that young Anna remembered a Sunday school lesson that her mother gave in which she said, "I hope and pray that someone, sometime, will found a memorial mother's day. There are many days for men, but none for mothers."

Anna began to lobby prominent businessmen like John Wannamaker, and politicians including Presidents Taft

and Roosevelt to support her campaign to create a special day to honor mothers. At one of the first services organized to celebrate Anna's mother in 1908, at her church in West Virginia, Anna handed out her mother's favorite flower, the white carnation. Five years later, the House of Representatives adopted a resolution calling for officials of the federal government to wear white carnations on Mother's Day. In 1914 Anna's hard work paid off when Woodrow Wilson signed a bill recognizing Mother's Day as a national holiday.

At first, people observed Mother's Day by attending church, writing letters to their mothers, and eventually, by sending cards, presents, and flowers. With the increasing gift-giving activity associated with Mother's Day, Anna Jarvis became enraged. She believed that the day's sentiment was being sacrificed at the expense of greed and profit. In 1923 she filed a lawsuit to stop a Mother's Day festival, and was even arrested for disturbing the peace at a convention selling carnations for a war mother's group. Before her death in 1948, Jarvis is said to have confessed that she regretted ever starting the mother's day tradition.

''امریکہ میں مدرز ڈے (یوم مادر) منانے کا آغاز کوئی ڈیڑھ صدی قبل ہوا۔ اس کی بنیاد انا جاروس نامی خاتون نے ڈالی۔ اس نے اس کو ''مدرز ورک ڈے'' کا نام دیا تھا۔ اس کے ذریعے وہ اپنی برادری یا کمیونٹی میں صحت کی نامناسب صورت حال کے سلسلے میں شعور پیدا کرنا چاہتی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ یہ شعور مردوں کی بجائے مائیں زیادہ بہتر طور پر پیدا کر سکتی ہیں۔

اس کے 15 برس بعد بوسٹن کی ایک شاعرہ جولیا وارڈ ہو نے بھی اس سے ملتا جلتا ایک ''دن'' منانے کی طرح ڈالنے کی کوشش کی۔ اس دن وہ جنگوں سے بے زاری اور امن کے فروغ کے لئے ماؤں کی ریلیاں نکالا کرتی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ جنگوں سے جتنا خواتین متاثر ہوتی ہیں اتنے مرد نہیں ہوتے۔

1905ء میں انا جاروس کا انتقال ہو گیا تو اس کی جگہ اس کی صاحبزادی نے لے لی' اس کا نام بھی انا ہی تھا وہ یہ دن اپنی ماں کی یاد میں مناتی تھی اس کا کہنا تھا کہ اس کی والدہ کہا کرتی تھی کہ مردوں کے بہت سے دن ہیں، ایک دن کوئی ایسا ضرور آئے گا جو ماؤں کے دن کی بنیاد ڈالے گا۔

انا ثانی نے اپنی ماں کی خواہش کے مطابق اس دن کی بنیاد ڈالنے کے لیے لابنگ کرنا شروع کر دی۔ اس مقصد کے لیے اس نے امریکا کے صدر ٹافٹ اور صدر روز ویلٹ کے علاوہ بڑی کاروباری، تاجر اور سیاسی شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور انہیں ماؤں کے لیے ایک دن مخصوص کرنے کے لیے مدد کرنے پر آمادہ کیا، لہٰذا پہلی بار 1908ء میں اس کی والدہ کی یاد میں ایک دن منایا گیا۔ یہ دن مغربی ورجینیا کے ایک گرجا گھر میں منایا گیا۔ اس موقع پر انا ثانی نے اپنی ماں کے پسندیدہ پھول سفید کارنیشن **Carnation** دان کیے۔ اس کے پانچ برس بعد ایوان نمائندگان نے ایک قرارداد کی منظوری دی جس میں وفاقی سرکاری ملازمین کو پابند کیا گیا کہ وہ مدرز ڈے پر سفید کارنیشن استعمال کیا کریں۔ 1914ء میں انا ثانی کی محنت رنگ لائی اور امریکی صدر ولسن نے ایک بل پر دستخط کر دیے جس میں مدرز ڈے کو قومی دن قرار دے کر تعطیلِ عام کی منظوری دے دی گئی لیکن بعد میں یہ خاتون خود ہی اس دن کی مخالفت پر اتر آئی۔ اس دن کے بارے میں اس کا تصور تھا کہ یہ حرص و آز سے بلند ہونے اور خلوص و قربانی کا دن ہے تاہم اس کا مقصد فوت کر دیا گیا ہے اور اسے کاروباری بنا دیا گیا ہے۔ اس دن کے خلاف ایک بار اس نے عدالت میں مقدمہ بھی دائر کیا تھا۔ ایک بار اسے ایک چرچ میں غل غپاڑہ کرنے پر گرفتار بھی کیا گیا تھا، جہاں اس نے

کارنیشن کے پھول بکتے دیکھے تھے۔مرنے سے پہلے انا ثانی نے 1948 میں اپنے انتقال سے پہلے اعتراف کیا کہ اسے "مدرز ڈے" کی روایت ڈالنے پر شرمندگی اور افسوس ہے" تاہم یہ دن ہر سال مئی کے دوسرے اتوار کو منایا جاتا ہے۔

مدرز ڈے کی شرعی حیثیت:

مدرز ڈے کا آغاز قدیم یونانیوں سے ہوا جو دیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے یہ دن مناتے تھے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس دن کا تعلق اسلام سے نہیں بلکہ دیوی دیوتاؤں سے ہے اور عیسائی اس دن کو مریم علیہا السلام کی یاد میں مناتے رہے اور یورپ میں یہ دن آج سے ڈیڑھ سو سال قبل اس وقت شروع ہوا جب اس کا آغاز انا جاروس نامی خاتون نے کیا یہ عیسائیوں اور دیوی دیوتاؤں کے پجاریوں کا دن ہے جو آج جدید شکل میں ہمارے ہاں موجود ہے اور اسلام نے کفار کی مشابہت سے روکا ہے اس لئے کہ کفار کے پیچھے چلنے سے ان کی محبت اور تہذیب دلوں میں داخل ہوتی ہے اور ہر ایسے دن کے منانے سے اجتناب کرنا چاہیے جس کا پس منظر بت پرستی پر مبنی ہو اور جو یہود و نصاریٰ کی تہذیب کا مظہر ہو اور ماں کی محبت کو اجاگر کرنے کے لیے ایک دن مخصوص کرنے کی بجائے روزانہ خدمت کی ترغیب دی جائے اس مقصد کے لئے دروس اور خطبات جمعہ میں نیز سکول کالجز میں دوران لیکچر وقتاً فوقتاً اس کی ترغیب دی جاتی رہنی چاہیے۔

مدرز ڈے پر بے حیائی کے مناظر:

میرے ایک دوست نے بتایا کہ مدر ڈے کے حوالہ سے بازار میں ایسی سی ڈیز دستیاب ہیں جن میں بچوں کو دودھ پلانے کی تربیت دینے کے لئے خوب بے حیائی کا مظاہرہ کیا گیا ہے اور ایسے مناظر دکھائی گئے ہیں جن میں مائیں اپنا سینہ کھول کے سر عام بچوں کو دودھ پلا رہی ہیں دودھ پلانے کے مقابلے کروائے جا رہے ہیں۔پستان منہ میں ڈالنے، بچے کو اُٹھانے اور دودھ کی رفتار وغیرہ پر لیکچرز دیتے ہوئے بے حیائی کو خوب اور خوب فروغ دیا گیا ہے یعنی مدر ڈے کے موقع پر ننگی مائیں دکھا کر اوباشوں کے لئے نظر بازی کا سامان فراہم

کرتے ہوئے ماں کی عظمت کو داغدار کیا گیا یہ ماؤں کی راہنمائی ہے یا دعوت گناہ ہے فیصلہ خود کر لیجئے۔

رہزن کو دیکھیے تو ذرا کارواں کے بیچ
للکارتا ہے قافلہ سالار کی طرح

یہ کتنی المناک صورت حال ہے کہ نام ماں کا لیا جا رہا ہے اور پس پردہ بے حیائی کو فروغ دیا جا رہا ہے ماں کی تقدیس کا ڈھنڈورا پیٹتے ہوئے اس کی چادر کو اُتارا جا رہا ہے۔

کیا اسلام نے ماؤں کے لئے صرف ایک دن مقرر کیا ہے؟

یورپی لوگ ماں کی عظمت کیا جانیں جنہوں نے نیٹ پر (Family Sex) کے نام سے ویب سائٹس جاری کی ہوئی ہیں جہاں بیٹے اپنی ماؤں اور بہنوں سے جنسی تعلقات رچاتے نظر آتے ہیں۔ یورپ نے ماں، بیٹے اور گرل فرینڈ کے رشتے کی ایک تکون قائم کر دی ہے اور اس رشتے میں عموماً گرل فرینڈ یا بوائے فرینڈ کا پلڑا بھاری رہتا ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ماں کی بجائے اپنے فرینڈز کے گن گاتے اور ان کے ساتھ شامیں مناتے اور ناچتے گاتے نظر آتے ہیں یورپی والدین کے لئے یہ تصویر انتہائی دردناک ہے۔ اپنے رشتے کو یاد دلانے کے لئے انہوں نے مدرز ڈے کا انتخاب کیا ہے اسلام ایسے آزادانہ جنسی اختلاط کی نفی کرتا ہے۔ اسلام میں فیملی ممبران ایک مقدس رشتہ کی ڈوری سے بندھے ہوئے ہیں اور وہ اس احترام کو ایک مذہبی فریضہ سمجھ کے برقرار رکھتے ہیں۔ ماں کے متعلق اسلام نے ایک دن مقرر نہیں کیا کہ صرف اس دن تحائف بھیجو۔ مصنوعی گیت گا لو اور بس بلکہ اسلام نے اس لافانی رشتے کی عظمت اور بزرگی کو برقرار رکھنے کے لئے ہر دن والدین کی خدمت کرنے، اُن سے اچھا سلوک کرنے اور احترام سے پیش آنے کی ترغیب دی ہے درج ذیل آیات اس کا ثبوت ہیں:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ

وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ـ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾

(سورۃ الاسراء:24,23)

''تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا اگر تیری موجودگی میں ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑک کر جواب دینا اور ان کے ساتھ ہمیشہ ادب واحترام سے بات کرنا۔ عاجزی ومحبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو جھکائے رکھنا اور یہ دعا کرتے رہنا' اے پروردگار! ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت وشفقت کے ساتھ بچپن میں مجھے پالا تھا۔''

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۵ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْلِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ﴾ (سورۃ لقمان :14)

اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے متعلق وصیت کی ہے، اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا (اور ہماری وصیت یہ ہے) کہ میرے شکر گزار رہو اور اپنے والدین کا شکر بجالاؤ۔ آخر تمہیں میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔''

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ا وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ا﴾

(سورۂ احقاف:15)

''اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے۔ اس کی ماں نے مشقت اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور مشقت اٹھا کر اسے

جنا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے۔''

﴿وَإِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ﴾

''اور اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسے کو شریک کرے، جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کی بات ہرگز نہ مان، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ مگر پیروی اس شخص کے راستے کی کر جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔''

والدین احادیث کے آئینہ میں:

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی عبادت کا حکم دیا ہے وہاں فوری بعد دوسرے نمبر پر والدین سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اس میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی عبادت روزانہ کی جائے گی تو والدین کی خدمت بھی روزانہ ہوگی، خدمت والدین پر چند احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

1) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔ [1]

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو پھر اس کی ناک خاک آلود ہو، پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! کس کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے والدین میں سے دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے میں پایا اور (ان کی خدمت

---

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب باب رغم انف من أدرك ابو به او أحد هما عندالکبر

کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔"

2) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَیُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَی اللّٰهِ قَالَ الصَّلَاةُ عَلٰی وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ أَیٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قَالَ ثُمَّ أَیٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِی بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِی۔ [1]

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کے ہاں کون سا عمل زیادہ محبوب ہے ؟ آپ نے فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا، پوچھا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: والدین سے اچھا برتاؤ کرنا، پوچھا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، راوی نے کہا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہی چیزوں کے متعلق بتایا اگر میں آپ سے مزید پوچھتا تو آپ مزید بتاتے۔"

3) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ یُمَدَّ لَهُ فِی عُمُرِهِ وَأَنْ یُزَادَ لَهُ فِی رِزْقِهِ فَلْیَبَرَّ وَالِدَیْهِ وَلْیَصِلْ رَحِمَهُ [2]

"جو چاہتا ہے کہ اس کی عمر لمبی کی جائے اور اس کے رزق کو بڑھایا جائے اسے چاہیے کہ اپنے والدین سے اچھا سلوک کرے اور رشتہ داری کو ملائے۔"

4) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ جِئْتُ أُبَایِعُكَ عَلَی الْهِجْرَةِ وَتَرَكْتُ أَبَوَیَّ یَبْكِیَانِ فَقَالَ ارْجِعْ عَلَیْهِمَا فَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَیْتَهُمَا [3]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ باب فضل الصلاۃ لوقتھا رقم الحدیث 396:

[2] (حسن) مسند احمد رقم الحدیث 12922 وقال الشیخ الالبانی فی الترغیب حسن لغیرہ رقم الحدیث 2488

[3] (صحیح) سنن ابی داؤد کتاب الجھاد باب فی الرجل یغزو و أبواہ کارھان

''عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا: میں آپ کے پاس ہجرت کی بیعت کرنے کے لئے آیا ہوں جب کہ اپنے والدین کو اس حال میں چھوڑ آیا ہوں کہ وہ رو رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے پاس جاؤ اور انہیں ہنساؤ جیسے تو نے انہیں رلایا ہے۔''

5) ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قُلْنَا بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتَّى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ ❶

''کیا میں تمہیں بڑے بڑے گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ! کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پس آپ سیدھے ہو کے بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی آپ مسلسل یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے کہا آپ خاموشی نہیں فرمائیں گے۔''

6) عَنِ الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ، عُقُوْقَ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعًا وَّهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ ❷

''مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام قرار دیا ماؤں کی نافرمانی کرنا، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا اور خود کچھ نہ دینا

---

❶ صحيح بخاري كتاب الادب باب عقوق الوالدين من الكبائر رقم الحديث 5519

❷ صحيح بخاري كتاب في الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس باب ما ينهى عن اضاعة المال رقم الحديث 2231

اور دوسروں سے مانگنا اور تمہارے لیے قیل وقال اور زیادہ سوال کرنے اور مال ضائع کرنے کو بھی ناپسند کیا گیا ہے۔''

7)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ [1]

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں سے ہے لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آدمی اپنے والدین کو گالی دے سکتا ہے آپ نے فرمایا: ہاں جب وہ کسی آدمی کے والد کو گالی دے گا تو وہ اس کے والد کو گالی دے گا اور اگر اس کی ماں کو گالی دے گا تو وہ بھی اس کی ماں کو گالی دے گا۔

8)لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ (الادب المفرد وقال الالبانی صحیح سند الحدیث)

''جو اپنے والدین پر لعنت کرتا ہے اللہ اس پر لعنت کرے۔''

9)ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالْمُدْمِنُ عَلَى الْخَمْرِ وَالْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَى [2]

''تین بندے جنت میں داخل نہیں ہوں گے 1۔والدین کا نافرمان 2۔عادی شرابی 3۔احسان کر کے جتلانے والا۔''

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے منقول ہے کہ جب بھی وہ گھر سے نکلنے کا ارادہ فرماتے

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الکبائر وأکبرھا رقم الحدیث 130

[2] سنن نسائی کتاب الزکاۃ باب المنان بما أعطی رقم الحدیث 2515 وقال الشیخ الالبانی حسن صحیح

تو اپنی والدہ کے کمرہ کے پاس پہنچتے اور دروازے پر کھڑے ہو کر کہتے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اُمَّاهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اور وہ جواباً فرماتیں وَعَلَيْكَ يَا بُنَيَّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ [1]

جس طرح اسلام نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے کوئی ایک دن مقرر نہیں کیا بلکہ ہر روز ہی اللہ کی عبادت کی جاتی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے لئے کوئی ایک دن خاص نہیں کیا بلکہ روزانہ کی زندگی کو فرامین رسول ﷺ کے مطابق گزارنے کا حکم ہے ایسے ہی والدین کی خدمت کے لئے کوئی ایک دن خاص نہیں روزانہ ان کی خدمت کی جائے اور احترام کیا جائے تو بات بنے گی ماں کا نافرمان جنت میں داخل نہیں ہو سکتا اس لئے مدرڈے کا انتظار کرنے والے افراد کو چاہیے کہ وہ اس انتظار کو خیرآباد کہہ دیں اور آج سے ہی روزانہ خدمت کو معمول بنالیں کیا آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ آپ کی ماں کے گھر میں سال بعد پھولوں کا گلدان پہنچے یا روزانہ آپ اپنی محبتوں کے پھول پیش کرتے رہیں اگر مدرڈے آنے سے پہلے ہی ماں دنیا سے رخصت ہوگئی تو پھول اور گیت جو انتظار گاہوں کے طاقچوں میں پڑے باسی ہو رہے ہیں وہیں دھرے رہ جائیں گے کیا ماں اپنی محبت سال بعد پیش کرتی ہے کیا اس کی آنکھوں میں سال بعد بچوں کی محبت کے دیپ جھلملاتے ہیں؟ نہیں نہیں......اس کا دل تو ہر روز بار بار اولاد کی محبت میں دھڑکتا اور مچلتا ہے پھر میرے پھول کیوں سال کا انتظار کرتے ہیں اور میری محبتیں کیوں دنوں کو شمار کرتی ہیں؟

---

[1] الدرا المنثور للسیوطی 260/5

آبادی کا عالمی

(World Population Day)

آبادی کا عالمی

(World Population Day)

یہ پاکستان سمیت دنیا بھر کے اکثر ممالک میں 12 جولائی کو منایا جاتا ہے اور اس دن پیش کیے جانے والے ٹی وی پروگرامز، اخبارات اور میڈیا کی سرگرمیوں کا مرکز ومحور یہی ہوتا ہے کہ اولاد کم پیدا کرنے کی ترغیب دی جائے، چھوٹے گھرانے کو خوش حال ثابت کرنے اور بڑے گھرانے کی الجھنوں کو پیش کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا جائے بلکہ اس سال 2009ء میں پارلیمنٹ کے اندر یہ تجویز بھی پیش کی گئی کہ دو سے زائد بچے پیدا کرنے والے خاندان پر ٹیکس عائد کیا جائے دو سے زائد بچوں سے پیچھا چھڑانے کی، اس تحریک کا آغاز کب ہوا اور اس کے پیچھے کیا نظریہ کارفرما تھا، اس بارے میں مولانا مودودی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یورپ میں اس تحریک کی ابتداء اٹھارھویں صدی عیسوی کے اواخر میں ہوئی۔ اس کا پہلا محرک غالباً انگلستان کا مشہور ماہر معاشیات مال تھوس (Malthus) تھا۔ اس کے عہد میں انگریزی قوم کی روز افزوں خوشحالی کے سبب سے انگلستان کی آبادی تیزی کے ساتھ بڑھنی شروع ہوئی۔ آبادی کی اس توفیر کو دیکھ کر اس نے حساب لگایا کہ زمین پر قابل سکونت جگہ محدود ہے۔ اور اسی طرح معیشت کے وسائل بھی محدود ہیں۔ لیکن نسل کی افزائش غیر محدود ہے۔ اگر نسل اپنی فطری رفتار کے ساتھ بڑھتی رہے تو زمین اس کے لئے تنگ ہو جائے گی۔ وسائل معاش کفایت نہ کرسکیں گے اور افزائش نسل کے ساتھ معیار زندگی پست ہو جائے گا۔ لہٰذا نسل انسانی کی خوش حالی، آسائش اور فلاح و بہبود کے لئے ضروری ہے کہ اس کی افزائش' وسائل کی وسعت کے ساتھ تناسب میں رہے اور اس سے آگے نہ

بڑھنے پائے۔ اس غرض کے لئے اس نے برہم چرچ کے قدیم طریقے کو رائج کرنے کا مشورہ دیا۔ یعنی بڑی عمر میں شادی کی جائے اور ازدواجی زندگی میں ضبط نفس سے کام لیا جائے۔ یہ خیالات پہلی مرتبہ 1798ء میں اس نے اپنے ایک رسالہ ''آبادی اور معاشرے کی آئندہ ترقی پر اس کے اثرات۔'' An Essay on Population and (as it effects the future Improvement of Society میں پیش کیے تھے۔

اس کے بعد فرانسس پلاس (Francis Place) نے فرانس میں افزائش کو روکنے کی ضرورت پر زور دیا۔ مگر اس نے اخلاقی ذرائع کو چھوڑ کر دواؤں اور آلات کے ذریعہ منع حمل کی تجویز کی۔ اس رائے کی تائید میں امریکہ کے ایک مشہور ڈاکٹر چارلیس نولٹن (Charles Knowlton) نے 1833ء میں آواز بلند کی۔ اس کی کتاب ''ثمرات فلسفہ'' (The Fruits Philosophy) غالباً پہلی کتاب ہے جس میں مانع حمل کے طبی طریقوں کی تشریح کی گئی تھی اور ان کے فوائد پر زور دیا گیا تھا۔

انیسویں صدی کے ربع آخر میں ایک نئی تحریک اٹھی جو نومالتھوسی تحریک (Neo-Malthusin Movement) کہلاتی ہے۔ 1872ء میں مسز اینی بیسنٹ اور چارلیس بریڈلا نے ڈاکٹر نولٹن کی کتاب ''ثمرات فلسفہ'' کو انگلستان میں شائع کیا۔ حکومت نے اس پر مقدمہ چلا دیا۔ مقدمہ کی شہرت نے عوام کو اس تحریک کی طرف متوجہ کر دیا۔ 1977ء میں ڈاکٹر ڈریسڈیل (Drysdale) کے زیر صدارت ایک انجمن قائم ہوگئی جس نے ضبط ولادت کی تائید میں نشر و اشاعت شروع کر دی۔ اس کے دو سال بعد مسز بیسنٹ کی کتاب قانون آبادی (Law Of Population) شائع ہوئی جس کے ایک لاکھ پچھتر ہزار نسخے پہلے ہی سال فروخت ہوگئے۔ 1881ء میں یہ تحریک ہالینڈ، بیلجیئم، فرانس اور جرمنی میں پہنچی اور اس کے بعد رفتہ رفتہ یورپ اور امریکہ کے تمام لوگوں کو ضبط ولادت کے فوائد اور اس کے عملی طریقوں سے آگاہ کیا۔ اسے اخلاقی نقطۂ نظر

سے جائز بلکہ مستحسن اور معاشی نقطۂ نظر سے مفید بلکہ قطعاً ناگزیر بتایا گیا۔ اس کے لئے دوائیں ایجاد کی گئیں۔ آلات بنائے گئے عام لوگوں کی دست رس تک ان چیزوں کو پہنچانے کا انتظام کیا گیا۔ جگہ جگہ ضبط ولادت کے مطب (Brith Control Clinices) قائم کیے گئے جہاں عورتوں اور مردوں کو ضبط ولادت کے لیے ماہرانہ مشورے دیئے جانے لگے۔ اس طرح اس نئی تحریک نے بہت جلد فروغ پالیا اور اب یہ روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہے۔

اس تحریک نے زیادہ زور انگلستان اور امریکہ میں پکڑا، اس لیے اس تحریک کے نتیجہ میں جنم لینے والے مسائل سے آگاہی کے لیے بھی ہمیں ان ہی دو ملکوں کی تہذیب کا گہری نظر سے مطالعہ کرنا ہوگا۔ [1]

ضبطِ ولادت سے زنا اور امراض خبیثہ کو بڑا فروغ ملا۔ عورتوں کو اللہ تعالیٰ کے خوف کے علاوہ دو چیزیں اخلاق کے بلند معیار پر قائم رکھتی ہیں۔ ایک ان کی فطری حیاء۔ دوسرا یہ خوف کہ حرامی بچہ کی پیدائش ان کو سوسائٹی میں ذلیل کردے گی۔ ان میں سے پہلی روک کو تو جدید تہذیب نے بڑی حد تک دور کردیا۔ رقص وسرو، نائٹ کلبس اور شراب نوشی کی محفلوں میں مردوں کے ساتھ آزادانہ شرکت کے بعد حیا کہاں باقی رہ سکتی ہے۔ رہا حرامی اولاد کی پیدائش کا خوف' تو ضبط ولادت کے رواج نے اس کو بھی باقی نہ رکھا۔ اب عورتوں کو زنا کا عام لائسنس مل گیا ہے اور زنا کی کثرت کے ساتھ امراضِ خبیثہ کا ہونا ضروری ہے۔ ایڈز کا مرض سب سے زیادہ مغربی ممالک میں پایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ مانع حمل ادویات کے استعمال اور خاندانی منصوبہ بندی سے حمل کا خوف جاتا رہا، جس کے نتیجہ میں زنا کی کثرت نے اخلاقیات کا جنازہ نکال دیا اور جنسی ہوسنا کی یہاں تک بڑھی کہ وسیع پیمانے پر ہم جنس پرستی نے جنم لے لیا اور جنسی جرائم کا تناسب اپنی پہلی شرح سے کئی گنا زیادہ ہوگیا، کم وبیش یہی حالت دوسرے ملکوں کی ہے کہ وہاں آتشک اور سوزاک ایک خوفناک وبا کی طرح

---

[1] اسلام میں ضبطِ ولادت از مولانا مودودی

پھیل رہے ہیں اور بعض ممالک میں آبادی کی شرح اتنی کم ہوگئی ہے کہ وہ دن بدن گھٹتی ہوئی آبادی سے پریشان ہیں، اس کی تازہ مثال روس کی ہے۔

19 مئی 2009ء کے ایکسپریس میں روس کے حوالہ سے ایک خبر چھپی ہے جس کا عنوان یہ تھا ''کام بھی کرو خاندان بھی بڑھاؤ شرح پیدائش میں کمی پر روس پریشان'' مزید لکھا ہے: مالیاتی بحران کے ساتھ ساتھ شرح پیدائش میں بھی کمی سے روسی حکومت سخت پریشان ہے۔ سرکاری طور پر ایک پوسٹر شائع کیا گیا ہے جس میں لوگوں سے کہا گیا ہے کہ گرتی ہوئی شرح آبادی کی وجہ سے روس کو اس وقت بچوں کی سخت ضرورت ہے۔ اس لیے لوگوں کو اپنے دوسرے کاموں کے ساتھ اپنے خاندان کو بھی بڑھانا چاہیے۔ پوسٹر میں ایک عورت کو تین بچوں کے ساتھ کرتب کرتے دکھایا گیا ہے۔ ایک دوسری عورت کہہ رہی ہے کہ اپنا خاندان بڑھا کر قوم سے محبت کا ثبوت دیں۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق روس کی آبادی میں 16 برسوں میں ایک کروڑ بیس لاکھ نفوس کی کمی ہو چکی ہے۔ [1]

غیر مسلم ممالک پاکستان کی دو چیزوں سے خائف ہیں ایک تو یہ کہ پاکستان کی بنیاد کلمہ طیبہ پر رکھی گئی ہے، یہاں کے لوگوں کو دین سے خصوصی لگاؤ ہے اور دوسری پاکستان کی مضبوط افرادی قوت ہے اس افرادی قوت کو ختم کرنے کے لیے مغربی ممالک دو کام خصوصیت سے کر رہے ہیں ایک یہ کہ کیبل کے ذریعہ بے حیائی کو اس قدر عام کر دیا گیا ہے کہ جنسی بے راہ روی نوجوان نسل کو تباہی کے کنارے لے جا رہی ہے اور دوسرا کام خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعہ اس کی نسل کشی کا ہے، منصوبہ بندی کے حق میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ زمین میں جگہ کم ہے اور وسائل بھی محدود ہیں اور انسان اگر اسی تناسب سے بڑھتے رہے تو جگہ اور وسائل کم پڑ جائیں گے اور انسانوں کے لیے مشکلات بڑھ جائیں گی۔

یہ دراصل اللہ تعالیٰ کے انتظام پر نکتہ چینی ہے۔ جس بات کو یہ لوگ خود حساب لگا کر اس

---

[1] روزنامہ ایکسپریس 19 مئی 2009

قدر آسانی کے ساتھ معلوم کر سکتے ہیں' ان کا گمان ہے کہ اللہ اس سے بے خبر ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ اس کی زمین میں کس قدر گنجائش ہے اور اسے یہاں کتنے انسان پیدا کرنے چاہئیں جو اس میں سما سکتے ہوں۔ یَظُنُّونَ بِاللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاھِلِیَّۃ ان نادانوں کو معلوم نہیں کہ اللہ نے' ہر چیز کو ایک اندازے سے پیدا کیا ہے۔ اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ۔ اس کے خزانوں سے جو چیز بھی صادر ہوتی ہے ایک جچے تلے اندازے پر صادر ہوتی ہے۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ان کا گمان خواہ کچھ ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ جس ہستی نے اس عالم کو پیدا کیا ہے وہ تخلیق و آفرینش کے فن میں اناڑی نہیں ہے۔ وَمَا کُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِیْنَ اگر یہ اس کے کاموں کو بصیرت کی آنکھوں سے دیکھتے اور اس کے انتظام پر غور کرتے تو ان پر خود ہی روشن ہو جاتا کہ وہ اپنے حساب اور اندازے میں ان سے زیادہ کامل ہے۔ اس نے اسی محدود رقبہ زمین پر اپنی مخلوق کی بے شمار انواع پیدا کی ہیں جن میں سے ہر ایک کے اندر توالد و تناسل کی ایسی زبردست قوت ہے کہ اگر صرف ایک ہی نوع' بلکہ بعض انواع کے صرف ایک جوڑے کی نسل کو وہ پوری قوت کے ساتھ بڑھنے دے تو ایک قلیل مدت میں تمام روئے زمین صرف اسی نسل سے پٹ جائے اور کسی دوسری نسل کے لیے ذرہ برابر جگہ نہ رہے۔ مثال کے طور پر نباتات کی ایک قسم ہے جس کو نباتات میں (Sisymbrium Sophia) کہتے ہیں۔ اس نوع کے ہر فرد میں عموماً ساڑھے سات لاکھ بیج ہوتے ہیں۔ اگر اس کے صرف ایک پودے کے سب بیج زمین میں اگ جائیں اور تین سال تک اس کی نسل بڑھتی رہے تو زمین میں دوسری چیزوں کے لیے ایک چپہ بھی باقی نہ رہے۔ ایک قسم کی مچھلی (Star Fish) 20 کروڑ انڈے دیتی ہے۔ اگر اس کے صرف ایک فرد کو اپنی پوری نسل بڑھانے کا موقع مل جائے تو تیسری چوتھی پشت تک پہنچتے پہنچتے تمام دنیا کے سمندر اسی سے لبالب بھر جائیں اور ان میں پانی کے ایک قطرے کی بھی گنجائش نہ رہے۔ دور کیوں جایئے۔ خود انسان ہی کی قوتِ تناسل کو دیکھ لیجئے۔ ایک مرد کے جسم سے ایک وقت جو مادہ خارج ہوتا ہے اس سے بیک

وقت تیس چالیس عورتیں حاملہ ہوسکتی ہیں۔اگر صرف ایک ہی مرد کی پوری تناسل قوت کو فعل میں آنے کا موقع مل جائے تو چند سال میں پوری زمین اس کی اولاد سے کھچا کھچ بھر جائے۔ مگر وہ کون ہے جو ہزاروں لاکھوں سال سے کرۂ زمین پر ان بے شمار انواع کو اس زبردست قوتِ تناسل کے ساتھ پیدا کر رہا ہے اور کسی نوع کو بھی اس کی مقررہ حد سے آگے نہیں بڑھنے دیتا؟ کیا وہ تمہاری سائنٹیفک تدبیریں ہیں یا رب تعالیٰ کی حکمت؟

جب انسان اپنی حد سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حدود انتظام میں دخل دینے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ کے انتظامات میں تو ذرہ برابر بھی دخل انداز نہیں ہوسکتا' البتہ خود اپنے لیے دماغی کاوشیں اور ذہنی الجھنیں ضرور پیدا کرلیتا ہے۔ وہ بیٹھ کر حساب لگاتا ہے کہ دس سال کے اندر ملک کی آبادی ڈیڑھ کروڑ بڑھ گئی۔ آئندہ سال میں دو کروڑ اور بڑھ جائے گی۔ 20 سال میں 16 کروڑ ہو جائے گی اور 100 سال میں چار گنا بڑھ جائے گی۔ پھر سوچتا ہے کہ اتنے آدمی آخر کہاں سمائیں گے؟ کیا کھائیں گے؟ کیوں کر جئیں گے اسی فکر میں وہ الجھتا ہے' مضامین لکھتا ہے' تقریریں کرتا ہے' کمیٹیاں بناتا ہے' عقلاء قوم کو اس مسئلے کا حل دریافت کرنے کے لئے توجہ دلاتا ہے۔ مگر وہ نہیں سوچتا کہ جس رب نے لاکھوں سال سے انسانوں کی بستی اس سرزمین میں بسا رکھی ہے وہ خود اس مسئلہ کو حل کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا اور جب وہ انہیں ہلاک کرنا چاہے گا تو ہلاک بھی کر دے گا۔ آبادیوں کی پیدائش اور ان کے گھٹاؤ بڑھاؤ اور ان کے لیے زمین میں گنجائش نکالنے کا انتظام اسی سے تعلق رکھتا ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (هود:6)

''زمین میں چلنے پھرنے والی کوئی ہستی ایسی نہیں جس کے رزق کا انتظام اللہ کے ذمہ نہ ہو اور وہی زمین میں ان کے ٹھکانے اور ان کے سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے۔ یہ سب کچھ کتاب روشن میں لکھا ہوا موجود ہے''۔

معاشیات کی رو سے پیداوار کے تین عامل مانے جاتے ہیں۔ زمین' سرمایہ اور آدمی۔

ان میں سے اصل اور سب سے بڑا عامل آدمی ہے' لیکن کثرتِ آبادی کے غم میں گھلنے والے حضرات اس کو پیدا وار (Production) کی بجائے محض صرف (Consumption) کا عامل سمجھ لیتے ہیں اور پیدوار کے عامل کی حیثیت سے اس کے کردار کونظر انداز کر دیتے ہیں۔ انہیں یہ خیال نہیں رہتا کہ آج تک انسان نے جتنی ترقی کی ہے' اضافہ آبادی کے ساتھ بلکہ اس کی بدولت کی ہے۔ اضافہ آبادی نہ صرف نئے عامل فراہم کرتا ہے' بلکہ عمل کے لیے مزید محرکات بھی پیدا کرتا ہے۔

جبکہ نام نہاد دانشور یہ سمجھتے ہیں کہ آبادی بڑھے گی تو رزق کم ہو جائے گا لوگوں کے لیے زندگی گزارنا مشکل ہو جائے گا۔

لیکن قرآن اس اندازِ فکر کو غلط قرار دیتا ہے۔ وہ بار بار مختلف طریقوں سے یہ بات انسان کے ذہن نشین کرتا ہے کہ رزق دینا اسی کی ذمہ داری ہے جس نے پیدا کیا ہے۔ وہ تخلیق کا کام اندھا دھند طریقے سے نہیں کر رہا ہے کہ آنکھیں بند کر کے بس پیدا کرتا چلا جائے اور یہ نہ دیکھے کہ جس زمین میں وہ اس مخلوق کو لا لا کر ڈال رہا ہے یہاں اس کی روزی کا سامان بھی ہے یا نہیں۔ یہ کام اس نے کسی اور پر نہیں چھوڑا ہے کہ پیدا تو وہ کر دے اور رزق رسانی کی فکر کوئی اور کرے۔ وہ محض خالق ہی نہیں' رازق بھی ہے اور اپنے کام کو خود زیادہ جانتا ہے۔ اس مضمون کو بڑی کثرت سے قرآن میں بیان کیا گیا ہے، یہاں صرف نمونے کی چند آیات پیش کی جاتی ہیں:

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۝ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ

(العنکبوت2)

''اور کتنے ہی جاندار ہیں کہ اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ ہی ان کو رزق دیتا ہے۔

وَمَامِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا(ھود2)

''زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو۔''

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ (الذاریات 58)

''درحقیقت اللہ ہی رزق دینے والا ہے۔ بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔''

لَهُ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ (الشوریٰ 12)

''آسمان اور زمین کے خزانے اسی کے اختیار میں ہیں' جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے''

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ (الحجر 20-21)

''اور ہم نے زمین میں تمہارے لیے بھی معیشت کا سامان فراہم کیا ہے اور ان کے لیے بھی جن کے رازق تم نہیں ہو۔ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں۔ اور ہم (ان خزانوں میں سے) جو چیز بھی نازل کرتے ہیں ایک سوچے سمجھے انداز سے نازل کرتے ہیں''۔

ان حقائق کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ انسان کے ذمے جو کام لگاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے خزانوں سے وہ اپنا رزق تلاش کرنے کی سعی کرے۔ بالفاظِ دیگر رزق دینا اللہ کا کام ہے اور ڈھونڈنا انسان کا کام:

فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ (العنکبوت 17)

''پس اللہ ہی کے پاس رزق تلاش کرو' اور اسی کی بندگی بجا لاؤ اور اسی کے شکر گزار رہو''۔

اسی بنیاد پر قرآن متعدد مقامات پر ان لوگوں کو ملامت کرتا ہے جو زمانہ جاہلیت میں رزق کی کمی کے اندیشے سے اپنی اولاد کو قتل کر دیتے تھے:

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ (بنی اسرائیل 31)

''اور قتل نہ کرو اپنی اولاد کو مفلسی کی وجہ سے۔ ہم ان کو بھی رزق دیں گے اور تم کو بھی''۔

ان آیات میں ملامت ایک ہی غلطی پر نہیں ہے بلکہ دو غلطیوں پر ہے۔ ایک غلطی یہ کہ وہ اپنی اولاد کو قتل کر دیتے تھے اور دوسری غلطی یہ کہ پیدائش کو اپنے لیے مفلسی کا سبب سمجھتے تھے۔ اس لیے دوسری غلطی کی اصلاح یہ کہہ کر فرمائی گئی کہ آنے والے انسانوں کیلئے رزق رسانی کا ذمہ دار تم نے اپنے آپ کو سمجھ لیا ہے' تم کو بھی ہم رزق دیتے ہیں' ان کا رزق بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اگر افزائش نسل کو روکنے کے لیے بچوں کو قتل نہ کیا جائے بلکہ ایسے ذرائع استعمال کیے جانے لگیں جن سے استقرارِ حمل ہی نہ ہونے پائے' تو یہ صرف پہلی غلطی سے اجتناب ہوگا۔ دوسری غلطی پھر بھی باقی رہ جائے گی جبکہ معیشت کے تنگ ہو جانے کا خطرہ ہی اولاد کی پیدائش روکنے کی اصل محرک ہے۔

یہ تو ہے قرآن کا نقطۂ نظر اس اندازِ فکر کے بارے میں جس کی بناء پر تحدیدِ نسل کا خیال دنیا میں پہلے بھی پیدا ہوتا رہا ہے اور آج پیدا ہو رہا ہے۔

جبکہ ہر وہ انسان جو دنیا میں آتا ہے وہ اپنے پاس صرف ایک پیٹ ہی نہیں رکھتا' دو ہاتھ' دو پاؤں اور ایک دماغ بھی رکھتا ہے۔ پیٹ اگر احتیاجات پیش کرتا ہے تو یہ پانچوں مل کر انہیں پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور معاشی مفکرین کا ایک بڑا موثر گروہ اس رائے کا حامی ہے کہ غیر ترقی یافتہ ممالک میں ابتدائی معاشی انقلاب کے لیے بڑھتی ہوئی آبادی بڑی مفید ہے۔

انیسویں صدی کے نصف آخر تک بھی کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ عنقریب زمین کے پیٹ سے پٹرول کے چشمے ابلنے والے ہیں اور اسکے ساتھ ہی موٹروں اور ہوائی جہازوں کی صنعت ابھر کر معیشت کی ایک دنیا برپا کر دینے والی ہے۔ نامعلوم زمانے سے انسان رگڑ سے شرار پیدا ہوتے دیکھ رہا تھا' لیکن بجلی کا راز ہزاروں برس بعد جا کر تاریخ کے ایک خاص مرحلے میں اس پر کھلا اور طاقت کا ایک بالکل نیا خزانہ اس کے ہاتھ آ گیا جس سے آج انسانی معیشت میں وہ کام لیے جا رہے جن کا اب سے ڈیڑھ سو برس پہلے کوئی تصور تک نہ کر سکتا تھا۔

منصوبہ بندی پر سب سے بڑی شرعی دلیل:

پیچھے ہم منصوبہ بندی کے جواز پر پیش کیے جانے والے معاشی اور سکونتی دلائل کا جائزہ لے چکے ہیں، یہاں ہم منصوبہ بندی کے حق میں دی جانے والی سب سے بڑی شرعی دلیل نقل کررہے ہیں اور وہ ہے ''عزل کی اجازت'' عزل یہ ہے کہ بندہ اپنی بیوی سے ہمبستری کرے مگر انزال کے وقت مادہ حیات باہر خارج کردے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں عزل کیا کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع نہیں فرمایا۔ اب خاندانی منصوبہ بندی کے حق میں دلائل دینے والے کہتے ہیں کہ عزل بھی فیملی پلاننگ کی ایک قسم ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رائج تھی پس مانع حمل ادویات کا استعمال، آپریشن کروانا اور نل بندی کروانا عزل کی صورتیں ہیں اور جائز ہیں۔

مذکورہ دلیل کا سب سے بہترین جواب مولانا مودودی رحمہ اللہ نے دیا ہے، جسے ہم خلاصۃً یہاں نقل کررہے ہیں، جس سے واضح ہوگا کہ عزل کی رخصت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کن حالات کے پیش نظر دی تھی چنانچہ لکھتے ہیں:

حدیث سے استدلال کرنے میں چند امور کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے جن کو نظرانداز کرکے کسی فقہی مسئلہ کا استنباط نہیں کیا جاسکتا۔

اولاً: مسئلہ متعلقہ کے باب میں تمام احادیث کا استقصاء کیا جائے۔

ثانیاً: ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع ومحل کو پیش نظر رکھا جائے۔

ثالثاً: اس وقت عرب کے جو حالات تھے ان کو ملحوظ رکھا جائے۔

لہٰذا ہم ان تینوں امور کو ملحوظ رکھ کر ان احادیث پر نظر ڈالیں گے جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں۔

یہ سب کو معلوم ہے کہ جاہلیت میں برتھ کنٹرول کے لیے قتل کا طریقہ رائج تھا جس کی دو وجوہ تھیں۔ ایک معاشی حالات کی خرابی جن کی وجہ سے ماں باپ اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے تاکہ ان کے رزق میں کوئی شریک پیدا نہ ہو۔ دوسرا غیرت کا حد سے بڑھا ہوا جذبہ جو

لڑکیوں کے قتل کا محرک ہوتا تھا۔ اسلام نے اس سے سختی کے ساتھ منع کیا اور اس باب میں عربوں کی ذہنیت ہی بدل دی۔

اس کے بعد مسلمانوں کا رجحان عزل' یعنی مباشرت بلا انزال فی الفرج کی طرف راغب ہوا۔ لیکن یہ رجحان عام نہ تھا' نہ برتھ کنٹرول کی کوئی تحریک جاری ہوئی تھی' نہ اس کو قومی پالیسی بنانا مقصود تھا' نہ اس کے محرک وہ عہد جاہلیت کے جذبات وخیالات تھے جن کی وجہ سے قتل اولاد کے ظالمانہ طریقہ پر عمل کیا جاتا تھا بلکہ دراصل اس کی تین وجوہ تھیں جو احادیث کے تتبع سے ہم کو معلوم ہوتی ہیں:

ایک یہ خیال کہ لونڈی سے اولاد نہ ہو۔

دوسرا یہ کہ لونڈی کے اُمِ ولد یعنی بچے کی ماں بن جانے سے یہ خوف تھا کہ اس کو پھر ہمیشہ اپنے پاس رکھنا ہوگا۔

تیسرا یہ کہ زمانہ رضاعت میں حمل ٹھہر جانے سے شیر خوار بچہ کو نقصان پہنچنے کا خوف تھا۔

ان وجوہ سے مخصوص حالات میں بعض صحابہ نے عزل کی ضرورت محسوس کی اور یہ دیکھ کر کہ اس فعل کے عدم جواز کا کوئی صریح حکم کتاب وسنت میں نہیں آیا ہے اس پر عمل کیا' مثلاً ابن عباسؓ' سعد بن ابی وقاصؓ اور ابو ایوب انصاریؓ۔ انہی بزرگوں میں سے ایک حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی ہیں جنہوں نے شارع کے سکوت کو رضا پر محمول کیا ہے۔ چنانچہ ان سے جو احادیث مروی ہیں ان کے الفاظ یہ ہیں:

كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عزل کیا کرتے تھے''

ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت جابرؓ اور ان کے ہم خیال صحابہؓ نے عزل کے باب میں کوئی صریح حکم نہ ہونے کو جواز کی دلیل سمجھا ایک اور حدیث میں جو امام مسلم نے نقل کی ہے یہ ہے کہ ''ہم عہد رسالت میں عزل کرتے تھے' اس کی خبر نبی کو پہنچی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع نہ فرمایا۔

دوسری احادیث یہ بتاتی ہیں کہ اس مسئلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا تھا۔ چنانچہ

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ہمارے ہاتھ لونڈیاں آئیں اور ہم نے عزل کیا' پھر اس بارے میں رسول ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''کیا تم ایسا کرتے ہو؟

''کیا تم ایسا کرتے ہو؟؟

''کیا تم ایسا کرتے ہو؟؟؟

قیامت تک جو بچے پیدا ہونے ہیں وہ تو ہو کر ہی رہیں گے۔'' (صحیح بخاری)

امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں ابوسعید سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بنی المصطلق میں ہمارے ہاتھ لونڈیاں آئیں اہل و عیال سے دوری ہم پر شاق گزر رہی تھی۔ ہم نے چاہا کہ ان عورتوں سے استمتاع کریں۔ مگر اس کے ساتھ ہماری خواہش یہ بھی تھی کہ ان کو فروخت کریں۔ اس لیے ہم نے خیال کیا کہ ان سے عزل کرنا چاہیے تاکہ اولاد پیدا نہ ہو۔ ہم نے نبی ﷺ سے سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ماعليكم ان لا تفعلوا......مامن نسمة كائنة الاوهي كائنة

''کیا بگڑ جائے گا اگر تم ایسا نہ کرو۔ قیامت تک جو بچے پیدا ہونے والے ہیں وہ تو ہو کر ہی رہیں گے۔''

مسلم کی حدیث ہے کہ جب عزل کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لاعليكم ان لاتفعلوا ذالكم

''اگر تم ایسا نہ کرو تو کچھ نقصان نہ ہو جائے گا''

ایک دوسری حدیث میں ہے:

لم يفعل ذالك احدكم

''تم میں سے کوئی یہ فعل کیوں کرے۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے آ کر عرض کیا میرے پاس ایک لونڈی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس سے اولاد ہو۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا:

اعزل عنها ان شئت فانه سياتيها ماقدر لها

''تو چاہے تو عزل کر لے' مگر جو اولاد اس کی تقدیر میں لکھی ہے۔ وہ تو ہو کر رہے گی''

ان کے علاوہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ترمذی نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ صحابہ میں سے جو اہل علم تھے وہ عموماً عزل کو مکروہ سمجھتے تھے۔ موطا میں امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر بھی ان لوگوں میں سے ہیں جو عزل کو ناپسند کرتے تھے۔

ان سب روایات کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل کی اجازت نہ دی تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو عبث اور ناپسندیدہ فعل سمجھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن اصحاب کو تفقہ فی الدین کا مرتبہ حاصل تھا وہ بھی اس کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے لیکن چونکہ عزل کی کوئی عام تحریک قوم میں جاری نہیں ہوئی تھی' اور اس کو ایک عام قومی طرز عمل نہیں بنایا جا رہا تھا بلکہ محض چند افراد اپنی مجبوریوں اور ضرورتوں کی بناء پر اس فعل کا ارتکاب کرتے تھے' اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت کا کوئی قطعی اعلان بھی نہ فرمایا۔ اگر اس وقت برتھ کنٹرول کی کوئی عام تحریک شروع ہوتی تو یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سختی کے ساتھ روکتے۔

عزل پر ضبطِ ولادت کے دوسرے طریقوں کو بھی قیاس کر کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان طریقوں کو شارع نے صرف اس وجہ سے حرام نہیں کیا کہ بعض حالات میں انسان فی الواقع ان کو اختیار کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور احتیاط کا مقتضی یہی ہے کہ ان کو ایسا کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ مثلاً حمل ٹھہرنے سے عورت کی جان کا خطرے میں پڑ جانا' یا اس کی صحت کو غیر معمولی نقصان پہنچنے کا خوف' یا زمانہ رضاعت میں شیر خوار بچے کو مضرت پہنچنے کا اندیشہ' یا اور ایسی ہی دوسری وجوہ۔ ایسے حالات میں اگر طبی مشورے سے ضبطِ ولادت کا کوئی طریقہ اختیار کیا جائے تو یہ جائز ہے' جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ لیکن بلا ضرورت اس کو ایک عام طرز عمل اور قومی پالیسی بنانا احکامِ اسلام کے قطعاً خلاف ہے اور وہ تمام خیالات جن کی بناء پر ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے کی طرف رجحان پیدا ہوتا ہے' اصول اسلام کے بالکل منافی ہیں۔'' [اسلام اور ضبطِ ولادت از مولانا مودودی]

پھر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے انتظام میں مداخلت بے جا کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ہم پوچھتے

ہیں کہ تمہاری احتیاطی تدبیروں سے کیا جنگ' وبائیں' امراض' سیلاب' زلزلے' طوفان' ریلوں اور موٹروں اور بحری اور ہوائی جہازوں کے حادثے سب بند ہو جائیں گے؟ کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے کوئی ایسا معاہدہ کر لیا ہے کہ جب تم ضبطِ ولادت پر عمل شروع کرو گے تو فرشتہ موت کو برطرف کر دیا جائے گا؟ اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں ہے تو بتاؤ کہ ضبطِ ولادت اور فرشتہ موت دونوں کی کارگزاری کا تختہ مشق بن کر نوعِ انسانی کا کیا حشر ہوگا؟ ایک طرف تم خود اپنے ہاتھوں سے اپنی آبادیوں کو گھٹا رہے ہو۔ دوسری طرف زلزلے ہزاروں آدمیوں کو بیک وقت نذرِ اجل کرتے رہیں گے' سیلابوں اور طوفانوں میں بستیوں کی بستیاں اجڑتی رہیں گی' حادثوں میں لاکھوں آدمی مرتے رہیں گے' وبائیں آ کر آبادیوں پر جھاڑو پھیرتی رہیں گی' لڑائیوں میں تمہارے اپنے سائنٹیفک آلات لاکھوں بلکہ کروڑوں آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے اور موت کا فرشتہ فرداً فرداً بھی آدمیوں کی روحیں قبض کرتا رہے گا۔ کیا تم حساب لگا کر اتنا بھی معلوم نہیں کر سکتے کہ جس خزانے میں آمد گھٹتی چلی جائے اور خرچ بدستور رہے وہ کب تک بھرپور رہے گا۔

اگر آپ تھوڑا سا بھی غور کریں گے تو محسوس کر لیں گے کہ ضبط ولادت کی پالیسی کو اختیار کرنا دراصل اپنی شکست کا اعتراف کرنا ہے۔ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ ہم انسان کی صلاحیتوں اور سائنس کی قوتوں سے مایوس ہو جائیں اور وسائل اور پیداوار کو بڑھانے کے بجائے انسانوں ہی کو کم کرنے لگیں۔ اگر کپڑا جسم پر راست نہیں آتا تو اس کا سائز بڑھانے کی بجائے انسانی جسم ہی کی تراش خراش شروع کر دی جائے تاکہ لباس ٹھیک آ جائے۔

جس طرح اور مصنوعات کی پیداوار کو طلب کے مطابق بڑھایا اور گھٹایا جاتا ہے' اسی طرح انسانوں کی پیداوار کو بھی بڑھایا اور گھٹایا جائے۔ جس طرح گیندیں' بلے اور جوتے ضرورت کے مطابق تیار کیے جاتے ہیں اسی طرح انسان بھی پیمائش کے مطابق تیار کیے جائیں۔ گویا انسان کی حیثیت یہ نہیں ہے کہ ہر چیز ضرورت کے مطابق درست کی جائے بلکہ صحیح چیز یہ ہے کہ معاشی حالات کے مطابق خود حضرت انسان ہی کو درست کر لیا جائے۔ دوسرے الفاظ میں انسان بھی بس منجملہ دوسری اشیاء کے ایک شے (Commodity)

ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

یہ ذہنیت بڑی ہی غلط ذہنیت ہے اور اس پستی پر انسان اسی وقت اتر سکتا ہے جب وہ تمام روحانی اور اخلاقی اقدار کا پاس چھوڑ دے۔ درحقیقت انسان اصل مقصد ہے اور باقی تمام چیزاس کی ضرورت کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ اگر آپ اس ترتیب کو الٹ دیں گے تو انسان اپنے اصل مقام سے گر جائے گا اور اگر انسانی مقام سے گر کر اس نے مادی خوش حالی پا بھی لی تو اس کا کیا حاصل؟

آج کی دنیا میں فی الواقع اگر آبادی کے لیے غربت' افلاس اور بدحالی کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی وجہ ہماری غلطیاں ہیں فطری وسائل اور اسباب اسکے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں بھی چند بنیادی باتیں ہم عرض کرنا چاہتے ہیں۔

1۔ ہم اپنے وسائل کو ٹھیک ٹھیک استعمال نہیں کر رہے ہیں۔ وسائل موجود ہیں اور بہ افراط موجود ہیں لیکن انسان اپنی سستی اور کاہلی کی وجہ سے ان سے فائدہ نہیں اٹھا رہا ہے۔ دنیا میں غربت کا سب سے بنیادی سبب یہی ہے۔

2۔ فطرت نے پوری دنیا میں وہ تمام وسائل ودیعت کر دیئے ہیں جو انسانیت کے لیے ضروری ہیں۔ وسائل کی تقسیم اس طرح ہے کہ پوری دنیا ایک وحدت اور اکائی کی حیثیت رکھتی ہے۔ کوئی ایک ملک بھی ایسا نہیں ہے جو اپنی ضرورت کی تمام چیزیں صرف اپنے وسائل سے حاصل کرلے۔ البتہ پوری دنیا کے تمام وسائل سب انسانوں کے لیے کافی ہیں۔ انسان کو اپنی تنگ نظری چھوڑ کر ایسے مسائل پر عالمی بنیادوں پر غور کرنا ہوگا۔ ہم ایک ملک میں یہ ضروری نہیں سمجھتے کہ ہر ہر شہر میں اس کی ضرورت کی تمام چیزیں پیدا ہوں۔ یہی نقطۂ نظر پوری دنیا کے لیے بھی اختیار کرنا ہوگا۔ تب ہی دنیا کے سارے وسائل انسانیت کی فلاح بہبود کے لیے استعمال ہوسکیں گے۔

3۔ اسی غلط نقطۂ نظر کا نتیجہ ہے کہ اس وقت دولت کی تقسیم نہایت غلط ہے۔ جن حصوں میں پیداوار کی افراط ہے وہ وہیں ضائع ہو رہی ہے اور باقی انسانیت کی فلاح کے لیے استعمال نہیں ہو رہی۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ دنیا کی پیداوار کم ہے وہ نہیں جانتے کہ مغربی دنیا کیلئے

اور خصوصیت سے امریکہ کے لیے اصل مسئلہ کثرت پیداوار (Over-Production) کا ہے۔ اس کے لیے زائد پیداوار کو ٹھکانے لگانے کا مسئلہ دردسر باعث بنا ہوا ہے۔

امریکہ کی حکومت کو 20 کروڑ سے 30 کروڑ ڈالر (تقریباً ایک ارب روپیہ) تک محض فاضل آلوؤں کو ضائع کرنے یا کم قیمت پر بیچنے پر صرف کرنے پڑتے ہیں۔ کیلیفورنیا کی کروڑوں روپے کی کشمش اور منقیٰ سوروں کو کھلا دی جاتی ہے۔

ہم ملکی وسائل کا رونا روتے ہوئے انسانوں کو کم کرنے کی مہم پر نکلے ہوئے ہیں جبکہ دوسری طرف پاکستانی حکمران اور سرمایہ دار سیاسی لوٹ سے اربوں ڈالر اپنی تجوریوں میں بھرتے چلے جارہے ہیں، اپنی عیاشیوں کے لیے کروڑوں روپوں کا بوجھ سرکاری خزانے پر ڈالا ہوا ہے، کروڑوں روپے سیاسی خریداری پر صرف ہورہے ہیں، کیا اس خرد برد ہونے والی اربوں کی رقم سے ملکی وسائل نہیں بڑھائے جاسکتے یہ کس قدر دوغلہ پالیسی ہے کہ ہم اپنے کرتوتوں سے غریب کے منہ سے نوالہ تک چھین رہے ہیں اور اس کا الزام بڑھتی ہوئی انسانیت پر ڈال کے انہیں قتل اولاد کی ترغیب دے رہے ہیں کسی ملک کی معاشی بدحالی اس کے اپنے غلط اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔ رب تعالیٰ تو جس طرح انسانوں کو بڑھاتے ہیں اس طرح ان کی روزی کے لیے معیشت کے نئے دروازے بھی کھول دیتے ہیں۔ موبائل اور کمپیوٹر کو دیکھیے آج سے کچھ عرصہ قبل اس کا دنیا میں وجود تک نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی ذہن کو اس کی ایجاد تک پہنچایا آج دنیا میں اربوں لوگ اس صنعت سے وابستہ ہیں اور اچھی روزی پارہے ہیں کیا معیشت کا یہ دروازہ رب تعالیٰ نے نہیں کھولا اس پر دیگر صنعتوں کو قیاس کرلیں آج سے سینکڑوں سال پہلے جتنے انسان تھے ان کے لیے اتنا ہی گوشت بازار میں فروخت ہوتا تھا اور آج اگر انسانوں میں کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے تو اسی اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے بھیڑوں، بکروں کی نسل کو بڑھا دیا ہے، ہاں یہ انسان کی چالبازی ہے کہ وہ خود ہی ذخیرہ اندوزی سے کسی چیز کا بحران پیدا کرتا ہے تاکہ قیمتیں بڑھیں اور پھر غریبوں کی آنکھوں سے ٹپکنے والے آنسوؤں کی وجہ کثرتِ اولاد کو قرار دیتا ہے یہی تہذیب وسیاست کا کمال اور شرافت کا زوال ہے۔

سالگرہ

(Birth Day)

سالگرہ(Birth Day)

سالگرہ جنم دن کو کہتے ہیں اور اپنے جنم دن کو منانا بھی مغربی سوچ کی ترجمانی ہے اس کی دلیل وہ برتھ ڈے گیت ہیں جو اکثر انگریزی زبان میں ہیں اور مغربی فکر کی ہی عکاسی کرتے ہیں برتھ ڈے پر کیک کاٹنا اور میوزک کی دھنوں پر تالیاں بجاتے ہوئے Happy birth day to you کہنا اور پھر تحائف پیش کرنا اس دن کے خصوصی کام ہیں بڑے ہوٹلوں میں تو بے حیائی کے یہ مناظر بھی دیکھنے میں آتے ہیں کہ فیملی کے تمام لوگ خصوصاً عورتیں خوب بن ٹھن کے بے پردہ اس کام کو انجام دیتی ہیں۔اور بعض یوں فضول خرچی کرتے ہیں کہ عمر کے اعتبار سے اتنے ہی پونڈ کا کیک کاٹتے ہیں مثلاً بیس برس کی عمر ہے تو بیس پونڈ کا کیک کاٹیں گے مہنگائی کے اس دور میں سالگرہوں نے مسائل میں اضافہ ہی کیا ہے اس لئے کہ بعض برادری اور خاندان میں ناک رکھنے کے لئے بھی فضول کام پر خطیر رقم خرچ کر دیتے ہیں بڑے طبقہ کی دیکھا دیکھی متوسط اور غریب طبقہ کے لوگ بھی سال بہ سال اس پریشانی میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں اگر ایک آدمی کی ۵ ہزار ماہانہ انکم اور پانچ بچے ہیں تو اسے بارہ ماہ میں سے پانچ ماہ اضافی اخراجات برداشت کرنا پڑیں گے اور اگر وہ اپنی اور بیوی کی سالگرہ کو بھی شامل کرے تو سات ماہ بن جائیں گے اور یہ ایک سادہ سی بات ہے کہ اضافی اخراجات بعض دفعہ دھیرے دھیرے چلنے والے گھریلو سسٹم کو درہم برہم کر دیتے ہیں اور کون نہیں جانتا کہ متوسط طبقات میں گھر کے معاشی نظام کا الٹ پلٹ جانا وہاں لڑائی جھگڑوں اور فساد کو جنم دیتا ہے۔

سالگرہ کی شرعی حیثیت:

شرعی طور پر سالگرہ منانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔انسانوں کی پیدائش کا سلسلہ آدم علیہ السلام سے ہی شروع ہو گیا تھا چنانچہ آدم علیہ السلام سے لے کر دیگر انبیاء تک اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سلف صالحین تک کسی بھی صالح آدمی سے شرعی طور پر سالگرہ کے

منانے کا ثبوت نہیں ملتا بلکہ انبیاء کرام کی سیرت سے یہ سبق ملتا ہے کہ انہیں اولاد کو نیک بنانے کی فکر لگی رہی ہے۔اور اسی کی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے ہیں زکریا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں اولاد دی جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگ مانگ کے لی تھی اور اولاد ملنے پر انہوں نے کبھی بھی سالگرہ نہیں منائی ابراہیم علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے عالم پیری میں اولاد سے نوازا اور بڑھاپے میں ملنے والی اولاد بہت لاڈلی اور قیمتی ہوتی ہے مگر انہوں نے سالگرہوں کی جانب توجہ دینے کی بجائے اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کے احکام پر سر جھکانے اور قربانی دینے کی تربیت دی اور کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹیوں کی سالگرہ منائی؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پیدائش دن پر کبھی کیک کاٹا جب کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ کو اس قدر محبت تھی کہ انہیں اپنے جسم کا ٹکڑا قرار دیا، کیا حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کی کبھی سالگرہ منائی؟ جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم محبت سے بوسے دیا کرتے اور انہیں اپنے پھول قرار دیتے تھے مسلمان جب مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے گئے تو ہجرت کے بعد سب سے پہلے جس بچے نے جنم لیا وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے ان کی پیدائش پر مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی کبھی سالگرہ نہیں منائی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءَ، فَوَلَدْتُهُ بِهَا، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ، فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الإِسْلَامِ۔ [1]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناقب باب هجرة النبی والصحابه إلی المدینة رقم الحدیث 3619

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (بوقت ہجرت) وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے حاملہ تھیں، انہوں نے فرمایا کہ میں اس وقت (مکہ سے) نکلی جب وضع حمل کا وقت قریب آ پہنچا تھا۔ پھر مدینہ آئی اور قبا میں قیام کیا تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ وہیں پیدا ہوئے۔ پھر میں انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی۔ اور میں نے اسے آپ کی گود میں رکھ دیا تو آپ نے ایک کھجور منگوائی اسے چبا کر اس میں اپنا لعاب ملایا اور نومولود کے منہ میں ڈال دیا۔ اس طرح سب سے پہلے جو چیز اس کے شکم میں گئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دھن تھا۔ پھر آپ نے اس کے منہ میں کھجور ڈالنے کے بعد اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ یہ (مہاجرین کا) زمانہ اسلام میں پہلا بچہ تھا جو پیدا ہوا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد مہاجرین کے پہلے نومولود تھے اور انصار میں ہجرت کے بعد سب سے پہلے جنم لینے والے بچے مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ تھے۔ ہجرت حبشہ کے بعد عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ پہلے پیدا ہوئے ان سب میں سے کسی کی سالگرہ نہیں منائی گئی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر صحابہ بہت خوش ہوئے تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فتح الباری میں لکھتے ہیں:

فَفَرِحَ الْمُسْلِمُوْنَ فَرَحًا شَدِيْدًا لِأَنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوا يَقُوْلُوْنَ: سَحَرْنَاهُمْ حَتَّى لَا يُوْلَدُ لَهُمْ.

"عبداللہ بن زبیر رحمہ اللہ کی پیدائش سے مسلمان بہت خوش ہوئے اس لئے کہ یہودی کہا کرتے تھے ہم نے ان (مسلمانوں) پر جادو کر دیا ہے اس لئے ان کے ہاں اولاد نہیں ہوگی۔"

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی پیدائش یہودیوں کا منہ بند کرنے اور ان کی افواہوں کا طلسم توڑنے کے لئے پہلے پتھر کا درجہ رکھتی تھی مگر ان کی پیدائش پر نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سالگرہ منائی اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے۔ اور میوزک کی دھنوں پر تالیاں بجانا بذات خود ایک ناپسندیدہ فعل ہے جو کسی بھی باوقار مسلمان کو زیب نہیں دیتا شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ مجلسوں اور محفلوں میں تالیاں بجانے کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے:

''محفلوں میں تالی بجانا اعمال جاہلیت میں سے ہے''۔اس کے بارے میں کم سے کم یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ مکروہ ہے ورنہ دلیل سے ظاہر تو یہ حرام معلوم ہوتا ہے کیونکہ مسلمانوں کو کفار کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے اور کفار مکہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِندَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً﴾

[الانفال 35/8]

''اوران لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہ تھی۔''

علماء فرماتے ہیں کہ (مُکَاء) کے معنی سیٹی بجانا اور (تَصْدِيَه) کے معنی تالی بجانا ہے۔مرد مومن کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ جب کوئی پسندیدہ یا ناپسندیدہ بات دیکھے یا سنے تو سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہے جیسا کہ نبی ﷺ سے مروی بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔تالی بجانے کا حکم تو بطور خاص عورتوں کے لئے ہے اور وہ بھی اس وقت جب وہ مردوں کے ساتھ مل باجماعت نماز ادا کر رہی ہوں اور امام سے نماز میں کوئی سہو ہو جائے تو اسے متنبہ کرنے کے لیے وہ تالی بجاسکتی ہیں جیسا کہ مرد ایسی صورت میں سبحان اللہ کہہ کر امام کو متنبہ کرتے ہیں۔اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مردوں کے تالی بجانے میں کافروں اور عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ مشابہت ممنوع ہے۔واللہ ولی التوفیق۔ [1]

سالگرہ اور الیاس عطار ڈے:

انتہائی افسوسناک بات یہ ہے کہ وہ حضرات جو سنت رسول ﷺ پر عمل کی دعوت دینے میں پیش پیش ہیں وہ بھی سالگرہ منانے سے پیچھے نہیں رہے دعوت اسلامی سے تعلق رکھنے والے لوگ اپنے امیر الیاس عطار قادری کی سالگرہ اس انداز سے مناتے ہیں جس طرح سیاسی جماعتوں کے قائدین کی سالگرہیں منائی جاتی ہیں انٹرنیٹ کی ویب

[1] فتاویٰ اسلامیہ، جلد 4 صفحہ 356

سائٹ http.greetings.faizaneattar.net پر آپ عید کارڈ کی مانند ایسے کارڈز کا مشاہدہ کر سکتے ہیں جو بذریعہ ای میل الیاس عطار قادری کے یوم پیدائش پر ایک دوسرے کو ارسال کیے جاتے ہیں جن پر واضح حروف میں یہ لکھا گیا ہے:

Birth Day of

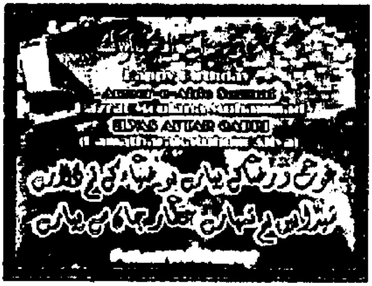
Ameer-AhleSunnat Damat Baratuhum Aaliya

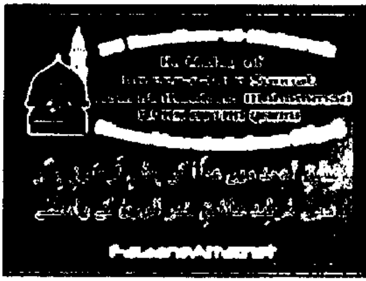
کیا یہ تکلیف دہ بات نہیں کہ عام دنیا دار لوگ بھی برتھ ڈے منائیں اور سنت پر عمل کی دعوت دینے والے بھی سالگرہ منائیں وہی کام کوئی دنیا دار آدمی کرے تو تارک سنت کہلائے گا اور اگر اسلام و قرآن کی طرف بلانے والا کرے تو مومن، یہ کیسی تفریق اور ناانصافی ہے؟

تیری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامۂ سیاہ میں تھی

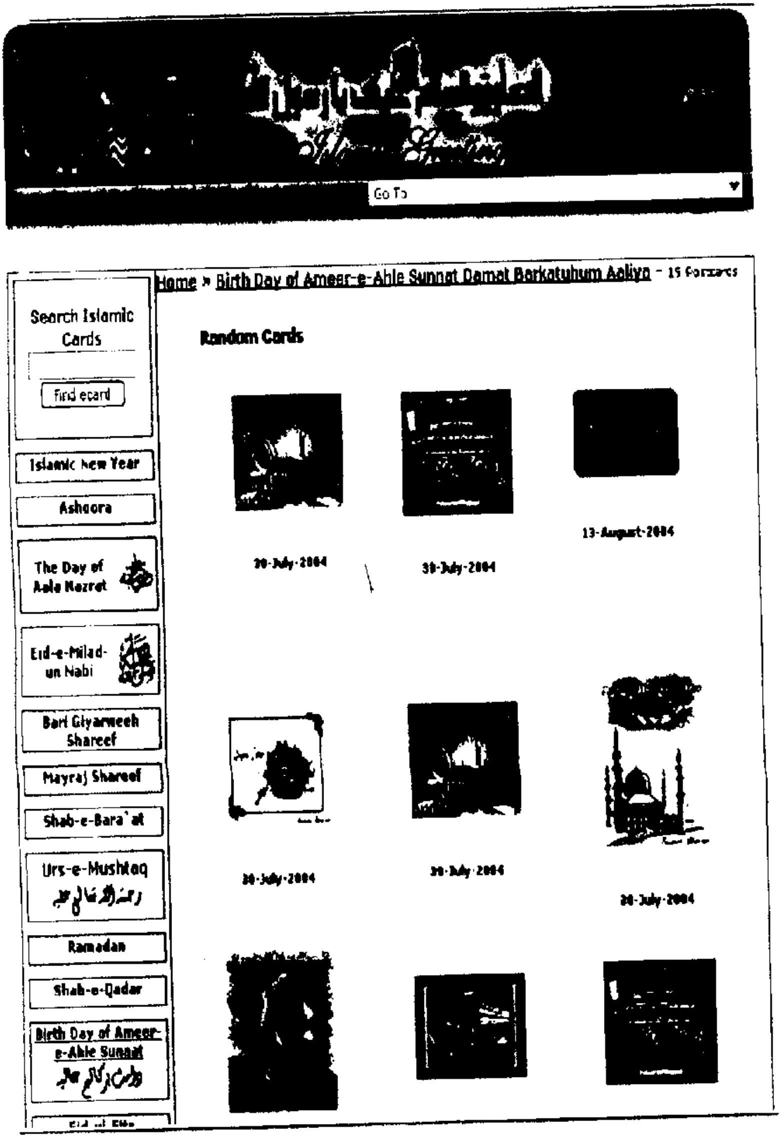
ایسے قدم اُٹھانے سے ہی عرسوں اور میلوں ٹھیلوں کا رواج شروع ہو جاتا ہے اور یہ سالگرہیں ذہنوں میں امیر کا تقدس اس انداز سے بٹھا دیتی ہیں کہ انسانوں اور قبروں کی پوجا شروع ہو جاتی ہے۔

عطار برتھ ڈے کارڈز کا نمونہ





عطار برتھ ڈے کارڈز کا نمونہ



کرسمس ڈے

(Christmas Day)

کرسمس ڈے

(Christmas Day)

27 دسمبر 2005 کے نوائے وقت میں فادر وکٹر ڈینیل کا ایک انٹرویو شائع ہوا جس میں انہوں نے بتایا: کرسمس دو الفاظ یعنی CHRIST اور MASS کا مجموعہ ہے کرائسٹ کے معنی مسیح اور ماس کے بمعنی عبادت اس طرح کرسمس کے معنی مسیح کے یوم ولادت کی عبادت بنتے ہیں۔ دنیا کے مختلف خطوں میں کرسمس کو مختلف ناموں سے یاد کیا اور منایا جاتا ہے اسے ''یول ڈے''، ''نیٹوئی'' اور ''نوائل'' جیسے چند معروف ناموں سے منایا جاتا ہے جب کہ یورپ کے وسیع علاقوں میں اسے ''ولادت مسیح کا دن'' کہا جاتا ہے۔ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مسیحی 25 دسمبر کرسمس کو تہوار کے طور پر مناتے ہیں۔ [1]

درج بالا عبارت سے واضح ہے کہ کرسمس ڈے عیسائیوں کا تہوار ہے مسلمانوں کا نہیں لیکن بعض مسلمان تقلید مغرب میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ وہ کرسمس ڈے کو بھی پورے احترام اور عقیدت سے مناتے ہیں ان سارے مشاغل میں حصہ لیتے ہیں جن میں عیسائی حصہ لیتے ہیں ان کے ساتھ مل کر گیت گاتے اور اسے بھائی چارے اور روحانی خوشی سے تعبیر کرتے ہیں خصوصاً سیاستدان اور وہ حضرات جنہیں خود کو لبرل کہلانے کا بڑا شوق ہے وہ ایسے کاموں میں پیش پیش نظر آتے ہیں اور یہ بات بھول جاتے ہیں کہ ان کے ساتھ مل کر گیت گانا درحقیقت ان کی عبادت میں شامل ہونا ہے جیسا کہ فادر عمانوائیل نذیر مانی نے کہا ہے ''کرسمس اور گیت یہ دو ایسے عناصر ہیں جن کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا گیت باطنی خوشی کا اظہار ہوتے ہیں اور کرسمس کا موسم یعنی یسوع مسیح کا ہماری اس دنیا میں

[1] نوائے وقت 27 دسمبر 2005ء

آنا ہماری خوشیوں اور مسرتوں کا محور ہوتا ہے کہ فطرت کی ہر شے یسوع مسیح کو خوش آمدید کہہ رہی ہو عموماً چوبیس دسمبر کی رات کو جب ریکارڈ کئے ہوئے گیت مائیک کے ذریعے ہوا میں بکھرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے فرشتے ہماری اس دھرتی پر آن اترے ہوں اور ہر طرف مسرت کے شادیانے بج رہے ہوں۔ گیت در حقیقت کرسمس کی خوشیوں کو چار چاند لگاتے ہیں کرسمس کے حوالے سے بہت سے مسیحی شعراء نے گیت لکھے ہیں جو کلیساء میں بہت مقبول ہیں ان گیتوں میں شعراٴ کرام نے یسوع مسیح کی پیدائش کے ماحول اور تمام واقعات کو بیان کرنے کی سعی کی ہے۔'' (نوائے وقت ۲۷ دسمبر ۲۰۰۵ء)

عید کارڈ یا کرسمس کارڈ:

کرسمس ڈے کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے نے ہمیں جو سب سے بڑا تحفہ عنایت کیا ہے وہ عید کارڈ ہے جو ہو بہو کرسمس کارڈ کی کاپی ہے یہ عیسائیوں سے ایک جلی مشابہت ہے اور اس مشابہت کو عام کرنے کے لئے ہر ممکن ذرائع ابلاغ سے بھی مدد لی جارہی ہے جیسا کہ:

8 دسمبر 2002ء کو نوائے وقت کے رنگین صفحہ پر ایک مضمون شائع ہوا ''عید مبارک اور انٹرنیٹ'' اس میں پاکستانی بھائیوں کی خوشی میں اضافہ کے لئے مرقوم تھا:

''آج سے کچھ عرصہ قبل مبارک باد کے لیے طبع شدہ کارڈ استعمال کیے جاتے تھے اور کارڈ پرنٹ کرنے والوں کا کام ان دونوں عروج پر ہوتا تھا۔ شہر میں جا بجا کارڈوں کے سٹال نظر آتے تھے جن پر خریداروں کا ہجوم ہوتا تھا لیکن جب سے انٹرنیٹ کے ذریعے میلنگ کا کام شروع ہوا ہے تب سے مبارک باد بھیجنے کے لئے بھی ایک نیا میڈیم استعمال ہونا شروع ہو گیا ہے یہ میڈیم انٹرنیٹ ویب سائٹس ہیں۔''

اس مقصد کے لئے چند ویب سائٹس کے ایڈریس لکھے ہوئے تھے جن کے ذریعہ رمضان کارڈ، عید کارڈ اور چاند کارڈ حاصل ہو سکتے ہیں۔

عید کارڈ کے متعلق تو ہم سنتے آئے تھے عید کے قریب ایسے کارڈ خریدنے کے لئے

سٹالوں پر مردوزن کا ہوش رہا ہجوم بیکراں بھی دیکھا لیکن رمضان کارڈ اور چاند کارڈ نے یقیناً ہمارے علم میں اضافہ کیا اور تیزی سے بڑھتی ہوئی کارڈز کی اقسام اور عید کے مبارک موقع پر عید کارڈ بھیجنے کی رسم آج کل اتنی عام ہو چکی ہے کہ نصف رمضان المبارک گزر جانے کے بعد تقریباً 80 فیصد دکاندار اسے نفع بخش کاروبار سمجھتے ہوئے ضرور اس کا شغل فرماتے ہیں سٹالوں پہ پڑے ہوئے کارڈوں کے آپ کو کئی روپ نظر آئیں گے مثلاً مساجد، روضہ رسول ﷺ یا گنبدوں والے کارڈ، انتہائی نفاست سے پھول جڑے کارڈ، فلمی ستاروں کی تصاویر پر مبنی کارڈ جن میں حسیناؤں کے نیم عریاں بدنوں کی نمائش ہوتی ہے مختلف زاوے بنتی تصاویر والے یہ کارڈ سب سے زیادہ سستے ہوتے ہیں بعض کارڈ قرآنی آیات سے مزین ہوتے ہیں تو بعض عشقیہ اشعار سے کچھ میں انگریزی افکار کی ترجمانی ہوتی ہے، ان عید کارڈز کا اسلامی تاریخ اور کتب احادیث، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور آئمہ دین سے کوئی ثبوت نہیں ملتا، دین یا شریعت سے اس کا کوئی رشتہ نہیں ہاں حقائق کی روشنی میں اس کی ابتداء اور اصل تاریخ کیا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

عید کارڈ کی تاریخی اور شرعی حیثیت:

عید کارڈ کا تعلق عیسائیوں کے کرسمس کارڈ کے ساتھ ہے عیسائی 25 دسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر بڑے جوش وخروش سے کرسمس ڈے منایا کرتے تھے رومن کیلنڈر کے مطابق یہ تہوار سب سے پہلے 25 دسمبر 336ء کو منایا گیا عیسائی اس دن اچھے کھانے پکاتے گھروں کی تزئین و آرائش کرتے اور گرجا میں جا کر مذہبی گیت گایا کرتے تھے یہاں سے یہ دیگر ممالک کے عیسائیوں میں پھیلا انہوں نے اپنے اپنے انداز میں منانا شروع کر دیا زمانہ کے ساتھ ساتھ اس دن کے منانے میں تبدیلیاں آتی رہیں کسی نے سانتا کلاز کے تحائف کی ابتداء کی تو کسی نے سبزے سے گھروں کو سجانے کی۔ اٹھارہویں صدی عیسوی میں کرسمس ڈے پر دو اور چیزوں کا اضافہ ہوا ایک تو کرسمس ٹری (Chrismas Tree) (25 دسمبر کو درختوں کو روشنیوں سے سجانے کی رسم) اور دوسرا کرسمس کارڈ تھے

جو 25 دسمبر کے قریب دکانوں پر فروخت ہوتے اور اپنے ملنے والوں کو بھیجے جاتے۔ انیسویں صدی تک کرسمس کارڈ ایک باقاعدہ رسم اور تجارتی کمپنیوں کے لئے کاروبار کی حیثیت اختیار کر گئے تھے یہی وہ زمانہ تھا جب انگریز اپنی مکاریوں سے برصغیر پر قابض ہو چکا تھا مسلمان زبوں حالی کی زندگی گزار رہے تھے ایسے وقت میں فاتح قوم کے رسوم و رواج مفتوح قوم میں داخل ہو رہے تھے۔ برصغیر میں انگریز، ہندو، سکھ اور مسلمان سبھی اپنی اپنی ثقافت لیے موجود تھے سادہ دل مسلمان اگر ایک طرف ہندوؤں کے دیوالی اور بسنت جیسے تہواروں میں جا شامل ہوتے تو دوسری طرف کئی مسلمان دانشور انگریزی لباس پہنے چہرے کو اسی وضع میں تراش رہے تھے چنانچہ اس دور میں جب عیسائی اپنے قومی تہوار پہ ایک دوسرے کو کرسمس کارڈ بھیجتے تو ان کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی اپنے مذہبی تہوار یعنی عید الفطر پہ ایک دوسرے کو کارڈ بھیجنے شروع کر دیے یہیں سے عید کارڈ کی رسم جاری ہوئی تقسیم ہند کے بعد یہ رسم بھی ہم اپنے ساتھ لے آئے جو آہستہ آہستہ ہماری زندگی میں اسی طرح شامل ہوگئی جس طرح بسنت، سالگرہ یا برسی داخل ہوگئی ہیں۔

بعض مسلمان صرف اپنے کاروبار میں وسعت کے لئے ایسٹر کی رسومات کو اختیار کیے ہوئے ہیں مثلاً وہ 25 دسمبر کے قریب اپنی دکان یا سٹور کے باہر روشنیوں سے مزین کرسمس ٹری بنا دیں گے یا اپنی سیل بڑھانے کے لئے ہر اتوار اور خصوصاً 25 دسمبر کو شاپنگ سنٹر کے باہر سانتا کلاز کا ناٹک رچائیں گے جب کہ یہ ساری چیزیں عیسائی مذہب کی 25 دسمبر کے حوالہ سے رسومات ہیں جیسا کہ سسٹر زرینہ جمال (راہبہ) نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا ہے، اور یہ انٹرویو 27 دسمبر 2005 کے نوائے وقت میں شائع ہوا: ویسے تو کرسمس کی کئی علامات ہیں مگر میں تین نکات بیان کر رہی ہوں:

کرسمس ٹری:

تاریخ کے مطابق یہ ظاہر ہوا صنوبر (اولڈ بولٹک سمندری پیری شہروں کے ساتھ ساتھ جرمنی میں) یعنی درخت کو سجانے کی روایت 16ویں صدی کے آغاز میں مشہور

ہوئی۔ 1840ء کے آغاز میں پرنس البرٹ (ملکہ وکٹوریہ کے خاوند) جو جرمن تھے۔ ونڈسر کیسل انگلینڈ میں یہ رواج انہی کی وجہ سے متعارف ہوا

سانتا کلاز:

سانتا کلاز کی داستان چوتھی صدی میں میسرا کے بشپ نکوس نامی شخص نے شروع کی۔ وہ ایشیا فیر (ترکی) کے رہنے والے تھے اور اپنی انسانی ہمدردی' سخاوت اور رحمدلی کے ناطے مشہور تھے۔ داستان یہ ہے کہ وہ ایک امیر خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی تمام دولت غریبوں میں تقسیم کردی۔ ایک داستان یہ بھی ہے کہ کیسے نکوس نے ایک غریب آدمی کی تین بیٹیوں کی زندگیاں مصیبتوں سے بچائیں۔ اس نے تین الگ الگ موقعوں پر سونے سے بھرے بیگ ان کے گھر کی کھڑکی سے پھینکے۔ اس طرح ہر بیٹی کے لئے جہیز مہیا ہوا۔ مقدس کے خیال سے اس داستان کی شروعات آدھی رات کو تحفے دینے سے ہوئی اور پوری دنیا میں بہت سی قوموں نے اس تحفہ دینے والے دوست کو اپنی روایت میں ڈھال لیا۔ امریکہ میں آہستہ آہستہ دبلے پتلے مقدس نکوس کا تصور موٹے خوش اخلاق دوست میں تبدیل ہوگیا۔ پہلے واشنگٹن سپرنگ نے بتایا کہ نیویارک کی تاریخ میں بہت ہنس مکھ اور خوش اخلاق ڈچ نیدرلینڈ سے آئے ہوئے) بوڑھے آدمی تھے۔ اور پھر 1823ء میں ہیڈن سنڈبلوم نے ایک مشروب کے اشتہار کے لئے ایک سلسلہ بنایا اس نے سانتا کو گھنی داڑھی' جھریوں والی آنکھیں اور نمایاں گھنگھریالے بالوں میں پیش کیا۔ یہ تھے وہ اشتہارات جن کی وجہ سے مقدس ہنس مکھ' شریر بونا اور رحمدل بوڑھے کو شہرت ملی۔

کرسمس کارڈ:

150 سال پہلے کرسمس کارڈ کا آغاز انگلینڈ میں ہوا۔ رچرڈ امور نے تحریر کیا" تم کبھی بھی تکمیل تک نہیں پہنچ سکتے جب تک یہ کوشش نہ کرو کہ تمہارے لئے ہمیشہ ایک دوست رہے تمہیں ایک کارڈ بھیجنا ہوگا"۔ سر ہنری کول ہمیشہ جانتے تھے کہ ارمور کیا کہنا چاہ رہے تھے۔ لندن میں وکٹوریہ اور البرٹ میوزیم کے بانی کو بہت سی کرسمس کی مبارکبادیں بھیجے

تھے۔ کیونکہ انہیں خط دینا ناممکن تھا۔ تاہم وہ اپنے دوستوں کو آگاہ کرنا چاہتے تھے ان مقدس ایام میں مفلسوں کی مدد کرنی ہے۔

1843ء میں سر ہنری نے جان ملکوت ہور سلے کو یہ ذمہ داری دی کہ وہ کارڈ پینٹ کرے جس میں غریبوں کے کھانے اور کپڑے دکھائے جائیں اور درمیان میں ایک خوشحال خاندان جو ایک دوسرے کو گلے لگا رہا ہو۔ اس پہلے کارڈ پر A merry christmas and new year چھاپا گیا۔ لچنڈ کہتے ہیں کہ سر ہنری نے اس سال کوئی کارڈ نہیں بھیجا لیکن پھر بھی یہ رواج بن گیا۔

تقریباً 30 سال سے زیادہ تک امریکہ' انگلینڈ سے مبارکباد کارڈز درآمد کرتا رہا۔ 1875ء میں لیوس پرنگ نے جو جرمنی سے امریکہ میں آباد ہوئے تھے۔ 250 ڈالر میں پتھر سے چھپائی کی ایک دکان کھولی اور پہلی لائن یو ایس کارڈز کی شائع کی۔ اس نے ابتداء میں پھول' پرندے اور کرسمس کے متعلق نقوش کو بنایا۔ 1881ء کے دور میں پرنگ ہر سال پانچ ملین سے بھی زیادہ کرسمس کارڈ بناتا تھا۔ اس نے کرسمس کے ایام کی مبارکبادیوں کو برف کے مناظر' صنوبر کے درختوں' جلتی ہوئی آگ کی جگہیں اور بچوں کے کھلونوں کے ساتھ کھیلنے کے نقوش سے آغاز کیا۔ وہ اپنی محنت، دستکاری اور پتھر سے چھپائی کرنے کی وجہ سے آج بھی کارڈز جمع کرنے والوں کے منظور نظر ہیں۔ سر ہندی اور پرنگ کے دنوں میں کارڈز کے ڈیزائن بدل گئے۔ اور وہ طنزیہ لطیفوں' شرارتی تحریروں اور عبارتوں کی حمایت کرتے ہیں۔ لیکن وہ تصاویر جن کی ترتیب ابدی اور سادہ تھی جیسے کرسمس ٹری کے گرد بچے خوش ہو رہے ہوں۔ مسیح کی پیدائش کے مناظر' قدرتی مناظر اور برف میں کرسمس کے گیت گاتے ہوئے آج بھی ان کی بہت بڑی طلب ہے۔

بعض سوچتے ہیں کہ سن عیسوی کا آغاز مسیح کی پیدائش یعنی 25 دسمبر سے کیوں نہیں ہوتا یہ یکم جنوری یعنی آٹھ روز بعد کیوں ہوتا ہے۔ جب آٹھ دن پورے ہو گئے اور یسوع مسیح کے ختنے کا وقت آیا تب اس کا نام یسوع رکھا گیا مثوی شریعت کے مطابق پیدائش کے ایک

ہفتے بعد بچے کا نام رکھا جاتا تھا اسی لئے مسیح کا نام دستور وروایت کے مطابق آٹھ روز بعد رکھا گیا کرسمس کے آٹھ دن بعد یکم جنوری کو ہم نئے سال کا آغاز کرتے ہیں للہذا یکم جنوری بہت بڑا دن ہے ہم حکومت سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ یکم جنوری کو سرکاری چھٹی کیا کرے خاص طور پر مسیحیوں کے لئے کرسمس کا تہوار امن کا تہوار ہے یہ ہمیں صلح سلامتی اتفاق واتحاد کا درس دیتا ہے۔ [1]

آج ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ شاید عید کارڈ، عید یا رمضان کے ساتھ خاص مذہبی تعلق رکھتے ہیں اور یہ مذہبی فریضہ ادا کئے بغیر شاید عید مکمل ہی نہیں ہوتی حالانکہ یہ کرسمس کارڈ کا چربہ ہیں اس میں کفار کی مشابہت ہے۔کیا عید کارڈ بھیجنے والوں تک رحمت عالم ﷺ کا یہ فرمان نہیں پہنچ سکا۔

﴿خالفوا الیهود و النصاریٰ﴾

''تم یہود ونصاریٰ کی مخالفت کرو۔''

اور یہ مخالفت کرنا ہی سنت نبوی ﷺ ہے کتنے ہی معاملات میں نبی ﷺ نے خود ان کی مخالفت کی' مثال کے طور پر مونچھیں کٹوانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم، یہود 10 محرم کا روزہ رکھتے تو آپ نے 9 کا روزہ رکھنے کی خواہش کا اظہار کیا عیسائی روزہ بغیر سحری کے رکھتے اور افطاری میں دیر کرتے تھے آپ ﷺ نے سحری کھانے اور افطاری میں جلدی کا حکم دیا دوسری طرف ہم ان کے امتی ہو کر مخالفت کی بجائے موافقت کررہے ہیں۔کیا اپنے عمل سے نبی ﷺ کے فرمان کی مخالفت کرنا نبی ﷺ کی مخالفت کے زمرہ میں نہیں آتا؟ ہم میں سے کوئی بھی مسلمان خود کو عیسائی کہلوانا پسند نہیں کرتا لیکن اپنی چال ڈھال وضع قطع، لباس اور افکار و خیالات سے نہ جانے کیوں عیسائی بننا پسند کرتا ہے جب کہ رسول مکرم ﷺ کا فرمان ہے:

﴿مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ﴾

''جس نے جس قوم سے مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے۔''

---

[1] نوائے وقت 27 دسمبر 2005ء

یہود ونصاریٰ کی ہر رسم ہماری تہذیب کے لئے خنجر کی حیثیت رکھتی ہے اور ہم ان خنجروں سے اپنی تہذیب کا شفاف چہرہ داغدار کررہے ہیں، اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی ہماری ادائیں دیکھ کر تڑپ اٹھے تھے اور انہوں نے رلا دینے والے انداز میں کہا تھا:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں کہ جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

ہیپی نیو ایئر

(HAPPY NEW YEAR)

ھیپی نیو ایئر

(HAPPY NEW YEAR)

انگریزی سال کے اختتام پر جب دسمبر کی اکتیس تاریخ ہوتی ہے تو اسے سال کا آخری دن سمجھتے ہوئے نئے سال کی ابتداء کے لیے بعض جگہوں پہ انسان حیوانیت پر اتر آتا ہے، 31 دسمبر کی رات کو رنگین کرنے کے لیے کوٹھے آباد ہو جاتے ہیں، شراب کے جام گردش میں آجاتے ہیں اجتماعی ڈانس پارٹیوں کا اہتمام کیا جاتا ہے، وی سی آر کی دکانوں پہ فلموں کے آرڈر بک ہو جاتے ہیں اور یوں سال کی آخری رات بے حیائی اور فحاشی کے کھیل کھیلتے ہوئے اعمال نامے کو سیاہ کیا جاتا ہے جس قدر کوئی چاہتا ہے کہ وہ گندگی سے اپنے دامن کو خراب کرے کر لیتا ہے، جس قدر کوئی چاہتا ہے کہ وہ کھل کر حیا کا پردہ چاک کرے کر لیتا ہے، اس سارے عمل کو نام دیا جاتا ہے، ہیپی نیو ایئر (HAPPY NEW YEAR) کا۔ اسلام میں نئے سال کی ابتداء پر یوں مادر پدر آزاد ہو جانے کی کوئی اجازت نہیں اور المیہ یہ ہے کہ آج ہم پر مغربی ثقافت کا ایسا رنگ چھایا ہے کہ ہم بھول ہی گئے کہ اسلامی سال کی ابتداء محرم کے مہینہ سے ہوتی ہے اور اختتام ذوالحجہ کے مہینہ پر ہوتا ہے۔ ہمارے کیلنڈروں اور ڈائریوں پہ انگریزی تاریخ ہی درج ہوتی ہے دفاتر میں انگریزی تاریخ والا کیلنڈر ملازمین کی تنخواہیں اسی کیلنڈر کے مطابق چھٹیاں بھی ان ہی تاریخوں کے حساب سے گویا کہ اسلامی مہینوں کی تاریخیں محض رمضان المبارک اور عیدین سے ہی معلق ہو کر رہ گئی ہیں جبکہ اسلامی مہینوں کی بنیاد چاند کے گھٹنے اور بڑھنے پر ہے جس کا ادراک ایک

عام ان پڑھ آدمی بھی کرسکتا ہے پھر دوسری طرف اسلامی مہینوں کے نام شریعت نے وضع کیے اور چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کو ان کی بنیاد قرار دیا، اسلامی سال اور مہینوں کا نظام ایک باقاعدہ ترتیب شدہ اعلیٰ اور معیاری ہے اور ہم ہوش مند مسلمانوں نے معیاری چیز کو چھوڑ کر غیر معیاری اور گھٹیا چیز کو سینے سے لگالیا۔ عیسائی ثقافت کو اسلامی ثقافت پر ترجیح دی اور پھر ان کی نقالی نے ہم سے غیرت وحیا بھی چھین لی کہ ہم ان کے پیچھے چلتے ہوئے ان ہی کے انداز میں ہپی نیوایئر کا نعرے لگاتے ہوئے بدن سے کپڑے نوچ کر پھینکنے اور برہنہ ناچ گانوں میں فخر کرنے لگے۔

مگر یہ راز آخر کھل گیا سارے زمانے پر
حمیت نام ہے جس کا گئی تیمور کے گھر سے

پہلے تو نیوایئر ڈے کے نام سے اونچے طبقہ کے لوگوں میں یہ رواج تھا کہ ان کی راتیں آباد ہوتی تھیں ان کے ہاتھ عصمتوں کے تاج بکھیرتے تھے اور ان کے پہلو گرمی سے معمور ہوتے تھے بڑے خاندانوں میں اداکارائیں اور رقاصائیں اپنے جسم کی نمائش کیلئے منڈی کا مال بنتی تھیں لیکن اب متوسط اور چھوٹے طبقہ میں بھی اپنی استطاعت کے مطابق یہ فریضہ انجام دیا جانے لگا ہے، اسلئے کہ جس قوم کے بڑے لوگ گندے ہوں ان کا اثر چھوٹوں پر بھی پڑتا ہے، ایسے لوگوں کی خدمت میں ہم گزارش کرتے ہیں کہ یہ خالص مغربی تہوار ہے، جس کے پیچھے تم بھاگ رہے ہو اور اس دن کے منانے میں یہی حال ہے کہ

تمہاری تہذیب اپنے ہی خنجر سے خودکشی کرے گی
شاخ نازک پہ جو آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

اس دن کے منانے میں اسلامی روایات کا مذاق ہے مسلمانیت کے نام پر دھبہ ہے اور پیارے پیغمبر ﷺ کے اس فرمان مبارک کی توہین ہے۔

((خالفوا الیهود والنصارىٰ))

”یہود ونصاریٰ کی مخالفت کرو۔“

ہیپی نیوایئر کی تاریخی حیثیت:

تاریخ میں نئے سال کا استقبال مختلف تاریخوں میں ہوتا رہا ہے۔ برطانیہ اور امریکی علاقوں میں 1752ء میں اس کیلنڈر کو اختیار کیا گیا جس کی ابتداء جنوبی ایشیاء سے ہوتی تھی چنانچہ جنوری کے پہلے دن کو نئے سال کے طور پر منایا جانے لگا۔ دنیا کی رسومات کے مطابق اس کے منانے کے طریقے مختلف رہے ہیں، مثال کے طور پر جنوبی ایشیاء میں پرندے اور فاختائیں آزاد کرتے ہیں اس عقیدہ سے کہ آئندہ بارہ مہینے ان کے لیے اچھے ہوں۔ یہودی لوگ مخصوص کھانوں کے ساتھ مذہبی تقریبات منعقد کرتے ہیں، جاپانی چاولوں کا کیک تیار کرتے ہیں امریکی لوگ 31 دسمبر سے ہی اس کا آغاز کر دیتے ہیں اور بسا اوقات بہروپ بھرتے ہوئے نئے کپڑے پہن کر منہ پر ماسک چڑھا لیتے ہیں لیکن یہ ابتدائی چیزیں تھیں آہستہ آہستہ کھانوں کی جگہ شراب و کباب نے لے لی اور تقریبات نے ڈانس پارٹیوں کا رنگ اختیار کر لیا پھر وہی سب کچھ ہونے لگا جس کا نام بے غیرتی ہے۔

اور آج کل نیوایئر منانے کی ترقی یافتہ شکل یہ ہے کہ راتوں کو عصمتوں کے آبگینے چکنا چور کیے جائیں لاکھوں روپے رقاصاؤں اور آبرو باختہ عورتوں پر لٹائے جائیں غیر ملکی شراب کے گھونٹ حلق سے اتارتے ہوئے بے ہودہ گوئی کی جائے آتش بازی کے ذریعہ عوام کو تنگ کیا جائے اور افسوس اس بات پر ہے کہ اس قدر جوش وخروش سے یہ تہوار تو وہ بھی نہیں مناتے جنہوں نے اس رسم کو شروع کیا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ ہم نعرے لگاتے ہیں محبّ رسول ﷺ ہونے کے اور بسا اوقات یہ کہتے ہوئے دوسرے کے گریبان کو بھی تھام لیتے ہیں کہ میں تجھ سے زیادہ محبّ رسول ﷺ ہوں لیکن...... نقالی ان کی جو دشمن اسلام...... اسلامی روایات کے ازلی دشمن جن کا عزم وارادہ یہ کہ اسلام کے نام لیواؤں سے مسلمانیت کو چھین لیا جائے۔

لٹ گئی دولت ایماں یہ احساس نہیں
کچھ بھی فرمان محمد ﷺ کا ہمیں پاس نہیں

ہم وہ پہلی سی روش اور ادا بھول گئے
کیا ہیں محبت میں آداب وفا؟ بھول گئے

ہیپی نیوایئر کی شرعی حیثیت:

اس کے غیر شرعی ہونے کی سب سے بڑی دلیل تو یہی ہے کہ یہ کافروں کا ایجاد کردہ تہوار ہے اوراس رات جتنے بھی طریقے اس کو منانے کے اختیار کیے جاتے ہیں وہ الگ کئی شرعی قباحتیں اپنے اندر لئے ہوئے ہیں مثلاً شراب نوشی، فسق وفجور، عزتوں کی پامالی، رقص و سرود کی محفلیں اور جوا خانوں کی رونقیں اس رات کے خاص اجزاء ہیں ان میں سے کسی ایک کو ہی لے لیا جائے تو شرعی طور پر اس کے ممنوع ہونے کے لیے کافی ہے، آیئے قرآن و حدیث سے مختصر طور پر ان افعال کا جائزہ لیتے ہیں۔

ہیپی نیوایئر اور شراب نوشی:

اس رات کو منانے کیلئے خصوصی طور پر شراب کے آرڈر لیے جاتے ہیں ساری رات جام کھنکتے اور عزتوں کے سودے ہوتے ہیں، تف ہے ایسی مسلمانیت پر کہ جب مسلمان ہونے کے باوجود شرم وحیا کا لبادہ اُتار کے غیر مسلموں سے بھی دو ہاتھ آگے نکلنے کی کوشش کی جائے ہم بھول گئے کہ ہمارا رشتہ کن افراد سے تھا ایک مسلمان ہونے کے اعتبار سے ہمارا رشتہ ان لوگوں سے ہے، جنھوں نے نبی ﷺ کے ایک اشارے پر شرابوں کے بھرے مٹکے گلیوں میں بہادیئے تھے اگر ایسے مناظر بھول گئے ہیں تو آیئے ذرا چشم تصور سے دیکھیے۔

مدینہ شہر کے ایک گھر میں مجلس سجی ہوئی تھی۔ سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اس مجلس کے روح رواں تھے اس لیے کہ یہ انہی کا گھر تھا۔ شراب کا دور چل رہا تھا۔ اہل بزم نشاط وسرور میں ڈوبے ہوئے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ اس محفل کے ساقی تھے، اچانک مدینہ کی گلیوں میں اک شور سا اٹھا شاید کوئی اعلان کر رہا تھا، حاضرین محفل اس نادیدہ آواز کی طرف متوجہ ہوئے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر گلی میں قدم رکھا تو دیکھا ایک منادی اعلان

کر رہا ہے:

﴿اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ ﴾لوگو! شراب حرام ہوگئی ہے۔ بارگاہِ رسالت سے اس کی حرمت کا فرمان صادر ہو چکا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر اطلاع دی کہ منادی اعلان کر رہا ہے۔ شراب حرام ہوگئی ہے...... لیکن...... یارانِ محفل تو شراب کے نشہ میں مخمور تھے وہ اس مے ناب کے اس قدر سیا ہو چکے تھے کہ یہ ان کی زندگی کا ایک حصہ بن چکی تھی، اب اسے چھوڑنا ان کیلئے محال تھا اور وہ بھی ایسے وقت جب محفل عروج پر تھی اور بھرے جام سامنے پڑے تھے مگر یہ فرمان اس نبی ﷺ کا تھا جس کے وہ امتی کہلاتے تھے اور جن کی محبت کے وہ دعویدار تھے۔ ایک طرف شراب کا حسن تھا، دوسری طرف مجلس نبوی کا حکم تھا...... ہاں بڑا کڑا امتحان تھا اور پھر...... مسلمانیت جیت گئی شیطانیت سر پیٹ کے رہ گئی۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ساری شراب باہر لے جا کر بہا دو، بھرے جام گلی میں پتھروں سے ٹکرا دو۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے شراب کو گلی میں بہایا تو دیکھا دوسرے گھروں سے بھی شراب کے جام گلی میں بہائے جا رہے ہیں۔ اس دن پھر مدینہ کی گلیوں میں جا بجا شراب بہہ رہی تھی۔ (صحیح مسلم، کتاب الاشربہ)

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر فرمانِ مصطفیٰ ﷺ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

یہ تھا مسلمانیت کا تقاضا اور یہ تھی ہماری تاریخ، اسے کہتے ہیں محبتِ رسول ﷺ اور یہ ہے ایک امتی کا حق۔

آج مجھے کچھ یاد پڑتا ہے...... شاید ہمارا تعلق انہی افراد سے تھا، جنہوں نے ایک اشارہ نبوی پر بھرے مٹکے پتھروں سے ٹکرا دیئے تھے اور وہ شراب جس کی محبت ان کے رگ و ریشے میں سما گئی تھی جس سے انہیں محبت نہیں عشق تھا اور اسی عشق میں اس قوم کے شاعر یوں خامہ فرسائی کیا کرتے تھے۔

اذا مت فادفنى إلى جنب كرمة
تروى عظامى بعد موتى عروقها

''جب میں مر جاؤں تو مجھے انگور کی بیل کے پاس دفن کرنا تا کہ اس کی جڑیں
میرے مرنے کے بعد بھی میری ہڈیوں کو شراب سے سیراب کرتی رہیں۔''

صرف ایک حکم سے وہ ساری کی ساری محبت نفرت میں بدل گئی اس پر فخر جہالت سمجھا جانے لگا اس کے قطرات کو دامن پر لگی رسوائی اور گندگی سمجھا جانے لگا مسلم قوم کو آج تک اطاعتِ رسول ﷺ کے اس بے مثال جذبہ پر فخر ہے...... لیکن میرے آباء! آج ہم شرمندہ ہیں کہ تم نے محبت رسول ﷺ میں ایک لافانی اور تابناک تاریخ کو رقم کیا تو ہم نے اس ساری تاریخ کو شراب کے جام میں ڈبو دیا اس سیال آگ سے اسلامی تاریخ کے اوراق جلانے شروع کر دیئے اور وڈیروں، چوہدریوں اور لیڈروں نے مہنگی سے مہنگی شراب پینا اپنی چوہدراہٹ کا اظہار سمجھ لیا اور شراب کے نشہ میں بے قابو ہو کر عزتوں کے تار بکھیرنا اپنے لیے فخر سمجھ لیا اور ہاں جس قوم کے بڑے لوگ شرابی ہوں وہاں شراب پر پابندی ایک بے معنی چیز بن کر رہ جاتی ہے۔ سرعام پابندی اور اندرونِ خانہ سکوں کی کھنک پر برائیوں کا بازار گرم رہتا ہے پھر نوجوان بھی فرمانِ الٰہی کو پامال کرتے ہوئے تسکین جاں کیلئے سستی شرابوں کی سودے بازی میں مگن ہو جاتے ہیں لیکن شاید یہ بھول گئے شراب پینے والا بروز محشر حوض کوثر کے میٹھے جام سے محروم رہے گا۔ جہنم اس کی گھات میں ہوگی اور جنت کے دروازے اس پر بند ہو چکے ہوں گے اور حسرت و افسوس سے اس دن اپنے ہاتھوں کو کاٹ رہا ہوگا۔

شراب قرآن کی نظر میں:

مسلمان جب تک دو چیزوں سے راہنمائی لیتے رہیں گے کبھی گمراہ نہیں ہوں گے اور جب ان دو چیزوں کی خلاف ورزی کریں گے، ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن جائے گی اور وہ دونوں چیزیں ایک اللہ کا قرآن اور دوسرا نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔ [البقرہ:219]

''(اے نبی ﷺ) آپ سے یہ لوگ شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں

فرما دیجئے! ان دونوں چیزوں کے اندر بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں لیکن ان کے گناہ ان کے فائدوں سے زیادہ ہیں۔''

شراب اور جوئے سے متعلق یہ پہلا حکم ہے جس میں دونوں کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا ہے اور عقلمند ذہن کو اپیل کی گئی ہے کہ ہوش مند وہی ہوتا ہے جو اس چیز کو چھوڑ دے جس کے نقصانات زیادہ ہوں اور فائدے کم مگر شراب ابھی مکمل طور پر حرام نہیں ہوئی تھی اس لیے کچھ لوگ پیتے رہے کہ چلو تھوڑے فائدے ہی سہی لیکن شراب شرف انسانی کے خلاف تھی اور اللہ کو پسند نہ تھی اس لیے شراب پینے والوں پر ان الفاظ میں ایک اور پابندی لگا دی گئی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ [النساء 43]

''اے ایمان والو! جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ (تمہارا نشہ اتر جائے) اور تم جان لو کہ تم کیا کر رہے ہو۔''

''اس آیت میں نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا اور شراب پینے پر چونکہ دو اڑھائی گھنٹہ نشہ کی کیفیت طاری رہتی ہے اس لئے لوگوں نے ان اوقات میں شراب پینی چھوڑ دی جن میں اس بات کا خدشہ ہوتا کہ کہیں حالت نشہ میں نماز کا وقت نہ آ جائے اب شرابی نہ تو نماز پڑھ سکتا تھا نہ نوافل اور نہ کسی کی نماز جنازہ اور نہ ہی ذکر الٰہی میں مشغول ہو سکتا تھا، لیکن پھر بھی کچھ لوگ مخصوص اوقات میں نماز کا وقت نکال کر شراب پیتے رہے مگر ذہن میں اس کی ناپسندیدگی بیٹھ گئی اور جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ انسانی ذہن اس کے حرام ٹھہرانے کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو گیا ہے تو اپنا انتہائی اور آخری حکم نازل فرما دیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ

وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ○

[المائدہ: 90، 91]

''اے ایمان والو! بلاشبہ شراب جوا، بتوں کے چڑھاوے اور (بدفالی کے لئے) تیر نکالنا گندے شیطانی کام ہیں لہٰذا تم ان سے پرہیز کرو شیطان یہی چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوا کے معاملے میں بغض وعداوت ڈال دے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے تو کیا تم (شراب' جوئے اور دیگر شیطانی اعمال سے) باز آنے والے ہو؟

اس آیت میں شراب کو قیامت تک کے لئے شیطانی عمل اور گندگی کہہ کر حرام قرار دے دیا ہے اور شراب کے ساتھ جوئے کو بھی شیطانی فعل قرار دیا اور فرمایا کہ شیطان تمہیں شراب اور جوئے میں الجھا کر نماز اور ذکر الٰہی سے روکنا چاہتا ہے اور اس کے ذریعے تمہارے درمیان بغض وعداوت ڈال کے لڑانا چاہتا ہے۔

ایک مسلمان کا یقین ہے کہ فرمان الٰہی کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا اور یہ مشاہداتی بات ہے کہ شراب اور جوا میں پڑنے والے لوگ نماز، روزہ اور ذکر الٰہی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں ان میں ہمیشہ عداوت اور دشمنی رہتی ہے شراب کے نشہ میں آدمی دوسروں کی عزت پر حملہ کر بیٹھتا ہے غل غپاڑہ کرتا ہے دوسروں کے گریبان کو تھام لیتا ہے اور جوا میں ہارنے والا جواری دوسرے کے خلاف غصہ میں ابلنے لگتا ہے اس سے انتقام لینے کا سوچتا ہے اور بسا اوقات نوبت لڑائی جھگڑوں تک جا پہنچتی ہے ایسے لوگوں کی دنیا تو برباد ہو ہی جاتی ہے نماز اور ذکر الٰہی سے غفلت، ان کی آخرت کو بھی برباد کر دیتی ہے۔

شراب حدیث کی نظر میں:

قرآنی حکم کے بعد راہنمائی کا سب سے بڑا ذریعہ حدیث ہے تو سب سے عظیم راہنما حضرت محمد ﷺ شراب کے متعلق یوں فرما رہے ہیں۔

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِی الدُّنْیَا فَمَاتَ وَھُوَ یُدْمِنُھَا لَمْ یَتُبْ لَمْ یَشْرَبْھَا فِی الْاٰخِرَةِ۔ 1

''جس نے دنیا میں شراب پی اور اس حال میں مر گیا کہ وہ برابر شراب پیتا رہا اور توبہ بھی نہ کی تو وہ آخرت میں (جنت کی) شراب نہیں پی سکے گا۔''

اور اس کو آخرت میں جام کوثر اور شراب طہور کا ملنا تو در کنار اسے جہنمیوں کے جسم سے نکلنے والا پسینہ اور گندا و غلیظ مادہ پینے کے لئے دیا جائے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ قَالُوا يَارَسُولَ اللّٰهِ وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ۔ 2

''نشہ پینے والے کیلئے اللہ کیا یہ وعدہ ہے کہ جو بھی نشہ آور چیز پیئے گا اللہ اسے طینۃ الخبال سے پلائے گا صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! طینۃ الخبال کیا چیز ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جہنمیوں کے جسم سے نکلنے والا پسینہ یا جہنمیوں کے جسم سے نکلنے والا لہو اور پیپ۔''

گویا دوسرے لفظوں میں قرآن و حدیث سے مسلمانوں کو کہا جا رہا ہے اگر کوئی دنیا میں اپنے مال اور عزت و آبرو کو داؤ پر لگانا چاہتا ہے تو شراب پی لے۔ اشرف المخلوقات انسان ہونے کے باوجود شیطانی اشاروں پر ناچنا چاہتا ہے تو شراب پی لے۔ فرمان رسول ﷺ اور فرمان الٰہی کی توہین کرنا چاہتا ہے تو شراب پی لے۔ بروز محشر جام کوثر کو چھوڑ کے جہنمیوں کے جسموں کی گندگی پینا چاہتا ہے تو شراب پی لے۔

سوچئے! جب قرآن نے شراب و جوا کو شیطانی عمل اور گندگی کہا ہے۔ نبی ﷺ نے شرابی کا عبرتناک انجام بتا دیا ہے۔ تب پھر کون سی چیز مسلمان قوم کے نوجوانوں کو شراب

---

1 (حسن صحیح) سنن ترمذی، ابواب الاشربه، باب ماجاء فی شارب الخمر

2 صحیح مسلم، کتاب الاشربة

پینے پر مجبور ہوتی ہے' کون سے شیطانی لوگ انہیں اس طرف مائل کرتے ہیں کہ وہ شراب کے گھونٹ حلق میں اتار کر بے حیائی، زنا، بے غیرتی، لچرپن اور بد قماشی جیسی شیطانی صفات کو اپنے ساتھ چمٹانے کے ساتھ ساتھ جہنم کو خرید لیتا ہے۔ آیئے! جامِ گل رنگ سے کھیلنے والوں سے پوچھا جائے اے بدنصیب قوم کے بھٹکے ہوئے جوانو! تمہیں تو ملت کے مقدر کا ستارہ کہا گیا تھا تم نوجوان ہو تمہاری رگوں میں گرم خون گردش کرتا ہے تم کڑیل اور جواں جسم کے مالک ہے اور نوجوانوں کی جماعت قوم کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے۔ نوجوان کی پیشانی اور آنکھوں کی چمک قوم کے وقار کا پتہ دیتی ہے لیکن تمہاری آنکھوں کی چمک بے حیائی اور شیطانی خمار نے چھین لی تمہاری پیشانیاں قوم کی بدنصیبی کا پتہ دیتی ہیں تمہارے جام حقیقت میں قوم کی بے بسی کے آنسوؤں سے لبریز ہیں...... آخر...... تم اپنے دامن کو شراب میں کیوں بھگو رہے ہو؟

شراب پینے والوں کے دلائل:

ہم شراب پیتے ضرور ہیں لیکن تھوڑی مقدار میں پیتے ہیں جس سے نشہ نہیں آتا۔ جب ہم میں اتنی قوت ہے کہ دس پیالے پینے پر نشہ آتا ہے تو پھر نو پینے میں کیا حرج ہے؟ ہم پپی نیوائیر پہ اتنی ہی پیتے ہیں جتنی برداشت ہو سکے"۔

یہ دلیل درحقیقت فرمانِ رسول ﷺ سے لاعلمی کا نتیجہ ہے اس لئے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ۔ [1]

"جب (شراب) کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔"

اس لئے بوتل تو درکنار اس کا ایک گھونٹ بھرنا بھی مسلمان کے لئے حرام اور اللہ رب العزت کی ناراضگی کا باعث ہے۔

ہم شراب کو بطور دوا کے استعمال کرتے ہیں۔ نشہ کے لئے استعمال نہیں کرتے اس سے ہمارے جسم کو قوت ملتی ہے پھر یہ حرام کیسے ٹھہری؟ اور آپ نے سنا بھی تو ہوگا کہ شراب پینے

[1] (حسن) ابن ماجه، كتاب الاشربة باب ما اسكر كثيرة فقليله حرام

کے بعد اگر آدمی خوب سیر ہو کر گوشت کھائے تو جسم پھولتا ہے اور بدن کو قوت ملتی ہے۔ اور پی نیو ائیر پہ ہمارا یہی مشغلہ ہے۔

اللہ بھلا کرے کیا ایک مسلمان کا یہ یقین اور عقیدہ نہیں ہے کہ جس چیز کو نبی ﷺ نے مضر قرار دے دیا اس میں فائدہ ہو ہی نہیں سکتا۔ خواہ ساری دنیا کے طبیب مل کر اس کے فوائد بتائیں پھر بھی اس کے مضر اثرات ہی ہوں گے اور صحابی رسول حضرت وائل حضرمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت طارق بن سوید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے شراب کے متعلق سوال کیا تو آپ نے اس کے پینے سے منع فرما دیا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اسے دوا کے طور پر استعمال کرتا ہوں تو نبی ﷺ نے فرمایا:

"اِنَّهٗ لَيْسَ بِدَوَاءٍ وَلٰكِنَّهٗ دَاءٌ۔ [1]

"یہ دوا نہیں بلکہ یہ تو بیماری ہے۔"

جب حکیم کائنات ﷺ نے اسے بیماری قرار دے دیا ہے تو دوا کے طور پر استعمال کرنے سے بھی اس سے بیماری ہی پیدا ہوگی۔ اگر بالفرض ایک بیماری میں کچھ افاقہ محسوس ہوتا ہے تو اس سے زیادہ سنگین اور مہلک بیماری کے جراثیم جسم میں داخل ہو سکتے ہیں اور اگر شراب کے بعد گوشت کھانے سے بدن پھولتا ہے تو اندر ہی اندر کئی دوسری بیماریوں سے کھوکھلا بھی ہو جاتا ہے۔

اگر شراب نشہ کی وجہ سے حرام ہے تو روٹی بھی تو نشہ ہی ہے روٹی آدمی کو نشہ کی طرح لگی ہوئی ہے، لسی پی لے تو آدمی کو نیند آ جاتی ہے پھر نشہ کی وجہ سے اکیلی شراب ہی کیوں حرام ہے؟

دلیل دینا اور آزادانہ اظہار رائے ہر آدمی کا حق ہے مگر دلیل بھی دلیل ہونی چاہئے۔ شراب کے حرام ہونے میں دو حکمتیں پوشیدہ ہیں ایک تو یہ کہ شراب اور دوسری نشہ آور چیزیں انسانی بدن کے لئے نقصان دہ ہیں ان کی وجہ سے بدن آہستہ آہستہ قوت و طاقت کو کھو دیتا ہے اور دوسرا یہ کہ اس نشہ کی وجہ سے انسان ہوش وحواس سے بے گانہ ہو کے لا

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربہ

یعنی حرکات کرتا ہے غل غپاڑہ اڑاتا ہے اس کی ذہانت وعقل ایک وقفہ کے لئے اس کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔ اب ان دو چیزوں میں سے ایک چیز بھی یا دونوں کسی شے میں شامل ہوجائیں تو وہ حرام کہلائے گی تو پھر ان دونوں چیزوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے ذرا سوچئے! روٹی کھانے یا لسی پینے سے انسانی بدن کو قوت ملتی ہے یا اس کا نقصان ہوتا ہے، روٹی نہ کھانے سے آدمی کمزور ہوگا کھانے سے تو کبھی کمزور نہیں ہوا اور دوسرا یہ کہ روٹی کھانے سے کبھی عقل نے آدمی کا ساتھ نہیں چھوڑا اور نہ یہ دیکھا گیا ہے کہ کسی آدمی نے روٹی کھانے کے بعد بازار میں کھڑے ہو کر غل غپاڑہ کیا ہو یا بے معنی پاگلوں جیسی حرکات کی ہوں کہ لوگوں کہیں دیکھو اس نے روٹی کھالی تھی اب اس کے دماغ کو کچھ ہوگیا ہے اور دوسری طرف شرابی تو شراب پینے کے بعد سب کے سامنے پیشاب کرنے لگتے ہیں، ناچنے لگتے ہیں اور وہ تمام حرکات کرتے ہیں جن سے انسان کی عزت داغدار ہوتی ہے جب کہ روٹی کھانے سے کبھی ایسا نہیں ہوا پھر یہ تمہارے لئے دلیل کیسے بن سکتی ہے؟

نبی ﷺ نے شراب سے روکا ہے وسکی سے نہیں روکا ہم برانڈی وسکی یا بیئر پیتے ہیں شراب نہیں پیتے۔

یہ وسکی، برانڈی اور بیئر تمام شراب کی قسمیں ہیں ہر نشہ آور چیز خواہ وہ جو سے تیار کی جائے انگور یا کھجور سے جب اس میں نشہ پیدا ہوجائے تو وہ حرام ہے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

كُلُّ شَرَابٍ اسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ [1]

''ہر وہ پینے کی چیز جو نشہ لائے حرام ہے۔''

تو کیا برانڈی یا بیئر سے نشہ پیدا نہیں ہوتا؟ ہم نے اپنی آنکھوں سے کتنے ہی مہنگی شراب پی کے بکتے ہوئے دیکھے اور پھر ایسے ہی لوگوں کے متعلق نبی ﷺ بہت پہلے فرما گئے ہیں:

لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِيْ الْخَمْرَ يَسْمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا۔ [2]

''میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور (دوسروں کو دھوکہ دینے کے لئے)

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الشربه

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الاشربه، باب فی الداذی وقال الشیخ الالبانی صحیح

اس کا کوئی اور نام رکھ لیں گے۔

تو کیا وسکی یا برانڈی وغیرہ کی دلیل دینے والے لوگوں کا شمار ان میں نہیں ہوتا جن کے متعلق نبی ﷺ نے پیشن گوئی فرمائی ہے اور کبھی نام بدلنے سے حقیقت بھی بدلا کرتی ہے؟ شراب کی بوتل پر زمزم کا لیبل لگا دو پھر بھی اس کی ترشی جھوٹ کا پول کھول دے گی۔ مے خانہ کی پیشانی پر مسجد لکھ دو تو پھر بھی اس میں مچلتی ہوئی لہریں اور کھنکتے ہوئے جام رخ حقیقت سے نقاب الٹ دیں گے۔

ہم ایسی باتوں کو نہیں جانتے ہمیں تو شرابی غزلوں نے شراب پینے کے لئے تیار کیا ہے جیسے کہا جاتا ہے:

نشہ شراب میں ہوتا تو ناچتی بوتل
مجھے بتاؤ ذرا نشے میں کون نہیں؟

اللہ برا کرے ان گانے بجانے والوں کا آج نوجوان نسل کو تباہ کرنے کے لئے یہ شیطانی گروہ بڑا گھناؤنا کردار ادا کر رہا ہے۔گانوں کے ذریعے قوم کے پریشان افراد اور نوجوانوں کو غم بھلانے کے لئے شراب پینے کی ترغیب دی جاتی ہے۔بسوں اور راستوں میں شراب کی طرف مائل کرنے والی آوازیں کانوں سے ٹکراتی ہیں حتیٰ کہ آڈیو کیسٹ کی دکانوں پر شرابی غزلوں کے نام کی کیسٹیں بکتی دکھائی دیتی ہیں جنہیں پان سگریٹ کی آڑ میں شراب بیچنے والے خرید کر بلند آواز سے ڈیک میں لگاتے ہیں تا کہ شراب پینے کے لئے لوگوں کے دلوں میں ہیجان پیدا ہو۔ایسے تمام لوگ جو شراب جیسی لعنت کو پھیلانے میں معاون بنتے ہیں برابر کے مجرم اور لعنتی لوگ ہیں۔ بروز محشر ہزاروں نوجوانوں کو برباد کرنے کا جرم ان کے کندھوں پر ہوگا۔

نبی ﷺ غمزدہ ہوتے تو مسجد میں آ کے نفل ادا فرماتے اللہ کے سامنے گڑگڑاتے اور یہ غم دور کرنے کے لئے نشہ کی دعوت دے رہے ہیں۔ جو بذات خود غم میں مزید اضافہ کا باعث ہے۔شراب پینے کے ساتھ گانوں کو دلیل بنانا تو جرم کو دوگنا کر دیتا ہے ایک شراب

پینے کا گناہ اور دوسرا گانا بجانا سننے کا۔

اور یہی نیوائیر کی رات تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے شیطان خوشی سے بھنگڑا ڈالتے ہوئے جا رہا ہو۔نوجوانوں کے پاس عقل و ذہانت تو قوم کی مانگ پھولوں سے سجانے اور اس کا دامن ستاروں سے بھرنے کے لئے تھی مگر وہ شیطانی کاموں کے جواز ڈھونے میں استعمال ہونے لگی۔اے کاش! شراب کا کاروبار چلانے والے یہ جان سکیں وہ قومی غیرت کی مردہ لاش سے جام تیار کرر ہے ہیں،عزتوں کی نیلامی سے حاصل ہونے والے گندے نوٹوں سے جیب و داماں کو بھر رہے ہیں اور ایسے نوٹ قیامت کے دن ان کے لئے جہنم کے دہکتے ہوئے انگارے بن جائیں گے۔اور میڈیکل سٹور کی آڑ میں شراب بیچنے والے کہتے ہیں ہم لوگوں کو گھروں میں سپلائی کرتے ہیں یا وہ ہمارے پاس چل کر خود آتے ہیں۔ہم بہر حال نہیں پیتے گناہ تو پینے پر ہے ہم مجرم کیسے ٹھہرے۔ایسا دھندہ کرنے والے نبی ﷺ کی اس حدیث کو پڑھیں۔

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ صَـلَّـى اللّٰـه عليـه وسلَّم فِيْ الْخَمْرِ عَشْرَةً عَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْـهِ وَسَـاقِيْهَـا وَبَـائِعَهَا وَاٰكِلَ ثَمَنِهَا وَالْمُشْتَرِیَ لَهَا وَالْمُشْتَرَاةَ لَهٗ۔ [1]

"رسول اللہ ﷺ نے شراب کے سلسلے میں دس آدمیوں پر لعنت کی ، نچوڑنے والے پر اور اس پر جو نچڑوائے ، پینے والے پر اور لے جانے والے پر اور اس پر جس کی طرف لے جائی جائے ، پلانے والے پر اور بیچنے والے پر اور اس کی قیمت کھانے والے پر اس کے خریدنے والے پر اور اس پر جس کے لئے وہ خریدی جائے۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے جو شراب کو پیتا نہیں فروخت کرتا ہے وہ بھی برابر کا مجرم

[1] سنن ترمذی ، کتاب البیوع ،باب ماجاء فی بیع الخمر وقال الشیخ الالبانی حسن صحیح

اور لعنتی انسان ہے۔ رقم کے حصول کے لئے لعنت کی خریداری کرتا ہے جہنم کے انگارے خرید رہا ہے جس کا دین وایمان صرف پیسہ ہی رہ گیا ہے۔ اور ایسا تو وہ کرتا ہے جس سے انسانیت مرچکی ہو جس کا ضمیر مردہ ہو چکا ہو۔

شراب کے نقصانات اطباء کی نظر میں:

شراب نباتات وحیوانات دونوں کے لئے ایک سخت زہر ہے اگر ہزار حصہ پانی کی مقدار ایک حصہ شراب ملا کر کسی پودے کو سیراب کیا جائے تو وہ پودا جلد ہی مرجاتا ہے یا مرجھا جاتا ہے۔ اس وجہ سے شراب نوشی کی عادت انسانی جسم کی نشوونما میں بھی رکاوٹ کا باعث ہوتی ہے۔ شراب خوری کی عادت سے قوائے احساس کند پڑ جاتے ہیں۔ شراب سے معدے میں ہضم کرنے والی رطوبت کی مقدار اور تیزی کمزور پڑ جانے سے قوت ہاضمہ کمزور ہوجاتی ہے۔ شراب دورانِ خون میں بے ترتیبی پیدا کر کے خون کی رو، دل سے کھینچ کر زیادہ تر چہرے اور دماغ کی طرف لاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شرابی کے چہرے پر عارضی سرخی معلوم ہونے لگتی ہے۔ بعد ازاں خون کے سرخ ذرے جن کا کام زندگی بخش آکسیجن جذب کرنا ہے شراب کے مضر اثر سے آہستہ آہستہ کمزور ہوجاتے ہیں۔ جس سے جسم مختلف امراض مثلاً مرگی، لقوہ، سرسام، رعشہ، آشوب چشم، تپ دق اور جنون وغیرہ میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

لمبے عرصے کی شراب نوشی سے نیند اڑ جاتی ہے عضلات کانپنے لگتے ہیں اور ہاضمہ خراب ہوجاتا ہے۔ معدہ کی سوزش اور اعصابی کمزوری جیسے امراض پیدا ہوجاتے ہیں شراب زیادہ پینے سے ناگہانی موت واقع ہوجاتی ہے جو یا تو حرکت قلب بند ہوجانے سے یا مرکز تنفس قلب مفلوج ہوجانے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ [1]

شراب کے انسانی صفات پر اثرات:

شراب کے روحانی نقصانات میں سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس وجہ سے انسان کچھ دیر کے لئے عقل وخرد اور ہوش وحواس سے بے گانہ ہو کے جانوروں کی صف میں آجاتا

[1] انسائیکلوپیڈیا خزائن الادویہ جلد ۳ ص ۳۴۔۳۵

ہے شراب میں بدمست ہوکر کبھی گالیوں اور مرنے مارنے پر اتر آتا ہے، کبھی رونے لگتا ہے کبھی خوف زدہ ہوکر کانپنے لگتا ہے۔ اس شراب کی وجہ سے انسان میں بھیمانہ صفات در آتی ہیں وہ دوسروں کی عزت پر حملہ کرتا ہے تو شرم محسوس نہیں کرتا' بے غیرتی' بے شرمی اور رذیل حرکات اس سے چمٹ جاتی ہیں۔ اس کا ذہن گندی سوچوں کا مرکز بن جاتا ہے اس طرح وہ انسانی روپ میں ایک شیطان ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے مجلس میں لوگ اس کی عزت کرتے ہوں لیکن دلی طور پر اس سے نفرت کرتے ہیں۔

جوئے بازی:

یہ 31 دسمبر کی رات ہے کہ جب جوا خانوں کی رونقیں بحال ہوجاتی ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے شراب کے ساتھ ہی جوئے کو بھی ابد الاباد کے لئے حرام قرار دے دیا تھا اور شراب کے ساتھ اس لئے ذکر کیا کہ جس طرح شراب برائیوں اور جرائم کی جڑ ہے اسی طرح جوا بھی لڑائی جھگڑوں اور فتنہ فساد کی جڑ ہے۔

چنانچہ فرمایا:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [1]

''اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا' بت اور قرعہ کے تیر سب گندے شیطانی کام ہیں ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاسکو''۔

مذکورہ آیت میں جوئے کو شراب کے ساتھ ہی ذکر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ جواء شراب ہی کی طرح گندا اور حرام کام ہے اور جوا کھیلنے والے میں جہاں غیرت وحمیت اور شرم وحیاء جیسے اوصاف آہستہ آہستہ ختم ہوتے جاتے ہیں وہاں اس کا ایمان بھی خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

---

[1] سورۃ المائدہ آیت 90

اور آج ہر صاحب شعور انسان کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ پہلے جوا ایک لعنت اور جواری کو قابلِ نفرت شخص سمجھا جاتا تھا مگر اب جوا ایک فیشن بن چکا ہے۔ پر رونق شہروں کو چھوڑ یئے آج کل دیہاتوں بلکہ محلوں کی تاریک گلیوں میں بھی جوئے کے اڈے کھل چکے ہیں اور سکوں کی کھنک پہ کاروبار جاری ہیں' اب یہ رئیس زادوں کا کھیل نہیں رہا چھولے بیچنے والے اور دیہاڑی دار بھی بسا اوقات شام کے دھندلکے میں اپنی کمائی یہاں لٹا جاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ یہی کمائی تو ان کے بیوی بچوں کے حلق کا نوالہ تھی اور وائے بدنصیبی کہ جونو جوان اس بات کی عملی تصویر تھے

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد

وہ کالج اور سکول ٹائم کے بعد جوئے کی عملی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ جن ہاتھوں نے دستۂ تلوار پکڑ کے کفر کا سینہ چاک کرنا تھا۔ انہوں نے تاش کے پتے پکڑ کے معیشت کو آگ لگانا شروع کر دی اور کسے معلوم نہیں کہ ہارا ہوا جواری تو بسا اوقات اپنی بہن کا دوپٹہ بھی داؤ پر لگا دیا کرتا ہے۔ یقیناً جوا بے غیرتی کے جراثیم پیدا کرتا ہے اور جب مستقبل میں قوم کو سہارا دینے والے نوجوان ان جراثیم کو قبول کر رہے ہوں تو پھر بہتر مستقبل کی امید چھوڑ دینی چاہئے۔

اس جوئے نے کتنے گھر اجاڑے' کیسے کیسے روح فرسا اور دلدوز واقعات کو جنم دیا۔ جوا غیرت وشرم کو چھین لیا کرتا ہے زیادہ دن نہیں گزرے یہ خبر سننے پڑھنے میں آئی تھی کہ ایک جواری نے جوا میں اپنی بیوی کو ہار دیا تھا اور فیکٹری کاروبار کے مالک یوں سوختہ ساماں ہوئے کہ لوگوں نے انہیں بھیک مانگتے دیکھا...... لیکن اک لمحہ ٹھہریے کیا یہ واقعات کم ہو سکتے ہیں یا ہم اپنی سرزمین سے ان کو نوچ کر پھینک سکتے ہیں؟۔ یقیناً نہیں۔ جب تک حکمران بسنتی اور عوام جواری رہیں گے یہ واقعات بڑھتے ہی جائیں گے جب حکمران بسنت کے سرسوں جیسے رنگوں کی چہل پہل میں لاہور کی لالہ رخ مہ جبینوں میں رنگ ونور

لوٹنے والے اور عوام ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں گے یہ واقعات بڑھتے ہی جائیں گے۔

خوب ہے تجھ کو شعار صاحب یثرب کا پاس
کہہ رہی ہے تیری زندگی کہ مسلم نہیں
وہ نشان سجدہ جو روشن تھا کوکب کی طرح
ہو گئی ہے اس سے اب نا آشنا تیری جبیں

اور جان لیجئے! حرام کمائی کھانے سے روحانیت چھن جاتی ہے' شیطانیت بڑھ جاتی ہے' نفس طاقتور ہوتا ہے تو گناہوں کی عادت بڑھ جاتی ہے۔ایک گناہ کے بعد دوسرے گناہ کا چسکا دل کی بستی کو تاریک کر دیتا ہے۔

حرام کی پہچان میں ایک سادہ سا اصول یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو کسی بھی غیر شرعی طریقہ سے حاصل کی جائے وہ حرام ہے خواہ وہ غیر شرعی تجارت سے حاصل ہو یا معاملات سے یا سینہ زوری اور غاصبانہ انداز سے یا دھوکہ وفراڈ سے اور جواء رقم کی منتقلی کا ایک غیر شرعی طریقہ ہے جس سے حاصل شدہ رقم خالص حرام قرار پاتی ہے۔

حرام کمائی کے اثرات:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ذَکَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَآءِ یَا رَبِّ یَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ۔ [1]

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کر کے (آتا ہے) اور گرد و غبار سے بھرا ہوا ہے اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی جانب پھیلاتے ہوئے کہتا ہے

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب کل معروف صدقة

اے رب' اے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام کا ہے' اس کا پینا حرام کا ہے اور لباس اس کا حرام کا ہے' اس کی غذا حرام کی ہے ایسے آدمی کی پھر دعا کیونکر قبول ہو سکتی ہے؟''۔

اللہ رب العزت دعا اس آدمی کی قبول فرماتے ہیں جس سے راضی ہو جائیں جس سے ناراض ہوں اس کی دعا قبول نہیں فرماتے تو حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ رب العزت اس سے ناراض ہو گئے ہیں اس کے حرام کھانے کی وجہ سے اللہ نے اپنی نظر رحمت اس سے اٹھالی ہے۔

ایک روایت میں ہے:

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ [1]

رب العزت صرف پاکیزہ کمائی کا ہی صدقہ قبول فرماتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا جس کی کمائی میں مال حرام کی آمیزش ہو اس کا صدقہ و خیرات ' قربانی' اللہ کی راہ میں نذر و نیاز کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوتا۔ اور پھر حرام کے اثرات نسلوں پر پڑتے ہیں خاندان اور اولاد پر پڑتے ہیں حرام مال پر پرورش پانے والی اولاد میں فرمانبرداری کا عنصر کب ہوگا؟ ہیپی نیو ایئر کی رات کئی ایسے حرام کام عروج پر ہوتے ہیں، شراب کی ریکارڈ سیل ہوتی ہے، جوا خانے آباد ہوتے ہیں، رقاصاؤں پر نوٹوں کو نچھاور کر کے شیطان کو خوش کیا جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ہیپی نیو ایئر شرابیوں، جواریوں اور آوارہ مزاج لوگوں کا دن ہے۔

زناکاری:

31 دسمبر کی رات جہاں مجرے بازی پر نوٹ لٹائے جاتے اور شراب کے جام چڑھائے جاتے ہیں وہاں فحاشی و بدکاری بھی اپنے عروج پر ہوتی ہے کوٹھوں کی رونقیں آباد ہوتی ہیں ایک اندھی خوشی میں مست درندوں کے روپ میں عصمتوں کے آبگینے چکنا چور

---

[1] صحیح مسلم باب مذکورہ

کیئے جاتے ہیں۔

اس پر مستزاد یہ کہ خود کو مسلمان بھی کہلوایا جاتا ہے ایسے نام نہاد مسلمان کو زنا کاری و بدکاری پر اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کرنا چاہئے کہ اسلام میں یہ کس قدر گندا اور مذموم فعل ہے چند روایات اس ضمن میں درج کی جاتی ہیں:

☆ اسلام میں زانی کی سزا قتل مقرر کی گئی ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَّا بِأَحْدٰى ثَلَاثٍ: الثَّيِّبُ الزَّانِيْ، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكُ لِدِيْنِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ۔ [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کا خون حلال نہیں جو اس بات کی دل سے گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں مگر تین وجوہات میں سے کسی ایک کی وجہ سے مسلمان کا خون اور قتل جائز ہو جاتا ہے، پہلی وجہ یہ ہے کہ شادی شدہ ہو کر زنا کرے، دوسری وجہ کسی کو ناحق قتل کرے تو قصاص میں قتل کیا جائے گا، تیسری وجہ یہ کہ دین اسلام چھوڑ دے، مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کر لے۔

☆ زانی جس وقت زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان خارج ہو جاتا ہے۔

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا زَنَى الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيْمَانُ فَكَانَ عَلَيْهِ كَا

[1] (صحیح) الترغیب والترهیب کتاب الحدود باب الترهیب الزناء وقال الشیخ الالبانی صحیح رقم الحدیث: 2388

لظُلَّةِ ، فَإِذَا أَقْلَعَ رَجَعَ إِلَيْهِ الْإِيمَانُ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب کوئی شخص زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل کر اس کے سر پر سائبان کی طرح رہتا ہے، جب وہ زنا سے رک جاتا ہے تو ایمان اس کے پاس واپس لوٹ آتا ہے۔

☆ زانی آدمی یا بدکاری کا اڈہ چلانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: تُفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ فَيُنَادِي مُنَادٍ :هَلْ مِنْ دَاعٍ فَيُسْتَجَابَ لَهُ؟ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَيُعْطَى؟ هَلْ مِنْ مَكْرُوْبٍ فَيُفَرَّجَ عَنْهُ؟ فَلَا يَبْقَى مُسْلِمٌ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ إِلَّا زَانِيَةً تَسْعَى بِفَرْجِهَا أَوْ عَشَّارًا [2]

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدھی رات کو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پکارنے والا پکارتا ہے: ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا کو قبول کیا جائے؟ ہے کوئی مانگنے والا کہ اس کے سوال کو پورا کیا جائے؟ ہے کوئی پریشان حال کہ اس کی پریشانی کو دور کیا جائے؟ چنانچہ کوئی مسلمان ایسا نہیں رہتا جو اس وقت کوئی دعا کرے اور اس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول نہ کرے، سوائے دو شخصوں کے، ایک وہ بدکار عورت جو بدکاری کے ذریعے کماتی ہو یا وہ جو ظلماً لوگوں سے ٹیکس وصول کرتا ہو۔

مذکورہ روایات سے زنا کی سنگینی واضح ہوتی ہے۔ زنا کاری بندے سے روحانیت چھین لیتی ہے اور اس کے دل کے اندر شیطانیت درآتی ہے ایمان کا نور سینے سے جاتا رہتا ہے

[1] (صحیح) الترغیب والترھیب کتاب الحدود باب الترھیب الزناء رقم الحدیث: 2394

[2] (صحیح) الترغیب والترھیب کتاب و باب مذکورہ، رقم الحدیث: 2391

اور بندہ انسان کے روپ میں شیطان صفت درندہ بن جاتا ہے ہپی نیوائیر یہی شیطانیت اور درندگی بانٹتا ہے اپنی بہنوں کے جسموں کو نوچنے اور بھنبھوڑنے کا سبق دیتا ہے بلاشبہ مسلمان ہوتے ہوئے یہ دن منانے والے شیطان کیلئے خوشی کا سامان فراہم کرتے ہیں اور اپنے دلوں میں بے حیائی اور بے شرمی کو جگہ دے کر اسلامی اقدار کا مذاق اڑاتے ہیں۔

مجرے اور بے باک نظریں:

ہپی نیوائیر کی خوشیوں کو مزید دوبالا کرنے کے لئے کلبوں اور بند کوٹھوں پر مجروں کی محفلوں کا انعقاد کر کے اپنی ہی قوم کی بیٹیوں کے انگ انگ کا تماشہ کروایا جاتا ہے کیا اس طرح زاویے بنتی عورت کے جسم پر اپنی بے باک نظریں ڈالنا گناہ نہیں نبی ﷺ نے اسے آنکھ کے زنا سے تعبیر کیا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ ، وَزِنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ ، وَالنَّفْسُ تَتَمَنَّى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ [1]

”آنکھ کا زنا نظر بازی ہے زبان کا زنا ناجائز گفتگو ہے اور نفس اس کی تمنا اور خواہش کرتا ہے پھر شرمگاہ اس کو سچا یا جھوٹا ثابت کرتی ہے۔“

مجروں میں یہ بات تو پکی ہے کہ نظر کا زنا سرعام ہوتا ہے پھر فحش آوازے بھی کسے جاتے ہیں اور ناچتی گاتی قوم کی بیٹی کو کئی رنگوں میں دیکھا جاتا ہے بقول شاعر

اپنی اپنی خواہشوں کے عکس میں دیکھا گیا
ایک لڑکی کو یہاں کس کس طرح سوچا گیا

سال کا اختتام کھلے عام بے حیائی، فحاشی اور بے حمیتی سے کرنا کیا اللہ کے غضب کو دعوت دینے والی بات نہیں ذرا اک لمحہ سوچیے یہ جو حسین صورت اور نازک اندام بدن مجرے کی محفل کو گرمائے ہوئے ہے جو اپنے پیچ وخم کھاتے جسم کی حشر سامانیوں سے دعوت گناہ دے رہا ہے یہ عورت کون ہے؟ کیا اس کا تعلق مسلمان قوم سے نہیں کیا اس نے مسلمان

[1] صحیح بخاری، کتاب الاستئذان باب زنا الجوارح دون الفرج

گھرانے میں جنم نہیں لیا پھر اس قدر بے حس اور مردہ ضمیر کیوں ہوگئی حفیظ جالندھری نے ایسی ہی ایک حیاء سوز محفل کو دیکھ کر رقاصہ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ اشعار کہے تھے۔

ہے رقص میں اک مہ لقا ۔۔۔ نازک ادا ناز آفریں
تیرا تھرکنا خوب ہے ۔۔۔ تیری ادائیں دل نشیں
لیکن ٹھہر تو کون ہے ۔۔۔ او نیم عریاں نازنیں
کیا مشرقی عورت ہے ۔۔۔ تو ہرگز نہیں ہرگز نہیں
اف کس قدر دلسوز ہے ۔۔۔ تقریر بازاری تری
کتنی ہوس آموز ہے ۔۔۔ یہ سادہ پرکاری تری
تری ہنسی بے باک ہے ۔۔۔ تیری نگہ چالاک ہے
تجھ میں نہیں شرم و حیا ۔۔۔ تجھ میں نہیں مہر و وفا
احساس عزت کیوں نہیں ۔۔۔ شرم اور غیرت کیوں نہیں
غمزے ترے یہ پرفسوں ۔۔۔ نا محرموں کے رو برو
سچ سچ بتا تو کون ہے ۔۔۔ او بے حیا تو کون ہے
تقدیر کی بیٹی ہے تو ۔۔۔ شیطان کی بیٹی ہے تو
جس قوم کی عورت ہے تو ۔۔۔ اس قوم پر لعنت ہے تو
ہٹ سامنے سے دور ہو ۔۔۔ مردود ہو مقہور ہو
لیکن ٹھہر جانا ذرا ۔۔۔ تیری نہیں کوئی خطا
مردوں میں غیرت ہی نہیں ۔۔۔ قومی حمیّت ہی نہیں
اب رنگ ہی کچھ اور ہے ۔۔۔ بے غیرتی کا دور ہے
یہ قوم اب مٹنے کو ہے ۔۔۔ یہ نرد اب پٹنے کو ہے
مجھ کو زمانے سے غرض ۔۔۔ مٹنے مٹانے سے غرض
جب حشر کا دن آئے گا ۔۔۔ اس وقت دیکھا جائے گا

ہاں ناچتی جا گائے جا نظروں سے دل برمائے جا
تڑپائے تڑپائے جا او دشمن دنیا و دین

حیا سوز انداز میں اپنے جسم کی نمائش کرنے والی ایسی عورتوں کے متعلق جو کپڑے پہننے کے باجود ننگی ہیں نبی ﷺ کا ذیل کا فرمان پڑھیے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا۔ [1]

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:” دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ ایک تو وہ لوگ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہیں اور وہ لوگوں کو ان سے مارتے ہیں اور دوسری وہ عورتیں جو (لباس) پہنتی ہیں مگر ننگی ہیں (یعنی ستر کے لائق اعضاء کھلے ہیں جیسا کہ ساڑھی پہن کر عورتوں کے سر، پیٹ اور پاؤں وغیرہ کھلے رہتے ہیں یا کپڑے ایسے تنگ اور باریک پہنتی ہیں جن میں سے بدن نظر آتا ہے تو گویا ننگی ہیں)، وہ سیدھی راہ سے بہکانے والی اور خود بہکنے والی ہیں اور ان کے سر بختی (اونٹ کی ایک قسم ہے) اونٹ کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہوں گے، وہ جنت میں نہ جائیں گی۔ بلکہ ان کو اس کی خوشبو بھی نہ ملے گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی دور سے پائی جاتی ہے۔“

اور قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ایماندار عورتوں کو نظر جھکا کے رکھنے اور اپنے جسم کو

[1] صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة باب النساء الکاسیات العاریات الممیلات، رقم الحدیث:3971

لباس میں چھپائے رکھنے کا حکم دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ...... لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.

[النور: 31]

''اے نبی پاک ﷺ ایماندار عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رکھیں۔ وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں۔ مگر شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی' بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے مملوک، وہ زیر دست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں۔ وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلیں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا علم لوگوں کو ہو جائے۔''

وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.

اے مومنو! تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نہ مردوں کو غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنا چاہئے اور نہ عورتوں کو غیر محرم مردوں کی طرف دیکھنا چاہئے۔

اسلام نے تو بوڑھی عورتوں کو بھی چادر اُتارنے کی اجازت اس صورت میں دی ہے جب وہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ ۭ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ

خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. [النور: 60]

اور جو عورتیں بوڑھی ہیں اور جوانی سے گزر چکی ہیں نکاح کی امیدوار نہ ہوں وہ اگر اپنی چادریں اُتار کر رکھ دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں تاہم وہ بھی حیاداری ہی برتیں تو ان کے حق میں اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

وہ بوڑھی عورتیں جو اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ رہیں، ان کی اپنی خواہشات بھی مر چکی ہوں، ان کو دیکھ کر مردوں میں بھی کوئی شہوانی جذبہ نہ پیدا ہو سکتا ہو ان پر پردے کی وہ پابندیاں نہیں ہیں جو اور عورتوں پر ہیں۔ یاد رہے چادر اور بُرقعہ اتار دینے کی اجازت ان بوڑھی عورتوں کو دی جا رہی ہے جن کے اندر بن ٹھن کے رہنے کا شوق باقی نہ رہا ہو، صرف دوپٹے، کرتے اور شلوار میں رہیں لیکن مقصود اس سے بھی اظہار زینت نہ ہو۔

اور مجروں کے ذریعہ عورتوں پر اپنی نظریں گاڑنے کی اجازت اسلام نے کسی صورت میں بھی نہیں دی مرد شہوت والی نظر صرف اپنی بیوی اور لونڈی پر ڈال سکتا ہے ان دونوں کے علاوہ کسی بھی عورت کو شہوت والی نظر سے دیکھنے کی اجازت اسلام نے نہیں دی بلکہ مردوں کو نظریں جھکانے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ [النور: 3]

اے نبی پاک ﷺ مومن مردوں سے بھی فرما دیجئے کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔

کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنی بیوی یا اپنی محرم خواتین کے سوا کسی دوسری عورت کو نگاہ بھر کر دیکھے۔ ایک دفعہ اچانک نظر پڑ جائے تو معاف ہے لیکن یہ معاف نہیں کہ آدمی نے پہلی نظر میں جہاں کوئی کشش محسوس کی تو وہاں پھر نظر دوڑائے۔

ہیپی نیو ایئر اور بازاروں کا شوروغل:

بازاروں میں ڈھول کی تھاپ پر رقص، موٹر سائیکلوں کا بے ہنگم شور، سیٹیاں بجانا اور فحش فقرے بازی، مرکزی شاہراہوں پر مسافروں کے لئے پریشانی کا سامان اور ہوائی فائرنگ ہیپی نیو ایئر کی خوشیاں شمار ہوتے ہیں حالانکہ یہ تمام چیزیں ایک پروقار انسان کی شخصیت کے بھی منافی ہیں اور اسلام میں بھی ناپسندیدہ ہیں جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق بیان فرماتی ہیں:

لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا صَخَّابًا فِي الْأَسْوَاقِ [1]

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم فحش گوئی کرنے والے تھے اور نہ ہی بے ہودہ گو اور آپ بازاروں میں شوروغل کرنے والے نہیں تھے"۔

اور ہمیں زندگی گزارنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو سامنے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

"بلاشبہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے"۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے ہودہ گوئی اور بازاروں کا شوروغل ناپسند کرنے والے تھے تو ہماری پسند و ناپسند بھی آپ کے جیسی ہونی چاہیے ہمارے لئے کامیابی صرف اور صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے راہنمائی لینے میں ہے جب کہ ہیپی نیو ایئر کا شوروغل بالکل متضاد تصویر پیش کرتا ہے ایسی تصویر جو ایک مسلمان کی نہیں بلکہ لہو و لعب کے رسیا اور غافل انسان کی تصویر ہے جو شراب و شباب کی مستی میں راستوں پر حیا کا دامن تار تار کر رہا ہو۔

یہ گونجتے ہوئے قہقہے راستوں پر
یہ چاروں طرف بھیڑ سی کھڑکیوں پر

---

[1] ((صحیح) جامع ترمذی، کتاب البر والصلة عن رسول الله ﷺ باب ما جاء في خلق النبي ﷺ رقم الحديث 1939، السلسلة الصحيحة 130/5 رقم الحديث 2095

یہ آوازے کھنچتے ہوئے آنچلوں پر
ثنا خوانِ تقدیس مشرق کہاں ہیں؟
یہ پھولوں کے گجرے یہ پیکوں کے چھینٹے
یہ بے باک نظریں یہ گستاخ فقرے
یہ بھوکی نگاہیں حسینوں کی جانب
یہ بڑھتے ہوئے ہاتھ سینوں کی جانب
لپکتے ہوئے پاؤں زینوں کی جانب
ثنا خوانِ تقدیس مشرق کہاں ہیں؟

خون کے آنسو رونے والی بات ہے کہ مسلمان قوم کے نوجوان جو ملت کے مقدر کا ستارہ اور اس کے ماتھے کا جھومر ہیں جو کل کے معمار اور زمام کار سنبھالنے والے ہیں وہ اپنا رشتہ قرآن اور مسجد سے توڑ کے شباب وشراب سے جوڑ چکے ہیں جنہیں عفت وعصمت کی حفاظت کرنی تھی وہ آنچلوں کو سر بازار رسوا کر رہے ہے اور پاؤں تلے روند رہے ہیں جنہیں با مقصد زندگی گزارتے ہوئے قوم کو بلندیوں کی جانب لے جانا اور اس کی مانگ کو ستاروں سے بھرنا تھا وہ غفلت کی چادر اوڑھے بازاروں میں ہاؤ ہو کے نعرے لگاتے اور بے خودی کے عالم میں رقص کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

ضبط کرتا ہوں تو ہر زخم لہو دیتا ہے
نالہ کرتا ہوں تو اندیشۂ رسوائی ہے

چند دنوں کے متعلق

مختصر معلومات

چند دنوں کے متعلق مختصر معلومات

طوالت سے بچنے کے لیے اب ہم چند دنوں کے متعلق مختصر طور پر لکھ رہے ہیں جو دنیا کے بیشتر ممالک میں منائے جاتے ہیں۔

1) دودھ کا عالمی دن:

یہ دن دودھ کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے منایا جاتا ہے اور لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ دودھ ایک گلوبل خوراک ہے۔ یہ دن (FAO) کی طرف سے منایا جاتا ہے۔ دنیا میں زیادہ تر ممالک اس دن کو یکم جون کو مناتے ہیں، لہٰذا یہ دن یکم جون کے ساتھ ہی خاص کر دیا گیا۔ جن ممالک میں یہ دن خاصے جوش کے ساتھ منایا جاتا ہے اُن میں برازیل، امریکہ، چائنا، سویڈن، انڈیا، آسٹریا، نیپال، جرمنی اور سویڈن ہیں، اس دن بعض علاقوں میں لوگ ایک دوسرے پر دودھ گراتے ہیں۔ نیپال میں لوگ اپنے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے دودھ میں نہاتے ہیں۔ برازیل، امریکہ، انڈیا میں زیادہ سے زیادہ دودھ پیا جاتا ہے اور مندروں میں دودھ کی مفت تقسیم ہوتی ہے۔

2) زمین کا عالمی دن (22) اپریل:

یہ دن 22 اپریل کو منایا جاتا ہے اس کا مقصد لوگوں کو اُوزون گیس کی کمی زمین پر بڑھتی ہوئی گرمی کے حوالے سے آگاہی اور معلومات دینا ہوتا ہے، اسے امریکہ کے سینیٹر لائے گارڈ نے 1976 میں تجویز کیا تھا۔

3) پانی کا عالمی دن (22) مارچ:

پانی کا عالمی دن 22 مارچ کو منایا جاتا ہے، اس کا بنیادی مقصد تازہ پانی کی اہمیت اجاگر کرنا ہے اور پانی کے صاف اور اچھے ذرائع کی وکالت کرنا ہے۔ 1992ء میں امریکہ میں اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے (UNCED) نے تجویز کیا تھا اور 1993ء سے باقاعدہ طور پر اسے منایا جاتا ہے۔

4) ڈانس کا عالمی دن:

اس دن کا مقصد عام لوگوں کو ڈانس کی طرف راغب کرنا ہے۔ ڈانس کو مضمون کے طور پر سکول اور کالجز میں لاگو کرنا ہے۔ یہ دن 29 اپریل 1982 سے باقاعدہ طور پر منایا جا رہا ہے، اس دن کا اہتمام یورپی ممالک میں زیادہ تر کیا جاتا ہے۔ اس دن لڑکے اپنی دوست لڑکیوں کے ساتھ سارا سارا دن گھومتے اور ناچتے ہیں۔ CID اس دن ہر اس جگہ جو مشہور ہے وہاں لڑکیوں کے ڈانس کا اہتمام کرتی ہے۔ اس کا اتنا اثر ہے کہ اب کھیل کے میدان بھی ڈانس سے بچ نہیں سکے۔ کرکٹ جو ایشیاء اور یورپ کا مشہور کھیل ہے اس میں ہر چوکے چھکے یا آؤٹ پر باؤنڈری سے باہر سٹیج پر موجود لڑکیاں ڈانس کرتی ہیں۔ دنیا کے کچھ سابق کرکٹر کہتے ہیں کہ ایک دن آئے گا جب کرکٹ ڈانس کے بغیر ادھوری ہوگی۔ لوگ ڈانس کے بغیر کرکٹ پسند نہیں کریں گے۔ اب رنگا رنگ میلے ہوں یا کرکٹ کا کوئی مقابلہ فٹ بال کا گراؤنڈ ہو یا میدان ہر جگہ ڈانس نظر آئے گا۔

5) مُردوں کا عالمی دن:

ویسے تو دن کسی خاص موقع یا کسی چیز کی اہمیت کے لیے منائے جاتے ہیں مگر افریقہ کے کچھ ممالک ایسے ہیں جہاں مُردوں کا دن منایا جاتا ہے۔ اس دن ان کی قبروں کو اکھاڑ کر ان کی لاشوں کو باہر نکالا جاتا ہے، ان کو کندھوں پر اٹھا کر رقص کیا جاتا ہے۔ سارا دن ان کو اپنے گھر میں رکھا جاتا ہے اور پھر شام کو نئے کفن کے ساتھ دفنایا جاتا ہے۔ اس دن کے لیے

کوئی خاص تاریخ نہیں ہوتی بلکہ یہ ان کی مذہبی رسومات سے منسلک ہے۔

6) انٹرنیشنل چلڈرن ڈے:

انٹرنیشنل چلڈرن ڈے جو پوری دنیا میں منایا جاتا ہے۔ یکم جون کو مختلف ممالک کے لوگ انٹرنیشنل چلڈرن ڈے مناتے ہیں اور توجہ بچوں کے ناجائز استعمال اور ناجائز انتفاع جیسے دہکتے ایشوز کی طرف مرکوز کرتے ہیں۔ انٹرنیشنل چلڈرن ڈے جنیوا میں 1925ء میں ہونے والی ''ورلڈ کانفرنس فار دی ویل بینگ آف چلڈرن'' میں منعقد کیا گیا۔ انٹرنیشنل چلڈرن ڈے پہلی مرتبہ 1954ء میں یونائیٹڈ نیشنل جنرل اسمبلی کی ہدایت پر منایا گیا لیکن یہ یکم جون کو نہیں منایا گیا۔ ایک اور چلڈرن ویلفیئر ڈے۔ یونیورسل چلڈرن ڈے ابھی تک ہر سال 20 نومبر کو منایا جاتا ہے۔

7) ورلڈ ویٹرنری ڈے:

ورلڈ ویٹرنری ڈے جو کہ 28 اپریل کو منایا جاتا ہے۔ عالمی ویٹرنری ایسوسی ایشن ویٹرینری کو حوصلہ دیتی ہے کہ وہ ''ورلڈ ویٹرنری ڈے'' 28 اپریل کو منائیں۔ ورلڈ ویٹرنری ڈے، ویٹرنریز کی لوگوں اور پالتو جانوروں کی خوشحالی اور صحت کے لیے وسیع حصہ داری کو ظاہر کرتا ہے۔ ڈاکٹر لیون ایچ ریسل نے کہا جو کہ WVA کا صدر اور AVMA کا سابق صدر تھا۔ لوگ جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم پالتو جانوروں اور خوراک کے لیے استعمال ہونے والے جانوروں کا خیال رکھتے ہیں۔ لیکن ہم دنیا کو دکھانا چاہتے ہیں کہ ہم اپنے شعبے میں کس طرح مختلف ہیں۔ ویٹرنریز بہت کچھ کرتے ہیں۔ ڈاکٹر ریسل پریکٹس کرنیوالوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ ایک کھلا گھر رکھیں، سکولوں میں منعقد ہونے والے پروگراموں میں جائیں اور ظاہر کریں کہ کیسے ویٹرنریز ہر روز پالتو جانوروں کی تربیت کرتے ہیں۔

8) تشدد کے خلاف ویمن ورلڈز ڈے:

25 نومبر 2002ء (انا گولا پریس ایجنسی۔ لانڈا) نان گورنمنٹل آرگنائزیشن اور جنسی برابری کا دفاع کرنے والے تشدد کے خلاف ویمن ورلڈز ڈے کی یاد تازہ کرنے کے لیے

سوموار کی صبح لانڈا میں اکٹھے ہوئے۔ اس ملاقات میں حصہ لینے والوں میں سیاسی جماعتوں کے نمائندے، بلدیاتی ایسوسی ایشنز اور ماہر قانون شامل تھے، جنہوں نے تشدد پر مباحثے کیے جو کہ خواتین طبقے کو درپیش تھے۔ اینگوپ ذرائع نے کہا ملاقات میں نائیجیریا کی خواتین کے ساتھ اتحاد کی ایک تحریک بھی منظور کی گئی۔ ویمن ورلڈز ڈے کا حوالہ دیتے ہوئے فیملی اور ویمن پروموشن کی اینگولن منسٹر کینڈیڈا اسلیسٹا نے اپنے خطاب میں ایک پیغام دیا جس میں اس نے ملک میں خواتین کے خواف تشدد پر خطاب کیا۔ اسی دوران تشدد کے خلاف ملک بھر میں ایک 16 روزہ سرگرمی شروع ہوئی اور 10 دسمبر کو ختم ہوئی۔

9) مائیگریٹری برڈ ڈے:

جنوبی ہیمی سیفئر میں منایا گیا۔ ہفتے کے اختتام پر 13/14 مئی 2006ء کو جنوبی ہیمی سفیئر کے سینکڑوں لوگ انٹرنیشنل مائیگریٹری برڈ ڈے کا مشاہدہ کررہے تھے وہ اپنی توجہ اور اپنی سرگرمیاں ''بوریئل فارٹ'' کے IMBO تھیم پر مرکوز کررہے تھے۔ جو کہ شمال کی ایک برڈ نرسری ہے۔ آئی ایم بی ڈی حال ہی میں شروع ہونے والے ورلڈ مائیگریٹری برڈ ڈے کی طرح ایک سالانہ واقعہ ہے۔ جو کہ تقریباً 350 مائیگریٹری برڈ سپیشز کی شمالی امریکہ کے گھونسلے والے مسکنوں اور جنوبی اور مرکزی امریکہ، میکسیکو اور کیرمی بین کے نان بریڈنگ گراؤنڈ کے درمیان ہجرت کو خاص طور پر ظاہر کرتا ہے۔ انٹرنیشنل مائیگریٹری برڈ ڈے، سمتھسونین مائیگریٹری برڈ سنٹر اور کورنیل لیبارٹری او آرنیتھولوجی کے خیال پرستوں نے 1993 میں تخلیق کیا اور اب یو ایس نیشنل فش اور وائلڈ لائف فاؤنڈیشن اور یو ایس فش اور وائلڈ لائف سروس اس کی مدد کررہے ہیں۔ اگر چہ IMBO ایک عالمگیر پیش قدمی نہیں ہے۔ شاید یہ مائیگریٹری برڈز کی پہچان پر توجہ دینے والا کامیاب ترین اور لانگ سٹینڈنگ بین الاقوامی دن ہے۔ مئی کے ہر دوسرے ہفتہ اتوار کو IMBO، برڈ مائیگریشن کے بارے میں اور ہجرت کرنے والے پرندوں کے مسکنوں کو جنوبی ہیمی سفیئر میں محفوظ کرنے کی ضرورت کے بارے میں بیداری پیدا کرتا ہے۔

یوم انسداد منشیات:

یہ 26 جون کو منایا جاتا ہے اور اس دن منشیات کے نقصانات بتائے جاتے ہیں اور اس کی روک تھام کے لیے کاغذی کاروائیاں ہوتی ہیں یہ کس قدر دوغلہ پالیسی ہے کہ 26 جون کو سرکاری سطح پر منشیات کے خلاف سیمینارز کا انعقاد ہوتا ہے اور باقی سارا سال منشیات کو حکومتی تحفظ رہتا ہے۔ سگریٹ بیچنے والی کمپنیاں ہر طرح کے ذرائع ابلاغ سے اشتہار بازی کرتی ہیں، فلمی ہیروز ناز وادا سے سگریٹ پیتے دکھائے جاتے ہیں اور نوجوان طبقہ جب یہ دیکھتا ہے کہ فلمی ہیرو اپنی مصنوعی ٹینشن سے نجات کے لیے کش لگا کے دھوئیں کے مرغولے چھوڑ رہا ہے تو اسی ڈگر پر چلتے ہوئے منفی راستوں کو اختیار کر لیتا ہے۔ ذرائع ابلاغ سے دن رات اسی طرح کی خاموش تبلیغ جاری ہے اور سال بعد لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کیلئے یوم انسداد منشیات منالیا جاتا ہے اور اس دن کا مقصد بس یہی ہوتا ہے کہ اعداد و شمار سے یہ بتا دیا جائے کہ دنیا میں سگریٹ پینے والوں کی تعداد اتنے گنا سے بڑھ کر اب اتنے گنا ہوگئی ہے اور کچھ عوام کو جھوٹی طفل تسلیاں دے دی جاتی ہیں ہم تو یہی کہتے ہیں:

جھوٹ بولا ہے تو قائم بھی رہو اس پر ظفر
آدمی کو صاحب کردار ہونا چاہیے

انٹرنیشنل ہینڈ واش ڈے (عالمی سطح پر ہاتھ دھونے کا دن):

16 اکتوبر 2009ء کے نوائے وقت پر ایک تصویر شائع ہوئی، جس میں دو بچے لوٹے سے ایک دوسرے کے ہاتھ دھلوا رہے ہیں اور نیچے لکھا ہے، انٹرنیشنل ہینڈ واش ڈے کے موقع پر وارث پورہ میں منعقدہ تقریب کے دوران ایک بچہ دوسرے بچے کے ہاتھ پانی سے صاف کرا رہا ہے، واضح رہے کہ وارث پورہ فیصل آباد کا ایک پسماندہ علاقہ ہے جب ایسے علاقوں میں ہاتھ دھونے کی تقریبات ہو رہی ہیں تو اندازہ لگایئے کسی فیشن ایبل علاقہ میں اس دن کیا تماشے ہوتے ہوں گے۔

دنیا میں منائے جانے والے 142 دن

مسلمان کے روز و شب اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں بسر ہوتے ہیں اور مسلمان نوجوان پاکیزہ فطرت اور پاکیزہ عادات کا مالک ہوتا ہے اور یہی پاکیزگی اس کے لیے سرمایۂ حیات ہے جو اس کی ترقی اور وقار کی محافظ ہے، تاریخ شاہد ہے کہ کسی بھی قوم کے لیے اس وقت زوال کا آغاز ہو جاتا ہے، جب اس کے افراد محنت و مشقت کو چھوڑ کے لہو ولعب (کھیل تماشے) میں کھو جائیں۔ موجودہ دور میں زندگی اس قدر مصروف ہوگئی ہے کہ اکثر افراد کے لیے فرصت کے لمحات خواب بن کے رہ گئے ہیں جبکہ دوسری طرف بربادیٔ وقت کے لیے اس وقت دنیا میں سال بھر میں 142 دن منائے جاتے ہیں۔ چند سالوں میں یہ تعداد مزید بڑھ جائے گی۔ کوئی بعید نہیں ہے کہ شمسی سال کے اعتبار سے 365 دن ہی منائے جانے لگیں۔ انٹر نیٹ کی ویب سائٹ http://en.wikipedia.org/wiki/International_observance کے مطابق دنیا میں منائے جانے والے دنوں کی فہرست درج ذیل ہے:

January

January 1 - Global Family Day - formerly One Day of Peace and Sharing, recognized by the UN

January 1 - World Day of Peace - established by pope Paul VI in his letter dated on 8.12.1967

January 6 - World day for War orphans - initiated by (S.O.S Enfants En Detresse - www.soseed.org by Stephen N. Kinuthia)

January 11 - International Day for Peace in Kenya January 11, 2008. Recent events in the country left Kenyans in fear of their

future. The stalemate between the political leaders has created opportunity for destructive forces, and organized militia, which have risen to kill innocent people (more than 450 killed, thousands injured and over 250,000 displaced - initiated by (Kenya Welfare Foundation & Kenya Development Network and Consortium)[* 3rd Sunday of January - World Religion Day - established in 1950 [1]
January 24 - National girl child day of India, recognized by the India
January 27 - International Holocaust Remembrance Day, recognized by the UN
January 28 - Data Protection Day - recognized by the Council of Europe [2]

February

February 2 - World Wetlands Day
February 4 - World Cancer Day
February 5 - Kashmir Day
February 6 - International Day Against Female Genital Mutilation
February 12 - Darwin Day
February 12 - World Day of the Sick, an observance day instituted by pope John Paul II.
February 14 - Valentines Day
February 20 - World Day of Social Justice, recognized by the UN
February 21 - International Mother Language Day, recognized by the UN World Tourist Guide Day

March

March 4 - World Day of the Fight Against Sexual Exploitation ONG GIPF (site (French))
March 8 - United Nations Day for Women's Rights and International Peace, recognized by the UN
March 8 - International Women's Day [3], recognized by the UN
March 15 - World Consumer Rights Day
March 20 - International Day of the Francophonie (site (French))
March 20 - World Day of Theatre for Children and Young People

[4]

March 21 - International Day for the Elimination of Racial Discrimination, recognized by the UN

March 22 - World Day for Water, recognized by the UN

March 23 - World Meteorological Day, recognized by the UN

March 24 - International Day for Achievers, World Tuberculosis Day, recognized by the UN

March 25 - International Day of Remembrance of the Victims of Slavery and the Transatlantic Slave Trade, recognized by the UN

March 27 - World Theatre Day

13 march world kidney day

April

April 2 - World Autism Awareness Day, recognized by the UN

April 4 - International Day for Mine Awareness and Assistance in Mine Action, recognized by the UN

April 7 - World Health Day, recognized by the World Federation of Hemophilia

April 7 - International Day of Reflection on the Genocide in Rwanda, recognized by the UN

April 17 - World Hemophilia Day, recognized by the UN

April 21 - World Creativity and Innovation Day. Celebrations begin

April 15 - Leonardo da Vinci's Birthday

April 22 - Earth Day

April 23 - World Book and Copyright Day, recognized by the UN

April 25 - World Malaria Day, recognized by the WHO

April 26 - World Intellectual Property Day, recognized by the UN

April 28 - International Workers' Memorial Day

April 29 - World Dance Day

May

May 1 - May Day - Labour Day

May 3 - World Press Freedom Day, recognized by the UN

May 4 - International Firefighters' Day

May 8 - World Red Cross & Red Crescent Day

May 8-May 9 - Time of Remembrance and Reconciliation for Those Who Lost Their Lives during the Second World War, recognized by the UN

May 10 - International Mothers Day

May 12 - International Nurses Day

May 15 - International Day of Families, recognized by the UN

May 17 - World Information Society Day, recognized by the UN

May 18 - World Museum Day

May 19 - World Hepatitis Day

May 21 - World Day for Cultural Diversity for Dialogue and Development, recognized by the UN

May 22 - International Day for Biological Diversity, recognized by the UN

May 23 - World Turtle Day

May 29 - International Day of United Nations Peacekeepers, recognized by the UN

May 31 - World No Tobacco Day, recognized by the UN

1st Tuesday of May - World Asthma Day

2nd Saturday of May - World Fair Trade Day

June

June 1 - International Children's Day

June 4 - International Day of Innocent Children Victims of Aggression, recognized by the UN

June 5 - World Environment Day, recognized by the UN

June 8 - World Brain Tumour Day

June 8 - World Ocean Day

June 12 - World Day Against Child Labour

June 14 - World Blood Donor Day, recognized by the UN

June 17 - World Day to Combat Desertification and Drought, recognized by the UN

June 18 - International Picnic Day

June 19 - World Sickle Cell Anaemia Awareness Day

June 20 - World Refugee Day, recognized by the UN

June 21 - World Music Day

June 23 - United Nations Public Service Day, recognized by the UN

June 26 - International Day against Drug Abuse and Illicit Trafficking, recognized by the UN

June 26 - International Day in Support of Victims of Torture, recognized by the UN

July

1st Saturday of July - International Day of Cooperatives, recognized by the UN

July 11 - World Population Day, recognized by the UN

August

August 9 - International Day of the World's Indigenous People, recognized by the UN[5][6]

August 12 - International Youth Day, recognized by the UN

August 13 - International Lefthanders Day

August 15 - International Mourning Day

August 19 - World Humanitarian Day

August 23 - International Day for the Remembrance of the Slave Trade and Its Abolition, recognized by the UN

August 26 - Namibia Day, recognized by the UN

September

September 8 - International Literacy Day, recognized by the UN

September 11 - World First Aid Day

September 15 - International Day of Democracy, recognized by the UN

September 15 - International Day of Engineers, recognized by the INDIA, In remembrance of Sir Mokshagundam Visvesvaraya

September 16 - International Day for the Preservation of the Ozone Layer, recognized by the UN

September 19 - International Talk Like a Pirate Day

September 21 - International Day of Peace, recognized by the UN

September 21 - World Alzheimer's Day

September 22 - (World) Car Free Day(s)

September 25 - International Grab Hand Day. Not Recognised by UN, but only those in the GIS Industry, and all associated IT Disciplines.[citation needed]

September 26 - European Day of Languages

September 27 - World Tourism Day

September 28 - Right to Know Day [7]

September 28 - World Rabies Day

During last week of September - World Maritime Day, recognized by the UN

October

First Monday of October - World Habitat Day, recognized by the UN

October 1 - International Day of Older Persons, recognized by the UN

October 1 - World Vegetarian Day

October 2 - International Day of Non-Violence, recognized by the UN, observed on M.K. Gandhi's birthday

October 3 - World Smile Day[8]

October 4 - World Animal Day

October 5 - World Teachers' Day

Second Wednesday of October - International Day for Natural Disaster Reduction, recognized by the UN

October 6 - World Hospice and Palliative Care Day

October 8 - World Humanitarian Action Day

October 9 - World Post Day, recognized by the UN

October 10 - World Mental Health Day, recognized by the UN

October 10 - World Day Against Death Penalty, recognized by the WCADP

October 14 - World Standards Day

October 15 - International Day of Rural Women, recognized by the UN

October 15 - Global Handwashing Day

October 16 - National Boss Day (Boss's Day)

October 16 - World Food Day, recognized by the UN
October 17 - International Day for the Eradication of Poverty, recognized by the UN
October 20 - International Day of the Air Traffic Controller, [9]
October 24 - United Nations Day, recognized by the UN
October 24 - World Development Information Day, recognized by the UN
October 27 - World Day for Audiovisual Heritage, recognized by the UN
October 25-31 - International Epidermolysis Bullosa Awareness Week, [10]

November

Third Sunday of November - World Day of Remembrance for Road Traffic Victims, recognized by the UN
November 1 - World Vegan Day
November 6 - International Day for Preventing the Exploitation of the Environment in War and Armed Conflict, recognized by the UN
Novcmber 8 - World Radiographer Day
November 9 - World Freedom Day
November 14 - World Diabetes Day, recognized by the UN
November 16 - International Day for Tolerance, recognized by the UN
November 17 - International Students Day
November 19 - International Men's Day (Trinidad and Tobago, Jamaica, Australia, India, Singapore, United Kingdom, United States, Malta)
November 19 - World Toilet Day
November 20 - Africa Industrialization Day, recognized by the UN
November 20 - Universal Children's Day, recognized by the UN
November 21 - World Hello Day
November 21 - World Television Day, recognized by the UN
November 25 - International Day for the Elimination of Violence against Women, recognized by the UN

November 25 - International Meatless Day[11]

November 29 - International Day of Solidarity with the Palestinian People, recognized by the UN

December

December 1 - World AIDS Day, recognized by the UN

December 2 - International Day for the Abolition of Slavery, recognized by the UN

December 3 - International Day of Persons with Disabilities, recognized by the UN

December 5 - International Volunteer Day for Economic and Social Development, recognized by the UN

December 7 - International Civil Aviation Day, recognized by the UN

December 9 - The International Day against Corruption, recognized by the UN

December 10 - Human Rights Day, recognized by the UN

December 11 - International Mountain Day, recognized by the UN

December 18 - International Migrants Day, recognized by the UN

December 19 - United Nations Day for South-South Cooperation, recognized by the UN

December 20 - International Human Solidarity Day, recognized by the UN

December 25 - Quaid-e-Azam Day

Weeks

March 21-27 Week of Solidarity with the Peoples Struggling against Racism and Racial Discrimination, recognized by the UN

April 25 – May 2 (2009) — Vaccination Week In The Americas[1]

May 25-31 Week of Solidarity with the Peoples of Non-Self-Governing Territories, recognized by the UN

4th week of September - (International) Peace Week

October 4-10 - World Space Week, recognized by the UN

October 24-30 - Disarmament Week, recognized by the UN

www.KitaboSunnat.com



طیبہ قرآن محل امین پور بازار فیصل آباد

041-2624007, 2629292, 0300-6628021